Presented to Sultana Asaf Fyzee (Inter-arts)
by the author. Feb. 1930.

آریوں کا برتاؤ

ویدک زمانے میں

جسکی کیفیت

معین الدین احمد

پروفیسر ولسن کالج۔ بمبئی

نے

رامائن، مہابھارت، تاریخی پرانوں، اور اور مستند درسی کتابوں سے
سالہا سال کی تلاش اور تحقیقات کے بعد شائقین علم کے لیئے
اخذ کر کے مختلف مضامین کی صورت میں لکھی اور

جامعہ ملیہ اسلامیہ پریس دھلی میں چھپوا کر
شائع کی

نقد ۸ر

بذریعہ ڈاک ۱۲ر

فہرست مضامین

ضروری اطلاع۔ہر مضمون کے آخر میں سنسکرت کی اصل عبارت جس کا ترجمہ متن کتاب میں ہے نمبروار درج کی گئی ہے، تاکہ حوالہ میں آسانی ہو۔ جو نمبر متن میں ہو وہ ہی نمبر سنسکرت میں نکال کر اصل عبارت دیکھئے +

دیباچہ

جیساکہ ہم نے اپنی سنسکرت کی کتاب ”دکھوترم سُکھم“ نام کے دیباچہ میں لکھا ہے بعض دوست مُصر ہیں کہ قدیم ہندی آریوںؔ کے حالات پر چھوٹے چھوٹے رسالے لکھوں جن سے اُنکے تمدنی، اخلاقی، اور اعتقادی حالات معلوم ہوسکیں۔ کیونکہ عام لوگ سنسکرت کی کتابوں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ کام مشکل اور فرصت کم۔ تاہم فرمائیشوں کی تعمیل لازم ہے۔ حقیقت میں علم کے دائرہ کو بڑھانے اور خیالات کے حلقہ کو وسیع کرنے سے بڑھکر اور کوئی خدمت نہیں۔ اسلئے توفیق کے موافق چند سطریں لکھنے کی میں نے جرٔت کی۔ اُمید ہے کہ زیادہ معلومات والے انپر اضافہ کر کے اس مضمون کو مکمل کردینگے اور ان اوراق کو کتاب بنا دینگے۔ اگر کہیں لکھنے میں غلطی یا معنوں میں خامی ہو اسکو سہو اور نادانی پر محمول کرنا چاہیئے نہ کہ نکتہ چینی یا خیانت پر۔ جان بوجھکر معنے بگاڑنے کی نہ میں نے کوشش کی اور نہ بدنیتی سے لکھا۔ جیسے پُرانے عربوں کی طرزِ معاشرت کی حکایات کا ”الفرج بعد الشدۃ“ کتاب سے میں نے سنسکرت میں ترجمہ کیا اور اُس کا نام ”دکھوترم سُکھم“ رکھا ویسے ہی سنسکرت سے ناواقف شائقین علم کی خاطر قدیم آریوں کا برتاؤ اور طرزِ خیال اس کتاب کے ذریعہ سے اُردو میں دکھایا۔ اور حوالہ کے لئے اصل عبارت بھی اسکے ضمن میں درج کی۔ اگر کہیں غلطی پائی جائے اصلاح کیجئے اور غلطی بتاکر مجھے شکریہ کا موقع دیجئے۔

قدیم آریوں کے حالات جو بچپن میں قصّہ کہانیوں سے مجھے معلوم ہوئے یا مدرسوں اور کالجوں میں، تحریروں اور تقریروں میں میں نے پڑھے اور سُنے، اُن کو میں صحیح سمجھا کرتا تھا۔ مگر گذشتہ چھبیس ستائیس۲ برس میں سنسکرت کی بعض معتبر کتابوں کے پڑھنے کا جب مجھے موقعہ ملا، تب میری آنکھیں کھُلیں اور یقین ہوا کہ بہت سی باتیں جو لوگوں میں مشہور ہیں جھوٹی ہیں، سُنی سنائی ہیں کتابی نہیں۔ مثلاً ”ویمان“ جس کو غبارہ یا ہوائی جہاز کہنا چاہیئے۔ یہ نام لفظ مِن سے

---

۱ سنسکرت اور فارسی زبانوں کی جڑ ایک ہی ہے، سنسکرت ”ریو“ اور فارسی ”رو“ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں چلنا پھرنا، اسی مادہ سے لفظ اریہ اور پھر آریہ بنا جو قدیم ویدک زمانہ میں چلنے پھرنے والے تجارت پیشہ ور لوگوں کے لئے مخصوص تھا۔ بعد ازاں عام طور پر دولتمند اور عزیز لوگوں کو ”آریہ“ کہنے لگے اور پھر اسکے معنی ہوگئے شریف اور محترم کے ہیں۔

۲ عزیز علم دوست محمد یعقوب وکیل مرادآبادی اس علمی تحقیقات کے اصل محرک ہیں اور جو شیلے بھائی ارشاد الدین بھی اسکے قدردان اور مددگار ہیں ہم ان دونوں کے شکر گزار ہیں۔ (احمد)

سے نکلا ہے جسکے معنی سوچ بچار کے ہیں یعنی ذہنی یا خیالی چیز۔
عرصہ ہوا جب یوروپین لوگ غباروں میں بیٹھ کر اڑنے اور چھتری سے لٹک زمین پر اتر آنے کا
تماشہ دکھاتے پھرتے تھے، اس وقت لوگوں میں چرچہ سُنا گیا کہ قدیم ہندی آریوں میں بھی
غباروں کا رواج تھا جنکو ویمان کہتے تھے۔ اور ان میں بیٹھ کر وہ سفر کیا کرتے تھے۔ اور اب بھی
اسی قسم کے تذکرے سُننے میں آتے رہتے ہیں جنکو سُنکر ہم حیران رہجاتے ہیں۔ یہ بھی ہم نے
سُنا کہ ہندوستان کے آریا باشندے یوروپین لوگوں کی طرح بڑی عمر میں بیاہ کرتے تھے بچپن میں
نہ کرتے تھے۔ یہ بھی سُنا کہ اُن دنوں پردہ کی رسم نہ تھی۔ عورتیں آزادی سے پھرتی اور مردوں کے
ساتھ جلسوں میں شریک ہوتی تھیں۔ یہ بھی سنا کہ قدیم آریا بزرگ گوشت نہ کھاتے تھے۔
اور یہ بھی سُنا کہ مسلمانوں کی طرح وہ جھوٹ نہ بولتے تھے۔ اور مزید براں یہ بھی سُنا کہ یہ اور
اور ایسی بُری رسمیں مسلمانوں کے وقت سے اِس مُلک میں پھیلیں۔
قدیم آریوں کی معتبر اور بہترین تاریخوں اور کتابوں سے "ویمان" اور اور مضامین مذکورہ بالا
کی بابت جو حالات پایہ تحقیق کو پہنچے اُنکو ہم بہ صراحت علیحدہ علیحدہ درج کرتے ہیں تاکہ اصل
حال معلوم ہو جائے اور طویلے کی بلا بندر کے سر نہ مڑھی جائے۔

ویمان

چندسال ہوئے مجھے ایک اُستاد کی ضرورت تھی۔ ایک دوست نے اپنے ایک ملاقاتی
بی۔ اے سے مجھے ملایا جن کی سنسکرت دانی کی تعریف مجھسے کی تھی۔ اثنا، گفتگو میں نئی ایجادوں
کا تذکرہ آگیا۔ بی۔ اے صاحب نے نہایت اطمینان سے کہا کہ یہ ہوائی جہاز تو کوئی نئی ایجاد
نہیں۔ ہمارے آریا بزرگ بھی ایسے جہازوں پر چڑھا کرتے تھے۔ یہ سُنکر مجھے شوق پیدا ہوا اور
میں نے کہا کہ مجھے اسکے زیادہ حالات بتائیے۔ میں تو مدت سے تلاش میں ہوں۔ کسی نے
مجھے نہیں بتائے" اور نہ پتہ دیا۔ اگر آپ کو یاد نہوں تو کتاب کا نام ہی بتا دیجئے۔ انھوں نے
جواب دیا کہ "رامائن" میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ یہ سُنکر میں دنگ رہگیا کہ یہ لکھا پڑھا بڑی
عمر کا گریجویٹ اور یہ غلط بیانی۔ پھر میں نے پوچھا کہ رامائن کے علاوہ اور کسی کتاب میں بھی
اس کا بیان ہے؟ بتائیے تو "ویمان" بنانے کا کارخانہ کہاں تھا؟ انھوں نے اصرار سے

کہاکہ رامائن سے بڑھ کر اور کونسی کتاب معتبر ہوسکتی ہے ۔ میں نے جواب دیا کہ " والمیکی رامائن " تو میں سات دفعہ پڑھ چکا ہوں ۔ اور اب پھر دوہرا رہا ہوں ۔ اس میں تو ہوائی جہاز کا تذکرہ کہیں بھی نہیں ۔ بی ۔ اے صاحب نے ذرا حقارت سے جواب دیا کہ کیا رام مہاراج " ویمان " پر سوار ہو کر ایودھیا کو نہیں گئے تھے ۔ میں نے کہا کہ ضرور گئے تھے ۔ مگر وہ ویمان تو آدمی کا بنایا ہوا نہ تھا ۔ بلکہ برہما (خالق) کے حکم سے " وشوہ کرمہ " (قوت خالقہ) نے بنا کر دولت کے دیوتا دھنیش مہاراج کو عبادت اور ریاضت کے صلہ میں بخشا تھا ۔ دیکھئے تو ایودھیا شہر کی تعریف کرتے ہوئے والمیکی مہاراج فرماتے ہیں کہ :۔

۱ ۔ یہ شہر ایسا خوبصورت اور بلند ہے جیسا کہ آسمان میں ویمان جو ریاضت کے صلہ میں نیک بندوں کو بخشا جاتا ہے (راماین بال کانڈم صفحہ ۲ ۔ سرگ ۲۵) اور پھر دیکھئے صاف صاف فرماتے ہیں :۔

۲ ۔ برہما کی قدرت کے پیدا کئے ہوئے ویمان پر سوار ہو کر گئے ۔ (راماین ۔ یدھ کانڈم سرگ ۱۲۴ صفحہ ۹۶۳) اور پھر دیکھئے :۔

۳ ۔ آسمانی ویمان پشپک نام جو برہمہ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا ۔ اور پھر فرماتے ہیں :

۴ ۔ وشوہ کرمہ (قوت خالقہ) نے اپنی اعلیٰ کاریگری کے نمونہ کے طور پر اسکو بنایا تھا ۔ اور دھنیش مہاراج دولت کے دیوتا نے تپہ اور عبادت کے صلہ میں برہما سے حاصل کیا تھا اور بہادری سے راون نے اُن سے چھین لیا تھا ۔ اور قوت قلبی کے تصرف سے خیال کی طرح چلتا تھا ۔ شلوک ۲ و ۳ سندر کانڈم سرگ ۸ صفحہ ۵۹۸ و ۵۹۹ ۔ رامائن ۔

مجھے تو والمیکی مہاراج کی تحریر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ویمان برہما کا عطیہ تھا ، آدمی کا بنایا ہوا نہ تھا ۔ روح کی طرح کام کاج کرتا تھا ، سنتا تھا ، بولتا تھا ، باتیں کرتا تھا ، بات کا جواب دیتا تھا ، خوشی اور رنج سے متاثر ہوتا تھا ۔ چنانچہ ایودھیا پہنچکر جب رام مہاراج نے اسکو رخصت کیا تو وہ افسردہ خاطر ہو کر اپنے مالک دھنیش دیوتا کی خدمت میں جا حاضر ہوا ۔ انھوں نے اخلاص ظاہر کرنے کے لئے اسے رام مہاراج کے حضور میں لوٹ جانے کا حکم دیا وہ پھر ایودھیا کو واپس گیا ۔ رام مہاراجہ نے اسکی پوجا کی ، اور اس پر خوشبوئیں ملیں اور عزت کے ساتھ پھر رخصت کیا اور کہا کہ ہم بدخلق کہلانا نہیں چاہتے تم جاؤ اور اپنے آقا

ہی کی خدمت میں حاضر رہو۔ جب ہم یاد کریں پھر آجانا۔ یہ سُنکر ویمان واپس ہوا۔ ایک دفعہ رام مہاراجہ کے دربار میں ایک برہمن نے دہائی دی کہ "حضور کے راج میں کہیں ادھرم ہو رہا ہے جسکی وجہ سے لوگوں کے بچے مرنے لگے۔ میرا بچہ بھی مر گیا۔ اسکی تفتیش کرنی چاہئے کہ کہاں اور کیا ادھرم ہو رہا ہے"۔ برہمن کی فریاد سُنکر مہاراجہ نے ویمان کا خیال کیا۔ خیال کرتے ہی خیال کی طرح ویمان آحاضر ہوا۔ اِس پر سوار ہو کر مہاراجہ نے اپنے راج کا دورہ کیا ایک جگہ کسی شخص کو سر نیچے پاؤں اوپر معلق نماز معکوس میں مشغول دیکھا۔ متعجب ہو کر اور اسکو برہمن سمجھ کر اس سے گفتگو کی۔ اُس نے جواب میں عرض کیا کہ جہاں پناہ میں تو غریب "شودر" ذات کا ہوں۔ نجات کے لئے تپہ کر رہا ہوں۔ یہ سنتے ہی رام مہاراج نے اُس کا سر کاٹ ڈالا کیونکہ دھرم شاستر کے بموجب "شودر" کو ایسی عبادت کا حق حاصل نہیں۔ اس "شودر" کے قتل پر تمام دیوتاؤں اور بزرگوں نے مہاراجہ کو مبارکباد دی۔ اور گل پوشی سے انپر پھول برسائے۔ اور بہشتی ہوا چلنے لگی۔ اس پر معجزہ یہ ہوا کہ ادھر رام مہاراج نے "شودر" کا سر قلم کیا اُدھر اس برہمن کا مرا بچہ پھر جی اُٹھا۔ (رامائن۔ اُترکانڈم سرگ ۷۴-۷۵)

یہ شہادتیں سُنا کر میں نے اُن بی۔ اے صاحب سے کہا کہ آپ مجھے ایسا ویمان بتائیے جو آدمی نے بنایا ہو۔ یوں تو آریا لوگ خداداد ہاتھی گھوڑوں پر بھی سوار ہوتے تھے اسکے یہ معنی نہیں کہ وہ ہاتھی گھوڑے بناتے تھے۔ یا اب ہم ریل، موٹر اور ہوائی جہاز پر سوار ہوتے ہیں جو یوروپین یا امریکن دیوتاؤں کی کاریگری کے نمونے اور چٹکلے ہیں۔ اسکے یہ معنی نہیں کہ ہم خاک نشین اور گوبر بھرے دماغ والے اُن آسمانی امرت بھرے دماغوں کی ایجادوں کو اپنا کہیں، اور اس پر اترائیں۔ میرا جواب سُنکر بی۔ اے صاحب چُپ رہ گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم تو بزرگوں سے یہی سُنتے آئے ہیں کہ پہلے زمانہ میں آریا لوگ ویمانوں پر سوار ہوا کرتے تھے۔ اور اب ہم بھی یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ ویمان بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ آجکل کا بھلا بزرگوں کو کیسے جھٹلایا جائے۔ اسکے بعد وہ مجھے کبھی نہیں ملے ورنہ میں ویمان کے کارخانہ کا حال ضرور اُن سے پوچھتا۔ میں مشکور ہونگا اگر کوئی اور واقفکار آریا اس کا حال مجھے بتائے۔

یہ مضمون لکھتے ہوئے چند اور واقعات ویمان کے متعلق یاد آئے۔

دیکھئے والمیکی مہاراج کہتے ہیں :-

۵ - دھنیش کبیر دیوتا کی سواری پر جب سب سوار ہو گئے تب رام مہاراج کی اجازت سے ویمان آسمان پر چڑھ گیا۔ (شلوک ۲۵) رامائن، یُدھ کانڈم سرگ ۱۲۲ -

یہاں اجازت کے لفظ کے استعمال سے بھی ثابت ہے کہ وہ ویمان کوئی بیجان مشین نہ تھا جیسے کہ یوروپین ہوائی جہاز ہیں، بلکہ روحانی آلہ تھا۔ اجازت اور ممانعت دونوں کو سمجھتا تھا۔ اور برہما کی سواری یعنی ہنس پرندے اس میں جڑے ہوئے تھے۔

اور ویاس مہاراج مہابھارت میں ویمان کا تذکرہ ایک موقعہ پر یوں فرماتے ہیں :-

ایک دفعہ اِندر دیوتا راجہ وَسُو کی عبادت اور ریاضت سے خوش ہوئے تب اس سے کہا۔

۶ - لے ہم تجھے یہ نایاب آسمانی دیوتاؤں کی سواری کا بلوری ویمان عطا کرتے ہیں۔ جو دِلی خواہش کے مطابق چلتا ہے۔ اس میں سوار ہو کر تو جسم والا، روحانی دیوتاؤں کی طرح آسمانوں میں سیر کرتا پھر۔ فانی انسان کو کبھی یہ روحانی نعمت میسر نہیں آسکتی (مہابھارت آدی پرو۔ ادھیایہ ۶۳ - صفحہ ۶۵ شلوک ۱۳-۱۴)

اندر دیوتا کے اس قول سے بھی ثابت ہے کہ ویمان انسان کی ایجاد کی ہوئی سواری نہ تھی بلکہ دیوتاؤں کی آسمانی سواری تھی۔ قربانی کے بیان میں وسو راجہ کی حکایت دیکھئے۔ برہمنوں نے بد دعا سے اسکی اُڑنے کی قوت سلب کر لی۔

ایسے ہی دشرتھ راجہ کو بھی اندر دیوتا نے ویمان عطا کیا۔

۷ - اندر دیوتا راجہ دشرتھ سے خوش ہوئے اور ایک ویمان انکو عطا کیا۔ جس پر سوار ہو کر انھوں نے سنیچر پر حملہ کیا۔ (شلوک ۱۳) سکند پران۔ ناگر کھنڈ ۶ - ادھیایہ ۱۶ صفحہ ۱۰۴ -

جب رام ویمان پر سوار ایودھیا جا رہے تھے تو

۸ - آسمان میں جاتے جاتے وہ دفعتاً ٹھہر گیا۔ اور سب حیران رہ گئے۔ (شلوک ۲) فضائے آسمان میں ویمان کو اڑے دیکھ کر رام نے متعجب ہو کر ہنومان سے کہا کہ (شلوک ۳) جاؤ اور زمین پر دیکھو کیا ہوا جس سے ویمان چلتا چلتا رک گیا۔ (شلوک ۴) یہ تو برہما کی قدرت کا بنایا ہوا ویمان کبھی بھی رُکنا نہیں جانتا۔ (شلوک ۵)

رام کا حکم سُنکر ہنومان فوراً زمین پر جا پہنچے۔ اور واپس آکر یہ خبر دی کہ یہاں نیچے زمین پر

ہاٹکیشور مہادیو کا سمندر ہے، اور یہاں خالق برہما خود موجود ہے۔ اور سب دیوتا اور صلحا یہاں حاضر ہیں۔ اِس وجہ سے ہی اس متبرک مقام کی پوجا بغیر ویمان آگے بڑھنا نہیں چاہتا (شلوک ۹) سکند پران ناگر کھنڈ ۶ - ادھیایہ ۱۰۲ صفحہ ۱۰۹ -
ایسے ہی برہما پُران ادھیایہ ۱۰۷ میں وارد ہے -

۱۰- جو کوئی وشنو کا مخلص عاشق اپنے آپ کو آگ میں جھونک دے وہ آگ جیسے چمکتے ہوئے ویمان پر سوار ہو کر دار البقا کو پہنچایا جاتا ہے -
(شلوک ۵۲)

(۵۴)
۱۱- جو کوئی وشنو کی خاطر پانی میں ڈوب کر مرتا ہے وہ چاند جیسے منور ویمان پر سوار ہو کر جاتا ہے!

۱۲- جو کوئی یاترا کرتے کرتے جنوبی سمندر تک پہنچ جائے اُسکو اگنشٹوم قربانی کا ثواب نصیب ہوتا ہے، اور ویمان سواری کو ملتا ہے۔ (شلوک ۵۳) ون پروہ - ادھیایہ ۸۲ صفحہ ۶۰ -

۱۳- جو کوئی وینا ندی کے تیرتھ پر تین راتیں گذارے اسکو بھی مور اور ہنس جڑا ہوا ویمان عطا ہوتا ہے۔ مہابھارت ون پروہ - ادھیایہ ۸۵ صفحہ ۷۷ -

۱۴- مہینہ بھر روزہ رکھنے والے ہنس جڑے ہوئے ویمان پر سواری کرتے ہیں۔ اور ہفتہ بھر روزہ رکھنے والے مور جُڑے ہوئے ویمان پر - ون پروہ - ادھیایہ ۲۰۰ صفحہ ۱۳۹ -

۱۵- جو کوئی فاقہ کشی کی عادت ڈالے وہ ہزار ہنس جڑے ہوئے ویمان پر سوار ہوتا ہے (انو پروہ ادھیایہ ۱۰۶ صفحہ ۱۱۷ -

(نوٹ) برہما کی سواری ہنس اور سرسوتی کی مور ہے۔ ویمانوں کا تذکرہ روحانی قوت کے پرواز کے ساتھ ہے۔ نہ کہ کسی انجن یا کل کے ذریعہ سے اُن کا اُڑنا بتایا گیا ہے۔ گویا برہما اور سرسوتی کی قوت قلبی کی برکت سے اُڑتے تھے۔

۱۶- اور دیکھیئے جب رام مہاراج اور ان کے بھائی لکشمن نے لنکا میں ویمان دیکھا تو تعجب سے حیران رہگئے۔ راماین یدھ کانڈم - سرگ ۱۲۱ (شلوک ۲۰)
اِس سے صاف ظاہر ہے کہ گو ویمان کے نام سے لوگ واقف تھے، قصہ کہانیوں میں پرانوں میں اُس کا تذکرہ سُنتے تھے مگر کسی نے اسے دیکھا نہ تھا۔ جس کسی کو یہ روحانی بخشش عطا

ہوتی تھی وہی اُس سے کام لیتا تھا۔ اگر ویمان کارخانوں میں بنتا اور لوگ اسپر سوار ہوا کرتے۔ تو ہندوستان کے مہاراجہ اور اُنکے بھائی اسکو دیکھکر متحیر نہ ہوتے۔ شاہی سواریوں میں ویمان بھی ہوتا۔ راماین اور مہابھارت اِن دونوں زمانوں میں ویمان روحانی تھا۔ آدمی کا بنایا ہوا نہ تھا۔

۱۷۔ ایسے ہی سکندپران ویشنوکھنڈ ۲۔ مارگ ماس ۵۔ ادھیایہ ۱۳ میں وشنو فرماتے ہیں۔ جو کوئی میری خاطر پھولوں کا منڈپ بنائے وہ پشپک نام ویمان میں آرام پاتا ہے۔ ہری ونش پران۔ ادھیایہ ۳ میں ویمان کی تعریف اسی طرح کی روحانی ہے۔

۱۸۔ وشوکرمہ (قوت خالقہ) نے دیوتاؤں کے لیئے ویمان بنائے۔ اور انسان بھی اسی بزرگوار کی کاریگری سے مستفید ہوتے ہیں۔ (شلوک ۸ بھی)

مذکورہ بالا دو زمانے ہندی آریوں کی تہذیب اور ترقی کے بڑے زمانے تھے۔ جن میں راماین اور مہابھارت جیسی نایاب کتابیں تصنیف ہوئیں۔ مگر دنیاوی ویمان کا تذکرہ نہ اِس میں موجود ہے اور نہ اُس میں۔ ہم نے چند مثالیں اوپر درج کی ہیں۔ مہابھارت انوپروہ۔ ادھیایہ ۱۰۶-۱۰۹ وغیرہ میں اور بھی مثالیں موجود ہیں۔

مہاراجہ رام کو تو زندگی میں بھی دولت کے دیوتا دھنیش مہاراج کا ویمان سواری کو ملا۔ مگر یودھشٹھر کو تو خواب میں بھی نصیب نہیں ہوا۔ روحانی ویمان مرنے کے بعد مہاراجہ رام اور یدھشٹھر دونوں کو لے گئے۔ ان واقعات پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیاوی ویمان ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ یہ لوگوں کا اوچھاپن ہے کہ خیالی قصوں پر اترا کر یورپ اور امریکہ کی برابری کی بڑائی مارنے اور بے پر کی اُڑانے لگتے ہیں۔

درسی کتابوں میں ایسے حالات کم پائے جاتے ہیں جن سے آریوں کے زمانہ کی صنعت و حرفت کا حال معلوم ہو۔ البتہ تعجب انگیز کہانیوں کے آراستہ کرنے میں مصنفوں نے اپنی ذہانت دکھائی ہے۔ عام لوگ، حکام، حکمران نیچے سے اوپر تک سب کرامت اور معجزہ کی قوت کی حکایات کے سُننے اور اسکے حاصل کرنے کی طرف متوجہ رہا کرتے تھے۔ کبھی مرد عورت بنجاتا تھا، اور بچے جنتا تھا، کہیں پھر مرد ہو جاتا تھا۔ کہیں عورت مرد بنجاتی تھی، گائے انسان بچہ جنتی تھی۔ آدمی سانپنی سے بیاہ کرتا تھا۔ کبھی ہرن بنجاتا تھا اور بیوی کو ہرنی بنا لیتا تھا۔ وغیرہ۔ ایسی خرافات کی حکایتوں کا بڑا زور تھا، اور ہر کوئی اپنے لیئے ایسی کیفیت پیدا کر لینے کی کوشش

میں لگا رہتا تھا۔ ضروریات زندگی کی طرف توجہ کرنے کا موقعہ اور وقت میسر نہ آسکتا تھا۔ شرفا میں بھی علوم وفنون کا رواج محدود تھا۔ ضروریات کم تھیں۔ اِسی لئے ملک میں سڑکیں نہ تھیں۔ یہاں تک کہ برسات میں سفر کرنا ممنوع تھا۔ باہر گئے ہوئے لوگ برسات سے پہلے گھروں کو لوٹ آتے تھے، بڑے دریاؤں پر پل نہ باندھ سکتے تھے۔ چنانچہ گنگا پر پُل باندھنے کو ناممکن تصور کرتے تھے۔ چنانچہ مہابھارت میں مذکور ہے :۔

۱۹۔ گنگا پر پُل باندھنا ایسا ہے جیسا کہ آسمان کو چھونا، یا ہمالیہ پہاڑ کو ہلا دینا۔ گنگا کو برہما بھی قابو میں نہیں لا سکتا۔ (شلوک ۲۰) انوپروہ ادھیایہ ۳۵ صفحہ ۵۶۔

آؤ اب اِس کل یُگ میں دیکھو یوروپین دیوتاؤں کی کرامات کو۔ گنگا اور گنگا سے بڑے دریا نالی اور موری جیسے رہ گئے۔ ان پر پلوں کی کاریگری کو دیکھئے تو حیران رہ جائیے۔ سنسکرت کے مشہور فاضل پروفیسر میکسملر نے اپنے لیکچروں میں کہیں لکھا ہے کہ ہندی آریوں نے صنعت و حرفت یا ایجادوں میں پیشقدمی نہیں کی البتہ زبان کے آراستہ کرنے میں پیچھے نہیں رہے

نوٹ۔ زبان کے قواعد میں ایسا مبالغہ اور زائد از ضرورت تصنع کیا اور اس سے اُس کو ایسا بوجھل بنا دیا کہ وہ غریب بیٹھ رہی اور اپنے ہی بوجھوں دبکر مر گئی۔ برہمنوں کے سوائے اور کسی فرقہ کی بنائی ہوئی کتاب کم دکھائی دیتی ہے۔ اسلئے اکثر کتابیں ایک مذاق کی ہیں۔ سب میں برہمنوں کی کرامات کے قصے مختلف پیرایہ میں پائے جاتے ہیں، اور توہمات بد دعائیں پیروں کی کرامات۔ درود وظائف۔ دُنیا سے بیزاری کی حکایتیں رلی ملی لکھی دکھائی دیتی ہیں ویاکرن (صرف ونحو) کے لئے بارہ برس مقرر ہیں۔ کام کاج والا آدمی تھوڑی سی عمر میں سے کیسے بارہ برس اِس میں لگا سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے آدمیوں کی عمر ہزارہا برس کی ہوا کرتی تھی۔ ایسی بڑی عمر والے علماء بھی لکھنے پڑھنے میں غلطیاں کیا کرتے تھے۔ جن غلطیوں کو متاخرین آرشہ پریوگ (رشیوں گوشہ نشینوں سالکوں کی اصطلاح) کہتے ہیں۔ زباندانی کی مشکلات کو دیکھ کر عام لوگ معمولی شد بد حاصل کر کے کاروبار میں لگ جاتے تھے۔ صرف برہمن ہی علم کے مالک تھے۔ کتاب اُتر رام چریتم میں مذکور ہے کہ :۔

۲۰۔ برہمن زباندانی کے میدان کے مرد ہیں اور کشتری قوت بازو کے۔ (شلوک ۳۲۔ انکہ ۵)

تعلیم عام نہ تھی۔ لکھنے کا فن بھی محدود تھا۔ قدیم یونانی سیاح مورخ میگستھنیز اور نیارکس کی

تحریروں سے معلوم ہوا ہے کہ سن عیسوی سے پہلے چوتھی صدی میں لکھنے کا علم ہندوستان میں بہت محدود تھا۔ صرف علماء جانتے تھے ۔؎

اگر آدمی ذرا غور کرے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ خالق نے بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی قوت خیالات ظاہر کرنے کے لئے بخشی ہے۔ اسی لئے انسان ان کا استعمال کرتا ہے، اور اپنی سمجھ کے موافق بیان کرنے کا طریقہ بنا لیتا ہے۔ اس طریقہ کو زبان کہتے ہیں۔ دوسری صورت میں اسی کو لکھنا کہتے ہیں، گویا زبان ایک مشین ہے جو ایک شخص کے خیالات کو دوسرے تک پہنچا دیتی ہے اسی لئے جتنی ہلکی اور کم پرزوں کی ہوگی اُتنی ہی کارآمد ہوگی۔ ہر کوئی اس کو استعمال کرنا چاہیگا۔ سیکڑوں پرزوں کی مشین کو کون استعمال کریگا۔ ہر جگہ رسٹ واچ اور رنگ واچ پسند کیجاتی ہے۔ آریا عالموں نے یہ نکتہ ملحوظ نہیں رکھا۔ اپنی زبان کو حتی المقدور مشکل اور مصنوعی بنایا اور مزخرفات سے اسے آراستہ کیا۔ ایسے قواعد بنائے جن سے فوائد کم اور تکالیف زیادہ حاصل ہوئیں۔ سیکھنے والوں کے لئے طرح طرح کی دشواریاں پیدا ہوگئیں۔ برہمن علماء کی یہ کوشش فضول نہ تھی۔ اُن کا مقصد زبان کے مشکل کر دینے سے پورا ہوتا تھا اور زبان کی آسانی سے اُن کی قدر و منزلت اور آمدنی میں کمی آتی تھی۔ اس لئے نسلاً بعد نسلٍ یہی کوشش کرتے چلے آئے کہ زیادہ مغلق اور مصنوع ہو جائے اور لفظ سنسکرت کے یہی معنی ہیں۔ خوب مصنوع اور آراستہ و ترتیب دادہ۔

برہمن زمین پر رہنے والے دیوتا اور ان کی زبان دیوتاؤں کی زبان کہلائی۔ المختصر علم کے مالک برہمن تھے۔ جیسے پادشاہ اپنی سلطنت میں کسی اور کو دخل دینا نہیں چاہتا۔ جابجا قلعے بناتا ہے۔ فصیلیں کھینچتا ہے۔ سنگیں لگاتا ہے۔ ایسے ہی برہمنوں نے اپنی عملداری یعنی زبان کو محفوظ کرنے کے لئے مشکل سے مشکل قواعد بنا کر مورچے قائم کر دئے۔ کشتری اور بنیے اُن مورچوں کو توڑ کر علم کے شہر میں دخل نہ پا سکے۔ چنانچہ قواعد کی مشکلات کو یوں بیان کرتے ہیں "کچھ طالب علم فلاں قاعدے سے گھبرا کر صرف و نحو کو چھوڑ بیٹھے۔ کچھ فلاں قاعدے سے ڈر گئے۔ کچھ فلاں قاعدے کے خوف سے بیٹھ رہے۔ اور آخر سب کے سب فلاں قاعدے کے سمجھنے اور استعمال میں ناکام رہے۔ ترک کر بیٹھے"۔ ۲۱

یہی وجہ ہوئی کہ آریوں کے دوران سلطنت میں بھی سنسکرت عام فہم زبان نہ تھی۔ صرف

؎ دیکھئے ہسٹری آف لیٹرز (تاریخ حروف) مصنفہ پادری ٹیلر صفحہ ۳۰۸۔

عالم برہمن اُسکے ماہر تھے ۔ راجہ لوگ اور کشتری اور بنیے امرا بھی حتی الوسع واقفیت پیدا کرلیتے تھے ۔ اُتر رام چرتیم اور اور ناٹکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رانیاں پراکرت میں بات چیت کیا کرتی تھیں ۔ راماین میں مذکور ہے کہ جب ہنومان اپنے راجہ کی طرف سے پیغام لیکر رام مہاراجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیغام ادا کیا تو اُن کی تقریر سُنکر رام متحیر ہوئے ۔ اور کہا کہ ہنومان نے اپنی تقریر میں ایک بھی غلطی نہیں کی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام قواعد صرف و نحو ان کے ذہن نشین ہیں تلفظ صحیح ہے ۔ طرز ادا درست ہے وغیرہ ۔ رام مہاراجہ کی اس تعریف سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اہلکار عموماً بولنے چالنے میں قواعد کی غلطیاں کیا کرتے ہونگے ۔ والمیکی بزرگ نے ہنومان کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے خود سورج دیوتا سے ویاکرن (صرف و نحو) سیکھی تھی ۔ کتاب لیکر وہ صبح سے شام تک سورج کے ساتھ دورہ کرتے تھے ۔ آجکل کے لوگ جو نئی روشنی کو دیکھ کر زمین و آسمان کے قلابے ملانا چاہتے ہیں اور پرانی رسموں کو سائنٹیفک ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں شاید اسکے یہ معنی بتائیں کہ ہنومان صبح سے شام تک پڑھا کرتے تھے ۔ گو ظاہر میں معنی غلط نہوں گے مگر والمیکی بزرگ کا مقصد فوت ہو جائیگا ۔ وہ ہنومان دیوتا کی بزرگی ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔ ایک یہ کہ ہنومان میں سورج جیسی قوت رفتار تھی ۔ دوم یہ کہ ہنومان نے علم کے موجد خود سورج سے علم پڑھا اور سیکھا کسی اور گھٹیا پنڈت سے نہیں ۔ اِس لئے غلطیوں سے مبرا تھے ۔

ایسے ہی راماین میں مذکور ہے کہ جب ہنومان نے ڈھونڈتے ڈھونڈتے لنکا میں سیتا رانی کو ایک درخت کے تلے کھڑے دیکھا تو بات چیت کرنے کا ارادہ کیا ۔ خیال آیا کہ اگر میں خالص سنسکرت بولونگا تو وہ مشتبہ ہو جائیں گی اور مجھے بھیس بدلے ہوئے راجہ راون تصور کرینگی اور ڈر کے مارے مجھ سے نہ بولیں گی ۔ اِسلئے بہتر ہے کہ پراکرت (جسکو ہم ہندی یا اُردو کہتے ہیں عربی فارسی ہر دو زبان کے لفظ چھوڑ کر) میں گفتگو شروع کروں تاکہ رانی کو زبان کی وجہ سے بدظنی کا موقعہ نہ ملے ۔

ہنومان کے اس بیان سے بالکل ثابت ہے کہ رانیاں عام طور پر پراکرت بولا کرتی تھیں ۔ اُتر رام چرتیم میں دیکھو سیتا رانی مہاراجہ رام سے پراکرت میں گفتگو کرتی ہیں ۔ راجہ لوگ اور امرا وغیرہ اعلیٰ درجہ کے آپس میں سنسکرت بولتے تھے ۔ مشکلات کی وجہ سے سنسکرت کا رواج عام نہ تھا ۔ بڑے درجہ کے لوگ اور امرا جو بیفکری سے سالہا سال اس کی نذر کر سکتے تھے سنسکرت کافی طور پر سیکھتے اور استعمال کرتے تھے ۔

مشہور ناٹک "مرچھکٹیکا" کے پہلے انکہ میں "سوتر دھار" بطور معذرت کہتا ہے کہ:۔
۲۲۔سنئے میں فلاں شخص ہوں۔ مجھے سنسکرت بولنی چاہئے۔ مگر کام کی جلدی کے مارے اور موقعہ کی مناسبت سے (یعنی عورت سے کہتا ہے وہ جلد سنسکرت نہ سمجھے گی) پراکرت ہی میں کہتا ہوں
۲۳۔ کیونکہ حکم یہ ہے کہ عورتوں میں بیٹھ کر پراکرت کے سوائے اور کچھ نہ بولے۔ اس کتاب کے پانچویں انکہ وسنت سینا عورت سنسکرت میں شلوک پڑھتی ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ مرد سے کہنا چاہتی تھی مگر بارش ہو رہی تھی اور کام کی جلدی تھی۔ اسلئے جلدی کے مارے سنسکرت بولی تاکہ فوراً مرد کی سمجھ میں آجائے۔

اور پھر اسی کتاب میں ویدوشکہ برہمن کہتا ہے کہ عورت کا سنسکرت بولنا ویسا ہی مشکل ہے جیسا کہ مرد کا باریک لحان کا گیت گانا۔ عورت کو سنسکرت بولتے ہوئے اور مرد کو کاکلی گاتے ہوئے سُنکر مجھے ہنسی آجاتی ہے۔ (انکہ ۳ مرچھکٹیکا)

سنسکرت کے ناٹک عام فہم زبان پراکرت میں لکھے جاتے تھے۔ خاص خاص ایکٹر سنسکرت بولتے تھے۔ زبان کے عام فہم نہونے کی یہ کافی دلیل ہے۔

ایجاد کی طرف ہندی آریوں نے توجہ نہیں کی۔ اس کی ایک زندہ مثال دیوناگری کے حروف ہیں۔ جو کسی زمانہ میں عرب لوگوں یا ایرانیوں سے حاصل کرکے استعمال کئے۔ تحریری نقص آجتک اِن میں چلا آتا ہے۔ بہت جگہ گھیرتے ہیں اور جلد لکھے نہیں جا سکتے۔ البتہ تلفظ کے لحاظ سے حروف کی ترتیب عاقلانہ کی۔ اور حرکات کو حروف کے ساتھ لکھنا لازمی قرار دیا جس سے لکھنے میں دقت مگر پڑھنے میں آسانی میسّر آئی۔ ہزار ہا سال کی آباد قوم کے لئے یہ تعریف ناکافی ہے۔ سچ یہ ہے کہ ان آریوں نے دنیوی علوم و فنون کی طرف توجہ کم کی۔ فارسی اور عربی میں لکھنے کا جو مختصر طریقہ رفتہ رفتہ پیدا ہوا۔ اور منجھتے منجھتے آسان ہوگیا وہ سنسکرت کو نصیب نہیں ہوا۔ اس کی وجہ جیسا کہ ہمنے اوپر اشارہ کیا ہے یہی ہے کہ زبان کے دیوتا اور علم کے مالک برہمنوں نے اس کو عام فہم ہونے سے روکنے کے لئے ہر طرح کی تدبیریں کیں ناٹکوں میں بھی عورتوں اور نیچے درجہ کے لوگوں کے منہ سے دیوتاؤں کی زبان کا سننا گوارا نہ کیا۔ کچھ تو زبان کی مشکلات اور کچھ قومی رواج اِن دونوں نے سنسکرت کو سخت نقصان پہنچایا۔

چھوٹی عمر میں بیاہ اور سُوئمبر

نوٹ - یہ دوسری اشاعت اِس کتاب کی ہے - پہلی اشاعت بمقام لاہور ماہ جون ۱۹۲۶ء کے دوسرے ہفتہ میں ہوئی تھی - اخبارات سے معلوم ہوا کہ اِسکی اشاعت کے بعد "گوروکل بھون" میں مسٹر شردھانند نے ایک تقریر کی، اور مسلمانوں پر الزام لگائے - پنجاب کے باخبر اخبارات نے اُنکی تکذیب کی - چنانچہ پیسہ اخبار لاہور مطبوعہ ۸ر اگست ۱۹۲۶ء صفحہ ۶ کا انتخاب حسب ذیل ہے :-

"شردھانند نے لاہور میں ۲۳ر جولائی کو ایک لیکچر دیا - منجملہ دیگر بیانات کے انہوں نے پردہ اور صغر سنی کی شادی کے متعلق (ملاپ کی رپورٹ کے موافق) بیان کیا کہ زمانہ قدیم کی تاریخ سے پتہ چلتا ہو کہ ہندوستان میں عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں - لیکن مسلمانوں کے زیر اثر ہو کر ہندوؤں میں بھی یہ رسم پیدا ہو گئی، اُس زمانہ میں مسلمان لوگ ہندوستان پر حملہ کر کے ہندو نوجوان لڑکیوں کو اُٹھا لیجایا کرتے تھے، اسلئے انھوں نے یہ رسم نکالی کہ صغر سنی میں شادی کر دیجائے تاکہ مسلمانوں کو کنواری لڑکیوں کے حاصل کرنے کا موقع نہ مل سکے"

"آج ہم خود ہندوؤں کی قدیم مذہبی اور تاریخی کتابوں سے شردھانند کے اِس بیان کی تردید کرتے ہیں، اور اِس ثبوت کے لئے ہم مولوی معین الدین احمد صاحب پروفیسر فارسی ولسن کالج بمبئی کے شکر گزار ہیں، انھوں نے حال میں اردو زبان میں "ہندو دھرم میں یدنیہ" (قربانی) کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، گو اصل کتاب ہندوؤں میں قربانی اور قربانی گاؤ کے متعلق لکھی گئی ہے لیکن دیباچہ میں پروفیسر معین الدین احمد صاحب نے کم عمر لڑکیوں کی شادی اور پردہ کے متعلق ہر دو شردھانندی مندرجہ بالا اعتراضات کی پوری پوری تردید کی ہے"

اب ہم ویدک زمانہ کے آریوں کا برتاؤ مستند تاریخوں سے دکھا کر لوگوں کی بہتان فروشی اور اس سے ناکردہ گناہ مسلمانوں کی بریت کو ثابت کرتے ہیں، اور شردھانندی فرقہ کے سرگروہوں سے مستدعی ہیں کہ اگر ہمنے اس میں کہیں غلطی کی ہو تو صحیح روایات ہمیں دکھائیں تاکہ ہم اپنی غلطی کا اعتراف کریں + (احمد)

سیتا کا سوئمبر

جن دنوں میں رامائن دوہرا رہا تھا - چند روز کے لئے میرٹھ میں ایک پنڈت جی سے پڑھنے کا اتفاق ہوا - رانی سیتا کے بیاہ کا بیان تھا - اچانک میں نے پوچھا کہ پنڈت جی سیتا کی عمر اُسوقت چھ برس کی تھی نا - اور رام کی بارہ تیرہ کی - پنڈت جی نے جواب دیا کہ نہیں قدیم آریوں میں سوئمبر

یعنی اپنا خاوند خود پسند کرنے کا رواج تھا۔ چھوٹی عمر کی لڑکی کیسے پسند کر سکتی تھی۔ کم عمر میں شادی بیاہ تو مسلمانوں کے وقت سے ہونے لگا۔ یہ سُنکر میں نے راماین کے ورقے لوٹے۔ وشوامتر منی اور راجہ دشرتھ، ماریچہ رشی اور خود سیتا رانی کا بیان پنڈت جی کو دکھایا جو حسب ذیل ہے:-

ایک دفعہ وشوامتر منی نے راجہ دشرتھ سے درخواست کی کہ چند روز کے لئے رام کو میرے ساتھ بھیجدیجئے تاکہ میری نگہداشت کریں اور راکشسوں کو ماریں جو اعتکاف میں مخل ہوتے ہیں اور مجھے عبادت نہیں کرنے دیتے۔ رام کے سوائے اور کوئی اس کام کو نہیں کر سکتا۔ اگرچہ رام بچہ ہے مگر اُن شیطانوں کے مارنے کو کافی ہے۔

یہ سُنکر راجہ دشرتھ نے معذرت کی اور کہا کہ۔

۲۴۔ رام تو سولہ برس سے کم عمر کا ہے اسلئے لڑائی کے قابل نہیں (رامائن) بال کانڈم سرگ ۲۰۔ شلوک ۲

یہ سُنکر وشوامتر منی ناراض ہو گئے۔ آخر گرو وسشٹھ کے سمجھانے سے راجہ دشرتھ مان گئے اور رام کو اُنکے سپرد کر دیا اور لکشمن کو ساتھ کر دیا۔ ان بچوں کی حفاظت میں وشوامتر منی نے عبادت سے فراغت پائی۔ اُن دنوں کی کیفیت ایک موقع پر ماریچہ رشی نے یوں بیان کی:

۲۵۔ رام کے جسم پر ابھی علامات بلوغ بھی ظاہر نہیں ہوئی تھیں۔ (رامائن ارنیہ کانڈم۔ سرگ ۴۲ صفحہ ۴۰۲۔ شلوک ۱۴)

عبادت سے فراغت کے بعد وشوامتر منی رام اور لکشمن کو لیکر جنک راجہ کے ہاں قربانی میں شریک ہونے کے لئے گئے۔ اور راجہ سے کہا کہ دشرتھ مہاراجہ کے یہ دو بیٹے آپ کی مشہور کمان دیکھنے کے مشتاق ہیں۔ راجہ نے کہا کہ اگر رام ہماری کمان کو زہ کر دینگے تو میں اپنی بیٹی سیتا کا بیاہ اُن سے کر دونگا۔

یہ کمان خاندانی تحفہ شیو مہادیو شنکر کی عطا کی ہوئی اتنی بڑی اور وزنی تھی کہ پانسو آدمی اُسکے صندوق کو گھسیٹکر وہاں لائے۔ رام نے بلا تکلف کھلونہ کی طرح اُسے اٹھایا اور ڈوری چڑھائی کمان کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ گویا وشنو کے اوتار کی قوت بازو نے مہادیو شیو کی قوت کو شکست دی یہ دیکھتے ہی راجہ جنک نے رام کو منتخب کیا اور سیتا کو اُنکے ساتھ بیاہ دینا چاہا۔ مگر رام نے کہا کہ بغیر والد بزرگوار کی اجازت کے میں خود کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ اُسی وقت خاص قاصد ایودھیا بھیجے گئے اور راجہ دشرتھ تشریف لائے۔ اور اُنکے چاروں بیٹوں رام۔ لکشمن بھرت

اور شترو گھنہ کا بیاہ جنک راجہ کے خاندان میں ہو گیا۔ برات رخصت ہوئی۔ راستہ میں برہمنوں کے "رستم" پرشورام نے رام کو آگھیرا اور لڑنا چاہا۔ مہاراجہ دشرتھ بہت ڈرے اور پرشورام سے پناہ مانگی اور کہا:۔

۲۶۔ میرے بیٹوں کو جو ابھی بچے ہیں پناہ دیجے اور ان سے نہ لڑیئے (شلوک ۶ راماین بالکانڈم سرگ ۷۵)

مگر پرشورام نے مہاراجہ دشرتھ کی درخواست کا لحاظ نہ کیا اور رام سے دوچار ہوا اس وقت دونوں پر اندھیرا چھا گیا اور کوئی ان کو نہ دیکھ سکا۔ ایسی حالت میں وشنو کے اوتار رام نے پرشورام کا جلال و اقبال سب سلب کر لیا۔ اس قدرتی معجزہ کی کسی کو خبر نہ ہوئی اور برات بدستور بخیر و خوبی ایودھیا پہونچ گئی۔

جب بیاہ کو بارہ برس گذر گئے اور رام جوانی کی عمر کو پہنچے تو راجہ دشرتھ نے ان کو ولیعہد بنانے کا ارادہ کیا۔ تاجپوشی کے دربار کی تیاریاں ہو گئیں۔ مگر رانی کیکئی سے جو وعدہ تھا اس کی رو سے بھرت کو گدّی ملی اور رام کو جنگل میں جا بسنے کا حکم ملا۔ جلاوطنی کے وقت رام اور رانی سیتا کی عمر خود رانی سیتا کے اس قول سے معلوم ہوتی ہے:۔

۲۷۔ جب ہمارے بیاہ کو بارہ برس ہو گئے اُس وقت میرے دولہا کی عمر پچیس کی تھی اور میری اٹھارہ کی۔ (راماین آرنیہ کانڈم سرگ ۴۷ شلوک ۴۔۱۰۔۱۱)

اور پھر سندر کانڈم۔ سرگ ۳۳ میں سیتا رانی ہنومان سے فرماتی ہیں کہ۔

۲۸۔ بیاہ کے بعد اکشواکو کے گھرانہ میں بارہ برس میں نے عیش و عشرت سے بسر کئے۔ تیرھویں برس راجہ دشرتھ نے رام کو گدّی پر بٹھانے کی تجویز کی۔ مہاراجہ رام کی والدہ رانی کوسلیا کے بیان کے موافق جلاوطنی کے وقت رام کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ کوسلیا مہارانی رام سے فرماتی ہیں کہ۔

۲۹۔ تیری پیدایش سے آج تک سترہ برس میں نے خوشحالی اور بہبودی کی اُمید میں گذارے۔ شلوک ۴۵۔ رامائن ایودھیا کانڈم۔ سرگ ۲۰ صفحہ ۱۷۰۔)

رانی کوسلیا اور سیتا رانی کے بیان میں بڑا فرق ہے۔ اس بیان سے بیاہ کے وقت رام کی عمر پانچ برس کی قرار پاتی ہے۔ یہ وقت گھبراہٹ کا تھا نہ کہ صحیح حساب کا۔

سیتا رانی جب لنکا میں راجہ راون کے محل میں مقید تھیں اور راون نے ایک جادوگر سے رام کا کٹا ہوا سر بنوایا اور سیتا کو دکھوایا تو سیتا نے رونا پیٹنا شروع کیا اور محبت کے جوش میں کہا۔

۳۰۔ کہا اے مہاراجہ میری طرف دیکھئے اور مجھسے باتیں کیجئے۔ جب آپ بچے تھے اور میں بھی بچی تھی اُس وقت سے میں آپ کی رفیق بی بی ہوں۔ (شلوک ۲۰۔ یدھ کانڈم سرگ ۳۲)
ماریچہ رشی نے بیاہ سے چند روز پیشتر کا حال رام کا بیان کرتے ہوئے کہا۔
۳۱۔ رام کی عمر تو ابھی بارہ برس سے کم ہے، اس نے لڑائی کا فن ابھی نہیں سیکھا۔ شلوک ۶ (آرنیہ کانڈم۔ سرگ ۳۸) اور پھر آگے چل کر یوں تعریف کی:۔
۳۲۔ کم عمر اور سادہ لب رام کے بدن پر ابھی علامات بلوغ پیدا ابھی نہیں ہوئیں (شلوک ۱۴ ایضاً)
مذکورہ بالا شہادتوں سے ثابت ہے کہ بیاہ کے وقت رام مہاراج کی عمر بارہ برس سے زیادہ نہ تھی اور سیتا رانی کی چھ برس سے۔
جب پنڈت جی نے یہ شہادتیں رامائن میں دیکھیں اور مجھسے سُنیں تو تعجب کیا اور کہا کہ ہم تو یہی سُنتے آئے ہیں کہ مسلمانوں کے وقت سے چھوٹی عمر میں بیاہ کر دینے کی رسم جاری ہوئی۔
یہ مضمون لکھتے ہوئے رانی سیتا کی کم عمری کا ایک اور ثبوت ہم نے کتاب "اُتر رام چرتیم" میں پایا۔ بیاہ کے وقت سیتا کے دودھ کے دانت گرتے اور نئے نکلتے تھے۔
رام مہاراج اُس وقت کی کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں:۔
۳۳۔ دودھ کے دانت گرنے سے دانت چھیدرے تھے اور نئے نکلتے دکھائی دیتے تھے۔
(اُتر رام چرتیم۔ انکہ پہلا)
۲۴ فروری ۲۵ء۔ آج ہم نے سکند پران برہما کھنڈ ۳ دھرم ۲۔ ادھیایہ ۳۰ صفحہ ۱۴۵ میں رام اور سیتا کی عمر کی بابت مفصلہ ذیل بیان پڑھا۔ ویاس مہاراج فرماتے ہیں:۔
۳۴۔ رام نے پندرہ برس کی عمر میں چھ برس کی لڑکی سیتا سے بیاہ کیا۔ (شلوک ۸۔ ۹)
والمیکی مصنف رامائن سے بھی زیادہ مشہور و معروف بزرگ ویاس مہاراج ہیں۔ انھوں نے بھی بیاہ کے وقت سیتا کی عمر چھ برس کی بتائی ہے۔ اِن سب شہادتوں سے بیاہ کے وقت سیتا کی عمر چھ برس کی ثابت ہے۔ اور رام کی سولہ برس کے اندر۔
سورج ونشی آریاؤں کے حالات کا صحیح آئینہ رامائن سے بہتر میسر نہیں اور نہ نیک نہاد والمیکی بزرگ سے بہتر اور کوئی شاعر۔ چندر ونشی آریاؤں کے زمانہ کی بھی ایک ایسی ہی مثال، بیمثال کتاب مہا بھارت میں، ارجن کے بیٹے ابھی منیو کی ہے۔ یہ بہادر نوجوان سولہ برس کی

عمر میں مارا گیا۔ اسوقت اسکی رانی حاملہ تھی، جس کا بچہ پریکشت راجہ ہو گذرا، اس رانی کی عمر کا کوئی تذکرہ ہمیں نہیں ملا مگر رواج کے لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ اسکی عمر گیارہ برس سے زیادہ ہو گی اِس موقعہ پر یہ دیکھنا چاہیئے کہ آریا بزرگوں کا اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں بیاہ دینا اتفاقیہ تھا یا کسی قومی دستور یا مذہبی اصول پر مبنی تھا۔ کشتری راجاؤں میں "سوئیم ور" یعنی اپنا شوہر خود تلاش کرنے کا دستور تھا، اور اُس کی بہت سی صورتیں تھیں۔ جو اس وقت ذہن میں حاضر ہیں مختصراً اُن کا تذکرہ کر دیا جاتا ہے۔ کہیں باپ یا بھائی بند اچھا شوہر تلاش کر کے لڑکی کو بتا دیا کرتے اور وہ اُمیدواروں کے غول میں سے گذرتے ہوئے اور ہر ایک کا حال سُنتے ہوئے پسندیدہ شخص کے گلے میں ہار ڈال دیا کرتی تھی۔ جیسے مشہور رگھو مہاراجہ کے بیٹے اجا کے گلے میں بھوج راجہ کی بہن اندومتی نے۔ جس کا مفصل حال رگھو ونش میں کالیداس شاعر نے لکھا ہے۔

کہیں مجمع عام میں اُمیدوار اپنا اپنا کرتب دکھاتے تھے۔ اور سب پر غالب کے ساتھ بیاہ ہو جاتا تھا۔ جیسے دروپدی کا پانڈووں کے ساتھ۔ جس کا مفصل قصہ مہابھارت آدی پروہ ۱۸۴۔ ادھیایہ وغیرہ میں مندرج ہے۔ کہیں سب کے سامنے میکے سے لڑکی کو لے بھاگتے تھے، اور مدعیوں سے مقابلہ کرتے تھے جسکی لاٹھی اُسکی بھینس کی طرح فیصلہ ہوتا تھا جیسے بھیشمہ اور بنارس کی شاہزادیوں کا قصہ جو مہابھارت آدی پروہ ادھیایہ ۱۰۲ صفحہ ۲۰ میں مذکور ہے۔

کہیں نل اور دمہ ینتی جیسا بیاہ اصل سوئیم ور کے طریقہ پر ہوتا تھا۔ شاہزادی دمہ ینتی راجہ نل کے حالات سُنکر اسپر مفتوں تھی۔ اور ویسے ہی راجہ نل دمہ ینتی پر۔ جب سوئیمور کا جلسہ ہوا اور دمہ ینتی نے راجہ نل کو اُمیدواروں کے غول میں دیکھا تو اُسی کو منتخب کیا، اور بیاہ ہو گیا۔

ایک اور قسم کا سوئیم ور۔ سری کرشن سوئیم ور کے خلاف

رکمینی بھیشمک راجہ کی بیٹی تھی۔ راجہ نے اِسکے لئے سوئیم ور کا جلسہ کرنا چاہا۔ دور دُور سے اُمیدوار آموجود ہوئے۔ شری کرشن نے بھی وہاں جانا چاہا۔ کہیں یہ اعتراض ہوا کہ شری کرشن تو راجہ نہیں کیسے راجاؤں کے جلسہ میں شریک ہو سکینگے۔ اس لئے ایک معتقد راجہ نے اپنا راج انھیں دیکر راجہ بنا دیا۔ تب یہ بھی جلسہ میں پہنچے۔ لڑکی کے باپ بھیشمک راجہ کو خبر ہوئی تب وہ خوف زدہ ہو کر شری کرشن کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بیٹے نے غلطی سے یہ جلسہ کیا۔ میں تو لڑکی ایک شخص کو دیدینا چاہتا تھا شری کرشن نے

اسے خوب طعنہ دیا۔ کہ

۳۵۔ ہاں صاحب مجھ غریب غیر مستحق کا یہاں آنا آپ کو ناگوار ہوا۔ اِسلئے میری مہمانداری بھی آپ نے نہ کی (شلوک ۱۳۔ ہری ونش پران۔ وشنو پروہ۔ ادھیایہ ۵۱)

بھیشمک راجہ کو یہ معلوم تھا کہ شری کرشن خود وشنو کے اوتار ہیں، اور پرندوں کے بادشاہ گروڑ پر سوار ہو کر آئے ہیں اس لئے وہ بہت خائف اور پریشان تھا۔ اس نے معذرت کی کہ:۔

۳۶۔ حضور کی پناہ میں مجھے خوف و خطر نہیں (شلوک ۲۴) رحم فرما اے دُنیا کے مالک، میں نادانی کے اندھیرے میں گھرا ہوا ہوں۔ اور تو اے خالق روشن ضمیری بخشنے والا ہے (شلوک ۲۱) ادھیایہ ۱۵

۳۷۔ شری کرشن نے جواب دیا کہ اپنی لڑکی دینے کا تجھے ہی حق ہے۔ میں کچھ حکم نہیں دیسکتا۔ کہ مجھے دے یا نہ دے جسکو چاہے دے۔ جو چاہے کر۔ لیکن واضح رہے کہ:۔

تیری بیٹی رکمینی کی آسمانی خلقت سے میرا آسمانی تعلق ہے وہ میرے لئے ہی پیدا ہوئی ہے جب ہیر دوگوٹ پر اوتار لیا تھا تو پہلے رکمینی کو بھیجا اور کہا کہ اے سوشرونی (کوہ سرین) تو اپنے شوہر کے پاس زمین پر جا، وہاں کنڈی شہر کے راجہ بھیشمک کے گھر دیوتا کی خاطر پیدا ہو اور واسو (شری کرشن) کی منتظر رہ۔ (شلوک ۲۹۔ ادھیایہ ۵۱)

یہ آسمانی خبریں تمھیں سُناتا ہوں۔ اس میں بناوٹ نہیں۔ سُنو رکمینی راجاؤں کے جلسہ میں سویموار کی رسم کے لئے پیدا نہیں ہوئی، اُسے اکیلی کو کسی ایک کو دیدینا چاہیئے، یہی دھرم کا فیصلہ ہے۔ (شلوک ۳۲) اسی اثنا میں جراسندھ راجہ نے جو شری کرشن کا مخالف تھا (کیونکہ شری کرشن نے اپنے پھوپھا کنس راجہ کو جو جراسندھ کا داماد تھا مار ڈالا تھا) یہ منصوبہ باندھا کہ کسی غیر کو شری کرشن سے بھڑا دیا جائے۔ اسکو اپنی اور اور ہندو راجاؤں کی ہمّت اور شجاعت پر اعتماد نہ تھا۔ اِسلئے اس نے ایک یون راجہ کو اکسایا (یون عرب پارسی وغیرہ لوگوں کے لئے لفظ یون استعمال کیا جاتا ہے) اور وہ تیار ہو کر گیا۔ مگر شری کرشن

۳۸۔ یون راجہ کے آنے کی خبر سے تاب مقاومت نہ لا کر متھرا چھوڑ دوارکا کو چل دئے۔ شلوک ۳۸ یون نے تعاقب کیا مگر انھیں نہ پکڑ پایا (شلوک ۴۲) ہری ونش پران ادھیایہ ۵ صفحہ ۱۷۸ اور مُٹھ بھیڑ ہونے سے پہلے ہی ایک اولیا نے اسے خاک سیاہ کر دیا۔ اس عرصہ میں جراسندھ راجہ نے رکمینی کے باپ بھیشمک راجہ کی رضامندی سے رکمینی کا رشتہ راجہ ششوپال سے کر دیا

اور بیاہ کی تیاری ہوگئی۔ دعوت کے پیغام بھیجے گئے۔ راجہ لوگ شامل ہونے کے لئے آگئے شری کرشن کو بھی دعوت گئی وہ بھی آشریک ہوئے۔
رُکمینی نے جب شری کرشن وشنو کے حالات سُنے تب اس نے یہ فیصلہ کیا کہ میں سوائے شری کرشن کے اور کسی سے بیاہ نہ کرونگی۔ مگر اسکے باپ بھیشمک نے شیشوپال ہی کو منتخب کیا اور وہ کچھ نہ کرسکی۔ شیشوپال ہی سے بیاہ کی تیاری ہوئی۔ شری کرشن اس دَوران میں رُکمینی کو دیکھ پائے۔ اور جذبہ عشق کا شعلہ بھڑکا۔ (شلوک ۴۲) اور جب رکمینی مندر سے پوجا پاٹھ کرکے نکل رہی تھی اُسے جھپٹ رتھ میں ڈال چلدئے (شلوک ۴۴ ادھیایہ ۵۹) دولہا راجہ شیشوپال اور اور سب مہمان براتی ہکا بکا رہ گئے۔ اور اسی وقت شری کرشن کے بھائی بلرام اور اُنکے ساتھیوں سے جھگڑا فساد ہونے لگا۔ اور مغرور رکمینی کا بھائی رُکمی بھی لڑائی کو دوڑا۔ اور خود شری کرشن سے دوچار ہوا، آپ نے اُسے زمین پر دے مارا دولہن رکمینی نے شفاعت کی اور اپنے بھائی کو قتل سے بچایا۔ اسی اثنا میں رشتہ کے مدعی اور جنگجو راجہ، شری کرشن کی بددعا کے ڈر کے مارے ان کی حمد وثنا کے گیت گانے لگے اور اپنے دعوے سے دست بردار ہوکر چلدئے۔ (شلوک ۴۲۔ ہری ونش پران ۲۔ ادھیایہ ۵۰ صفحہ ۱۶۷) ۳۹

شری کرشن کو پانڈووں کی لڑائی کے موقعہ پر شیشوپال نے مجمع عام میں مطعون کیا اور کہا کہ آپ کیسے بزرگ اور بڑے بھائی ہیں کہ اپنے چھوٹے بھائی کی یعنی میری دُلہن کو زبردستی لے بھاگے۔ دیکھئے ۴۰۔ کوئی راستی پسند سوائے آپ کے کیسے دوسرے کی منسوبہ عورت کو لے بھاگنے کی تعریف کرے گا۔ (سبھا پروہ۔ ادھیایہ ۴۵۔ صفحہ ۲۴۔ مہابھارت)
شری کرشن لڑکی کو زبردستی لے بھاگنے کے طرفدار ہیں، خود اپنی بہن سوبھدرا کے سویم ور کے موقعہ پر انھوں نے اپنا خیال صاف صاف ظاہر کیا۔ جس کا حال یہ ہے:۔
رانی سوبھدرا ریوت پہاڑی کا طواف کرکے آرہی تھی، راستہ میں ارجن نے اُسے پکڑ لیا۔ اور لے بھاگا۔ یہ خبر سُنکر خاندان کا خاندان بگڑ بیٹھا۔ اور لڑنے مرنے کو تیار ہوگیا۔ قریب تھا کہ کشت و خون ہوجائے۔ مگر شری کرشن نے انھیں سمجھایا۔ اور کہا:۔
۴۱۔ لڑکی کا چپ چاپ بیاہ کردینا خریدار کے ہاتھ جانور بیچ ڈالنے جیسا ہے، زبردستی لے بھاگنا ہی بہادری ہے، اسلئے ارجن نے دھرم پر عمل کیا، تم ناحق لڑنے مرنے تیار ہو...

یہ سُنکر سب نے شری کرشن کی رائے سے اتفاق کیا کہ :-

۴۲ - کشتریوں کا لڑکی کو لے بھاگنا قابل تعریف ہے - (مہابھارت - آدی پروہ ادھیایہ ۲۱۹) صفحہ ۱۸۲

دُریودھن لڑکی کو لے بھاگا

ناردرشی بیان کرتے ہیں کہ کلنگ دیش کے راجہ چترانگد کی لڑکی کے خواستگار بہت راجہ جمع تھے دُریودھن نے یہ خبر سُنی اور فوراً وہاں جا پہنچا، سوئمور کے جلسہ میں سب راجہ آموجود ہوئے تب وہ لڑکی خواجہ سراؤں سمیت جلسہ میں داخل ہوئی، اور راجاؤں کے نام سُنتے سُنتے دُریودھن کا نام اپنے سُنا اور اسے اَلکھ کر آگے بڑھی، لڑکی کی یہ بے اعتنائی دُریودھن کو پسند نہ آئی، اور فوراً اُس نے اسے روک لیا اور اُمیدوار راجاؤں کی پرواہ نکی - بھیشمہ اور درونہ کے بل کودتا پھاندتا لڑکی کو رتھ میں بٹھالے اُڑا - (شلوک ۱-۱۳ مہابھارت شانتی پروہ - ادھیایہ ۴ - صفحہ ۳)

ایک نئی قسم کا سوئمور

گالوہ نام برہمن نے دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد اپنے گُرو وشوامتر جی سے پوچھا کہ میں کیا خدمت بجالاؤں - کس پیرایہ میں حضور کو معاوضہ دوں اور کیا دوں - اُستاد نے فرمائش کی کہ آٹھ سو سیاہ گوش گھوڑے نذر کرو - یہ سُنکر شاگرد گھبرایا کہ ایسے کمیاب گھوڑے کیسے میسر آئیں گے - آخر کمر ہمت باندھ مشہور بزرگوار راجہ یایاتی نام کے پاس گیا، اور سوال پیش کیا راجہ نے معذرت کی اور کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی دینے کو نہیں -

۴۳ - تم گھوڑوں کے عیوض میں میری بیٹی مادھوی نام حسینہ وجمیلہ وہر فن کاملہ کو لیجاؤ - دیوتا اور راجہ لوگ اسکے خواستگار ہیں، وہ بہ خوشی اسکو اپنے پاس رکھیں گے - اور اس کے معاوضہ میں گھوڑے کیا تمام راج دیدینگے - (شلوک ۱۱-۱۲) انوپروہ - ادھیایہ ۱۱۵ صفحہ ۹۷)

گالوہ برہمن نے یہ ہدیہ قبول کیا، اور اسکو ایک راجہ کے پاس لے گیا - راجہ نے دوسو گھوڑے معاوضہ دیکر لڑکی کو اپنے پاس رکھا اور ایک لڑکا اُس سے جنوالیا - وہ پھر اسے اور راجہ کے پاس لے گیا - اس نے بھی دوسو گھوڑے دئے اور لڑکی کو اپنے پاس رکھا اور ایک لڑکا اُس سے جنوالیا برہمن پھر اسکو اور راجہ کے پاس لے گیا - اُس نے بھی دوسو گھوڑے دئے اور ایک لڑکا اِس سے جنوالیا - اِس طرح بمشکل چھ سو گھوڑے بہم پہنچا کر وہ شاگرد مع اُس شہزادی کے اُستاد کی خدمت میں جا حاضر ہوا - اور عرض کیا کہ چھ سو گھوڑے حاضر ہیں، باقی دوسو کے عیوض میں آپ بھی ایک بچہ

اس شہزادی سے جنوا لیجئے۔ اُستاد نے اسکی درخواست قبول کرتے ہوئے کہا کہ پہلے ہی میرے پاس کیوں نہ لے آیا۔ اور اُس لڑکی کو رکھا اور ایک بچہ جنوا لیا۔ اسکے بعد شاگرد پھر اس کو اسکے باپ یہ یاتی راجہ کے پاس لے گیا۔ اس نے اسکے لئے سوئمبر کا جلسہ کیا۔ مگر کوئی لائق بر میسر نہ آیا۔ اس لئے کنواری مادھوی نے بیاہ کا ارادہ ترک کر دیا اور فقیرنی بنکر بن میں رہنا اختیار کیا۔ یہ کیفیت تھی اعلیٰ طبقہ کے کشتری آریوں میں سوئمبر کی۔ باپ جسکو چاہتا تھا دیڈالتا تھا۔

باپ کے اختیار کی اور مثالیں

فاضل بھو بھوتی کی کتاب مالتی مادھو کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مالتی کے والد نے اپنے راجہ کی فرمایش پر اس کا رشتہ ایک وزیر کے ساتھ کر دیا حالانکہ مالتی مادھوہ پر عاشق تھی، اور اُس وزیر سے سخت متنفر تھی۔ کیونکہ وہ بہت بدصورت اور ڈراؤنا تھا۔

شری کرشن کے بزرگوں میں ایک راجہ بنام جیامگھ ہوگذرا جسکے اولاد نرینہ نہ تھی۔ ایک دفعہ اُس نے کسی مخالف پر چڑھائی کی۔ وہاں ایک لڑکی اس کے ہاتھ آئی۔ اُسکو رانی کے سپرد کیا۔ اور کہا کہ لو یہ تمھاری بہو ہے، رانی نے متحیر ہو کر پوچھا کہ کس کی بہو؟ راجہ نے جواب دیا کہ۔

۴۴۔ جو بیٹا تمہارے پیدا ہوگا یہ اسکی بہو ہے۔ اس لڑکی نے بہت عبادت و ریاضت کی جس کی برکت سے رانی کے لڑکا پیدا ہوا۔ جب وقت آیا تو اس لڑکی کے ساتھ اس کا بیاہ ہوا، اور اس سے نسل چلی۔ (ہری ونش پران۔ ادھیایہ ۳۶ صفحہ ۵۸) دیکھئے لڑکے کی پیدایش سے پہلے ہی باپ نے اس کی منگنی کر دی۔ نہ لڑکی سے پوچھا اور نہ لڑکے سے۔

ایسے ہی دش کمار چریتم کے مشہور مصنف ڈنڈی کوی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ بچپن کیا پیدایش سے پہلے بھی لڑکی کی منگنی کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ کتاب مذکور کے دوسرے حصہ میں ایک لڑکی کہتی ہے

۴۵۔ پیدا ہوتے ہی باپ نے میری منگنی کر دی۔ (صفحہ ۹۷۔ اچھواس دویم)

ہرش چریتم اچھواس ۴ میں لڑکیوں کی بابت یوں مذکور ہے۔ جب ہرش راجہ کی لڑکی راجیہ شری نام ذرا بڑی ہوئی اور اس کا سینہ اُبھرنے لگا، ان دنوں اتفاقاً کسی راہگیر نے راجہ کے محل کے نیچے ایک شلوک پڑھا جس کا مضمون یہ تھا۔ جیسے برسات میں بڑھتی ہوئی ندی اپنے کناروں کو ڈھاتی چلی جاتی ہے، ایسے ہی لڑکی کی اُبھرتی ہوئی چھاتیاں ماں باپ کی عزت کو خاک میں ملاتی رہتی ہیں

۴۶۔ یہ سنتے ہی راجہ نے رانی سے کہا کہ بیٹی کی بڑھتی جوانی دیکھ کر مجھے ہر وقت اُسی کا فکر گھیرے رہتا ہے۔
۴۷۔ کیونکہ لڑکی کی جوانی شروع ہوتے ہی ماں باپ کو تردد کی آگ جلا ڈالتی ہے، بیٹی کی اُبھرتی چھاتی دیکھ کر آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ یہ سنکر رانی نے جواب دیا کہ:۔
۴۸۔ لڑکی کا بیاہ کر دینا بالکل باپ کے اختیار میں ہے۔ آپ اس کا بیاہ کر دیجئے۔

اسی اثنا میں بہت سے راجاؤں کے پیغام رشتہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ راجہ نے ان میں سے راجہ گرہ ورما کو پسند کر لیا۔ اور اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر یہ فیصلہ انھیں سنا دیا۔ اور منتخب داماد کے قاصد کو بلا کر اپنے کُنبہ کے روبرو منگنی قبول کی، اور قاصد سے پکا وعدہ کر کے رخصت کیا۔

وِدّیا دھر لوگ آسمانی دیوؤں کی قسم میں سے ہیں۔ ایک وِدّیا دھر کے بیٹے نے جنگل میں پھرتے ہوئے گالوہ رشی کی بیٹی کو پھل پھول چنتے ہوئے دیکھا، اور فریفتہ ہو کر اسنے درخواست کی تب
۴۹۔ لڑکی نے جواب دیا، لڑکیاں باپ کے تصرف میں رہتی ہیں، اور کبھی آزاد نہیں ہو سکتیں۔ اگر آپ مجھے چاہتے ہیں میرے باپ سے درخواست کریں۔ (شلوک ۲۶۔۲۷) سکند پران برہما کھنڈ۔ س۔ ما۔ نمبر ۱۔ ادھیایہ ۸ صفحہ ۱۷)۔

بُھرگو رشی کی اولاد میں سے ایک رشی کی بڑی حسین بیٹی تھی۔ ایک بدصورت برہمن نے خود جا کر بھار گو رشی سے دست بستہ عرض کیا کہ میرا بیاہ اپنی بیٹی سے کر دیجئے۔ باپ نے درخواست منظور کر لی۔
۵۰۔ جب اس لڑکی کو معلوم ہوا کہ باپ نے دھرم کی رسم کے موافق میرا بیاہ ایک بدصورت شخص سے کر دیا تو وہ روتی ہوئی اور شرمندہ ماں کے پاس گئی اور کہا کہ باپ نے میرا بیاہ ایک بدصورت سے کر دیا۔ میں تو زندہ نہیں رہ سکتی۔ اسکی ماں نے اپنے خاوند سے کہا۔ کہ ایسی خوبصورت لڑکی کیوں آپ نے ایسے بدصورت کے حوالہ کر دی۔ (شلوک ۱۶۰)۔
۵۱۔ رشی نے جب بیوی کا اعتراض سنا تو چلا اٹھا کہ دھتکار ہو ایسی عورت پر جو مرد بننا چاہی اور حکم چلائے۔ اس شخص نے درخواست کی اور میں نے لڑکی اُسے دیدی۔ اب ممانعت سے کیا فائدہ۔ (شلوک ۱۶۱۔۱۶۲ سکند پران۔ ناگر کھنڈ ۶۔ ادھیایہ ۲۷۱ صفحہ ۳۰۹)

اس حکایت سے بھی پُرانا دستور ثابت ہوتا ہے کہ باپ کو پورا اختیار بیاہ کر دینے کا تھا۔ لڑکی کی رضامندی لینے کا دستور عام نہ تھا۔ ماں کو بھی دخل دینے کا حق نہ تھا۔
۵۲۔ جو باپ بچپن ہی میں لڑکی خاوند کے سپرد کر دے وہی بھلا باپ ہے اسکے ذمہ کوئی الزام نہیں لگ سکتا (۶)

چوتھے سال کے شروع سے دسویں برس کے اندر لڑکی کا بیاہ باپ کو کر دینا چاہیئے۔ (شلوک ۴)
اِس سے پہلے کہ لڑکی شرم کے معنے سمجھنے کے قابل ہو مٹی میں کھیلنے کودنے کی عمر کے اندر ہی
بیاہ کر دینا چاہیئے۔ ورنہ باپ گمراہ متصور ہوگا۔ (شلوک ۱۴ برہماپران ادھیایہ ۹۵ گوتمی ماہاتمیم)
جب شیو شنکر مہادیو نے دوسرے بیاہ کا ارادہ کیا تو برہمن ہنکر پاروتی دیوی کے پاس گئے اور
ان سے استدعا کی۔ دیوی نے جواب دیا کہ:۔

(۵۳) حضور میں آزاد نہیں، میرے ماں باپ میرے مالک ہیں، اُن سے درخواست کیجیئے (پر۔۹۔
برہماپران۔ ادھیایہ ۳۳) ایسے ہی برہمن اب تک بیاہ کے وقت کہتے ہیں "میں یہ آٹھ برس کی
لڑکی تمہارے بیٹے کو دیتا ہوں"۔ عمر کی بابت منو کا قانون یہ ہے "تیس برس کا مرد ۱۲ سالہ لڑکی سے
اور چوبیس برس کا آٹھ سالہ سے بیاہ کرے (شلوک ۹۴۔ ادھیایہ ۹ صفحہ ۹۴)

۵۳/۱ ۵۳/۲ ۵۳/۳

اس بارہ میں بھیشمہ بزرگ کا قول یہ ہے:۔ تیس سالہ مرد دس برس کی لڑکی سے جسے حیض نہ
آیا ہو، بیاہ کرے، اور اکیس سالہ سات برس کی سے (شلوک ۱۴۔ انوپروہ ادھیایہ ۴۴)
ان تمام شہادتوں سے ثابت ہے کہ لڑکی کا عقد حیض جاری ہونے سے پہلے ۱۲ سال
کے اندر ہی کر دیا کرتے تھے۔ منو کے قانون سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کا بیاہ بالکل باپ کے ہاتھ تھا۔
۵۴۔ سن بلوغ سے پہلے ہی مناسب خاوند کو لڑکی دیدینی چاہیئے۔ (ادھیایہ ۹ شلوک ۸۸)
ایسے ہی دکش سمرتی کا یہی شلوک مشہور ہے کہ:۔
۵۵۔ آٹھ برس کی لڑکی کا بیاہ کر دینا چاہیئے۔ اس سے دھرم محفوظ رہتا ہے۔

رانی سیتا کی شہادت

سیتا کی بڑھتی عمر اور دھرم شاستر کو مدنظر رکھ کر جنک راجہ کو فکر لگا کہ کوئی معقول ور ملجائے تو
سیتا کا بیاہ کر دیا جائے۔ کیونکہ زیادہ عمر تک لڑکی کو بٹھائے رکھنا بڑا عیب سمجھا جاتا تھا۔
۵۶۔ رانی موصوفہ فرماتی ہیں:۔ جب میری عمر خاوند کے پاس جانے کی حد کے قریب جا پہنچی تب
میرے والد کو فکر پیدا ہوا، اور سچ یہ ہے کہ لڑکی والے کو وہ کتنا ہی دولتمند کیوں نہو دنیا میں
اعلیٰ و ادنیٰ سب ذلیل سمجھا کرتے ہیں، اور اس پر الزام لگایا کرتے ہیں۔ اِسلیئے میرے والد بزرگوار
بھی ذلت کی حد کو پاس آتے دیکھ کر پریشانی کے سمندر میں غرق رہتے مگر اسکو عبور نہ کر سکتے تھے
آخر انھوں نے سویم ور کا جلسہ کیا۔ مگر امیدوار راجہ لوگ کمان کو ہلا بھی نہ سکے، اور مایوس ہو کر

واپس چلے گئے۔ کچھ دن بعد وشوامتر منی رام و لکشمن سمیت آئے اور ہمارے مہمان ہوئے، رام نے کمان کو زہ کیا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئی۔ رام کی یہ بہادری دیکھ کر میرے والد نے ان کو منتخب کیا (شلوک ۳۴-۳۵-۳۶) رامائن - ایودھیا کانڈم سرگ ۱۱۸ صفحہ ۳۴۴-

مشہور عالم و فاضل و اولیا بھردواج رشی کا قول بھی مذکورہ بالا سیتا رانی کے قول کی تائید کرتا ہے - بھردواج اپنی بہن کی بابت فرماتے ہیں :-

۵۷- خدا کرے کسی کے لڑکی نہو۔ لڑکی ہمیشہ دُکھ ہی دیتی ہے، لڑکی والے کی زندگی سوت کے برابر ہے - ہر قدم پر اسے رنج والم نصیب ہوتا ہے۔ (شلوک ۵- برہما پران - گوتمی ماہاتیم - ادھیایہ ۵۰- صفحہ ۲۲۹- مطبوعہ دنکٹے شور پریس بمبئی سنوت ۱۹۶۳-)

جیسے لڑکی والوں کو لڑکی کے بیاہ کا فکر لاحق رہتا تھا ویسے ہی لڑکے والے بھی لڑکے کے لیے بہو تلاش کرنے میں جلدی کیا کرتے تھے - مثلاً جب رام اور اُنکے بھائی معمولی تعلیم سے فارغ ہوئے تو

۵۸- بزرگوار راجہ دشرتھ کو ان کے بیاہ کا فکر لاحق ہوا- (رامائن بالکانڈم - سرگ ۱۸ شلوک ۳۷ و ۳۸

لڑکی کی عمر کی بابت ایک مشہور شلوک یہ ہے :-

۵۹ آٹھ برس کی لڑکی کو گوری کہتے ہیں اور نو برس کی کو روہنی - دس برس والی کنیا اور اس عمر سے اوپر والی حائضہ کہلاتی ہے- (سکند پران - ناگر کھنڈ - ادھیایہ ۱۱۸ صفحہ ۲۲۲-)

نوٹ - حائضہ لڑکی نکاح کی حد سے باہر سمجھی جاتی ہے، ایسی لڑکی کی بابت جسکا نکاح حیض آنے سے پہلے نہو جائے - منو کا حکم یہ ہے :-

۶۰- جو کوئی حائضہ لڑکی سے بیاہ کرے وہ کچھ بھی دھاوضنہ لڑکی کے باپ کو نہ دے - کیونکہ حیض کی حد کو پہنچ جانیکے بعد لڑکی خود مختار ہو جاتی ہے اور ولی کا حق ساقط ہو جاتا ہے (منو ۹ شلوک ۹۳

۶۱- جو کوئی بدلحاظ شخص حائضہ لڑکی سے بیاہ کرتا ہے اور اس سے اولاد پیدا کرتا ہے، وہ اپنی دس پشتوں کو جہنم میں ڈالتا ہے (شلوک ۴۰ سکند پران ناگر کھنڈ ۲- ادھیایہ ۱۹۸ صفحہ ۲۲۲)

جو بے شرم باپ حائضہ لڑکی کا بیاہ کرتا ہے بلاشک وہ اپنی دس اوپر کی اور دس نیچے کی پشتوں کو جہنم میں ڈالتا ہے- (شلوک ۴۱ سکند پران ناگر کھنڈ ۲- ادھیایہ ۱۵۸-)

ماں باپ اور بڑا بھائی تینوں دوزخ میں جا گرتے ہیں اگر حائضہ لڑکی کو بٹھائے رکھیں - شلوک ۱۲۸ سکند پران ناگر کھنڈ ۶- ادھیایہ ۱۹۹ صفحہ ۲۲۶-

حیض آنے کے وقت سے پہلے جس کنیا کا بیاہ نہو جائے وہ ناپاک گنی جاتی ہے۔ اس کی ایک تاریخی مثال دیکھئے۔ (سکند پران۔ ناگر کھنڈ ۲۔ ادھیایہ ۱۳۵ صفحہ ۱۵۲) ویرشرما نام ایک برہمن وید کا عالم فاضل تھا۔ اسکے لڑکی پیدا ہوئی جو حد سے زیادہ لنبے قد کی تھی۔ گو وہ جوانی کے قریب پہنچی کسی نے اِس سے بیاہ نہ کیا کیونکہ شاستر کا حکم یہ ہے کہ چھوٹے بالوں والی یا بہت لنبی یا بہت ٹھنگنی سے جو بیاہ کرتا ہے وہ چھ مہینے میں مرجاتا ہے۔ جب کسی نے اسے قبول نہ کیا تو وہ لاچار ہوکر بیراگن بن گئی اور تمام مشکل تپہ ریاضتیں اور عبادتیں کیں اور ہر طرح کے روزے رکھے یہانتک کہ وہ بڑھیا ہونے آئی اور ایسی مقبول ہوئی کہ دیوتاؤں اور بزرگوں کے خیالات سُنکر وہ اندر دیوتاؤں کے دیوتا کے دربار میں پہنچتی۔ مگر جب وہاں سے رخصت ہوتی تو اندر کے خدمتگار فوراً اُس جگہ کو جہاں وہ بیٹھتی دھوکر صاف کرتے۔ یہ دیکھ کر وہ کنیا ناراض ہوئی اور اندر سے اس نے پوچھا کہ میں نے کیا گناہ کیا اور کیا ناپاکی مجھ میں ہے کہ میرے بیٹھنے سے جگہ ناپاک ہوجاتی ہے اور دھوئی جاتی ہے۔ اندر نے جواب دیا کہ اے دیر گھے (لمبوتری) تجھ میں صرف ایک ہی عیب ہے جسکی وجہ سے تیری بیٹھک دھو کر پاک وصاف کیجاتی ہے (شلوک ۱۸) تجھے حیض آنے لگا اور تو کنواری کی کنواری رہی تیرا بیاہ نہوا، یہ ناپاکی تجھ میں ہے، اس لئے فرش دھویا جاتا ہے۔ (شلوک ۱۹)

سنسکرت میں لڑکی کے لئے اکثر لفظ کنیا استعمال کیا جاتا ہے، اسلئے اس کی تشریح ضروری معلوم ہوتی ہے۔ ویاس مہاراج نے مہابھارت میں کنیا کی یوں تعریف کی ہے کہ لفظ کنیا کم مادہ سے بنایا گیا ہے جسکے معنی ہیں خواہش، شہوت وغیرہ۔ اس لئے ایسی لڑکی کنیا کہلاتی ہے جو خواہش کو پورا کر سکے اور جس کو کسی سے پوچھنے گچھنے کی حاجت نہو۔

شہزادی کُنتی (پانڈووں کی والدہ) نے جب وہ کنیا تھی ایک دفعہ ایک مجذوب برہمن اولیا درواسا نام کی خوب خدمت کی جبکہ وہ محل میں جہاں تھے انھوں نے خوش ہو کر اسکو ایک منتر سکھا دیا جسکے ذریعہ سے وہ جس دیوتا کو چاہتی بلالیتی۔ ایک دفعہ سورج دیوتا کو منتر کے زور سے بلایا، سورج آموجود ہوئے۔ اور لفظ کنیا مذکورہ بالا کے معنی یہاں کمر کے ملتفت ہوئے اور کرن راجہ پیدا ہوا۔ (ون پروہ۔ ادھیایہ ۳۰۷۔ مہابھارت) اور بچہ جننے کے بعد رشی کی برکت سے وہ کنواری کنیا بن گئی۔ شلوک ۱۶۔ ایضاً۔

۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵

اس شلوک سے ظاہر ہے کہ قدیم آریوں میں بھی دسویں گیارھویں برس کنیا ماں ہنجاتی تھی جیسے کہ اس زمانہ میں۔ رانی کنتی خود مرتے وقت یوں اعتراف کرتی ہیں کہ میں نے محل کے اندر خفیہ بچہ جنا اور اپنے والد سے راز چھپانے کے لئے اُسے پانی میں بہا دیا۔ یہ میرا فعل بُرا ہو یا بھلا اب میں آپ کے سامنے اس کا اعتراف کرتی ہوں (شلوک ۱۵-۱۶-۱۸ مہابھارت آشرم وہ) سویم ور کی مختلف حکایتیں پڑھ کر اور ان میں ہزار ہا برس کا قومی رواج دیکھ کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لفظ سویم ور عام طور پر مہمل اور بے معنی تھا۔ زبردستی پکڑ لینے اور بغیر پسند بیاہ کر دینے کو بھی سویم ور کہتے تھے۔ جیسے دھرم رسم و رواج پر مبنی تھا ویسے ہی سویم ور کی رسم بھی ہر جگہ نرالی تھی۔ ایک قومی خیال نہ تھا، اور اس لئے ایک قومی دستور یا عملدرآمد نہ تھا۔ ایسے ہی لڑکی کی شادی کی عمر مختلف مقامات اور وقتوں میں مختلف تھی، بڑی سے بڑی حد ۱۲ سال کی تھی چند اور حکایتیں ملاحظہ ہوں جن سے لڑکی کے اختیار اور عمر کا حال معلوم ہوتا ہے۔ قدیم آریاؤں میں لڑکی کے بیاہ کا باقاعدہ وقت بارہ برس کے اندر ہی تھا، اِسی پر سب کا عمل تھا۔ اگر گنی چنی مثالیں بڑی عمر میں بیاہ کی معلوم ہوں ان کو دھرم شاستر کے خلاف سمجھو۔ تاریخی قصوں سے ثابت ہے کہ قومی رواج اور دھرم شاستر کے مطابق ماں باپ کو ہی پورا حق بیاہ کر دینے کا حاصل تھا۔ لڑکے اور لڑکیاں خود یہی چاہتی تھیں کہ ماں باپ ہی اپنی پسند سے انکا بیاہ کر دیں۔ قدیم آریاؤں میں سب سے شریف اور نیکنہاد سورج ونشی خاندان تھا جس کا چمکتا ہوا سورج رام مہاراجہ کی صورت میں طلوع ہوا، انکی نسبت والمیکی یوں فرماتے ہیں کہ سیتارانی رام مہاراج کی پیاری رانی خاص اسوجہ سے تھیں کہ پدر بزرگوار نے انھیں اُن سے بیاہ دیا تھا۔ (راماین بال کانڈم سرگ ۷۷ صفحہ ۱۲۲)

رام نے اپنے اختیار اور پسند سے بیاہ نہیں کیا بلکہ والد بزرگوار کی پسند اور منظور کی بی بی کو قبول کیا۔ راماین میں مذکور ہے کہ راجہ کشنہ نابھ کی سو بیٹیاں تھیں، ایک دفعہ ہوا دیوتا نے اُن سے بیاہ کرنا چاہا لڑکیوں نے اِس کو یہ جواب دیا کہ اے بے ادب خدا کرے ایسا وقت نہ آئے کہ ہم اپنے بزرگوار باپ کو چھوڑ خود اپنی مرضی کا شوہر تلاش کریں، باپ ہی ہمارا مالک ہے، وہی ہمارا بڑا خداوند ہے، جہاں چاہے ہمیں بیاہ دے، جس کے ساتھ بیاہ دیگا وہی ہمارا پیارا خاوند ہوگا۔
(راماین۔ بال کانڈم سرگ ۳۲ شلوک ۲۱-۲۲)

چندر ونشی راجاؤں میں بھی سوئمبر کی حالت مستقل نہ تھی۔ دروپدی نے صرف ایک بہادر ارجن کو منتخب کیا تھا۔ مگر قومی رواج کے مطابق اسکا بیاہ باپ کی مرضی سے پانچ بھائیوں سے ہوا۔

بیٹیوں اور بیوی کو نذرانہ کے طور پر دیدینے کی چند مثالیں

ویراٹ راجہ نے اپنی بیٹی اُتّرا نام ارجن کے نذر کی مگر ارجن نے اُسکی شادی اپنے بیٹے سے کی۔
مدیرا راجہ نے اپنی بیٹی ہرنیہ ہست برہمن کی نذر کی اور اسکی برکت سے جنت کو سدھارا۔
راجہ لوم پاد نے اپنی بیٹی شانتا رشیہ شرنگہ رشی کو دی اور اس کی برکت سے بڑی کامیابی حاصل کی
نوٹ - اس راجہ کی عملداری میں ایکدفعہ سخت قحط پڑا۔ برہمنوں نے کہا کہ اپنی بیٹی شانتا رشیہ شرنگہ رشی کی نذر کیجئے، اس کی برکت سے بارش ہوگی۔ راجہ نے سفارت بھیجی اور اُس رشی کو بلایا۔ وہ آئے اور محل میں ٹھیرے۔ نذرانہ میں راجہ نے بیٹی پیش کی، اُسی وقت موسلادھا بارش ہوئی۔ نمی راجہ نے اپنی بیٹی اگستی رشی کی نذر کی، اس کی بدولت اسے بہشت نصیب ہوا۔
مروتہ راجہ نے اپنی لڑکی انگیرس رشی کو نذر میں دی۔ اس کی برکت سے جنت حاصل کی۔
راجہ بھگیرتھ اپنی نازک اندام بیٹی ہنسی نام کوتسہ رشی کو دیکر عالم ابدی کو سدھارا۔
ایسی اور مثالیں انوپروہ ادھیایہ ۱۳۷ میں ملیں گی۔ اور راجہ کی لڑکی کا سانپ سے بیاہ اس کا حال جھوٹ بولنے کے مضمون میں دیکھئے۔
راجہ متر سہائے اپنی محبوبہ رانی وسشٹھ مہاراج کو نظر کرکے بہشت میں جا پہنچا۔

کنیا (لڑکی) کا دان

اوپر چند مثالیں کنیادان کی لکھی گئی ہیں۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ راجاؤں نے ویسے ہی اپنی لڑکیاں برہمنوں کو دیدی تھیں، نہیں، بلکہ کنیادان بہت ثواب کا کام گنا جاتا ہے۔ بھگوان وشنو خود رامنج بزرگ سے فرماتے ہیں۔ (اسکند پران وی کھنڈ ۲۔ ادھیایہ ۲۲ میں وارد ہے کہ
۶۹ جو لوگ گائے کا دان کرتے ہیں اور جو لوگ کنیادان کے شائق ہیں اور میری نذر کرکے کام کرتے ہیں وہی لوگ اعلیٰ درجہ کے بھاگوت (بھگوان وشنو کے پیرو) ہیں۔ (شلوک ۵۹) اور پھر
۷۰ وی کھنڈ ۲۔ ادھیایہ ۲۷ سکند پران میں دیکھئے۔ فلاں دن گنگا کے فلاں تیرتھ پر سونے کا

دان کرنا اور خاصکر لڑکی کا دان بہت ہی افضل ہے۔ (شلوک ۱۶) اور پھر کاتک مہینہ کی عظمت میں برہما فرماتے ہیں کہ سب دانوں سے اعلیٰ دان لڑکی کا دان ہے۔ (شلوک ۱۲) (سکند پران - وِی کھنڈ ۲ - کاتک ادھیایہ ۵ صفحہ ۱۳۸)

افسوس ہے کہ اس زمانہ کے لوگ اصلیت سے ناواقف غلط خیال کے عاشق اسی کو سچا سمجھکر پھولے نہیں سماتے۔ پرانی دنیا کو نئی دنیا کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں، اور بر خود غلط اتراتے ہیں کہ ہم بھی کبھی یوروپین جیسے تھے۔ اور جب کسی قدیم عادت یا دھرم کی بات سے ناراض ہوتے ہیں تو کہدیتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ ہمیں سکھائی۔ دھرم کو چھپاؤ۔ قدیم رسومات کو جھٹلاؤ۔ مگر بقول شخصے ؎

قریب ہے یار روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر + جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

آستین لگا خون قاتل کو پکڑوا دیتا ہے، ہزار ہا برس کی عادات اور پرانے خیالات .. ویدک زمانہ کے بزرگوں کی تحریروں کی شہادتوں سے صاف صاف ثابت ہیں۔ کسی کی تاویل یا غلط بیانی ان کو چھپا نہیں سکتی۔

پردہ

قدیم آریوں میں پردہ کا رواج تھا یا نہیں۔ اسکے تصفیہ کے لئے آریوں میں سب سے زیادہ بزرگ اور نیکنام مہاراجہ (جن کا مبارک نام رام ہندوستان کے تیس کروڑ آدمی رات دن لیتے رہتے ہیں) کا قول کافی ہے، جسکو والمیکی راماین سے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ لنکا فتح کرکے جب رام مہاراج آرام سے دربار میں رونق افروز ہوئے اور ہر طرف تماشائیوں کا ہجوم تھا، تب انھوں نے راجہ وِبھیشن کو حکم دیا کہ جاؤ سیتا کو نہلا دھلا کر لاؤ۔ راجہ سیتا کو پالکی میں سوار کراکے لایا اور مہاراجہ کو اطلاع دی۔ حکم ملا کہ ہمارے سامنے پیش کرو، راجہ وِبھیشن نے تعمیل کی اور اردگرد کے لوگوں کو ہٹا دینے کا حکم دیا تاکہ پردہ ہو جائے اور سیتا حضور میں آئے، لوگوں کے ہٹنے میں شور و غل ہوا۔ مہاراجہ نے نظر اٹھاکر دیکھا اور فرمایا کہ ہمارے حکم بغیر لوگوں کو کیوں ہٹایا جاتا ہے۔ رسُو غم کے موقعہ پر مجبوریوں میں، لڑائیوں میں سوئمبر کے وقت اور قربانیوں میں اور بیاہوں میں عورت کا سامنے آجانا اور مرد کی نگاہ اس پر پڑ جانا گناہ نہیں یہ سیتا بھی مصیبت زدہ مجبوریوں میں گرفتار ہی، اسکے سامنے آنے میں کوئی ہرج نہیں۔

خاصکر جبکہ میں موجود ہوں - (راماین - یدھ کانڈم سرگ ۱۱۴ صفحہ ۹۴۲)
اِن شلوکوں کو پڑھکر کیا کوئی کہسکتا ہے کہ قدیم آریوں میں پردہ کا رواج نہ تھا؟ جب راجہ وبھیشن سیتارانی کو پالکی سے اُتار کر رام مہاراج کے حضور میں لے چلے تو سیتارانی بے پردگی کی شرم سے

۷۳ دوہری ہوئی جاتی تھیں گویا اپنے آپ کو اپنے ہی بدن کے اندر چھپاتی تھیں (یدھ کانڈم سرگ ۱۱۴) دیکھئے عام قاعدے سے ہی استثنا کیا جاتا ہے - اگر پردہ کا رواج نہ ہوتا تو نہ وبھیشن پردہ کا حکم دیتا اور نہ مہاراجہ رام کو استثنا کرنے کی اور بتانے کی ضرورت پڑتی کہ مصیبت کے وقت پردہ کا لحاظ نہیں رہا کرتا - لکشمن کہتے ہیں کہ میں نے سیتا کے صرف پاؤں دیکھے ہیں، خود سیتا کو نہیں دیکھا - حالانکہ لکشمن رات دن گویا ساتھ رہتے سہتے تھے - مگر پردہ کا خیال ایسا

۷۴ غالب تھا کہ سیتا کی طرف عادتاً نگاہ نہ اُٹھتی تھی - پھر دیکھئے منو کا حکم احساس انسان کو مغلوب کرلیتا ہے - لکھے پڑھے آدمی بھی پھسل پڑتے ہیں اس لئے ماں، بہن یا بیٹی کے ساتھ بھی تنہائی میں نہ بیٹھے - (ادھیایہ ۲ - صفحہ ۶۹)
قدیم زمانہ میں آریا مخلوق میں زنانخانہ کے دروازہ پر عورتوں کا پہرہ رہا کرتا تھا - مثلاً رام مہاراج کے اندرونی دروازہ پر بڑھیا عورتیں محافظ مقرر رہتی تھیں (راماین ایودھیا کانڈم سرگ ۱۵ اشلوک ۲)

۷۵ دھرم شاستر میں عورت کے ساتھ کھانے اور سونے کی بھی ممانعت ہے - عورت کے ساتھ نہ کھانا کھائے نہ سوئے - (شانتی پروہ موکشہ ادھیایہ ۱۹۴ صفحہ ۵۷)
اِن احکام اور رواج سے معلوم ہوتا ہے کہ آریوں کو عورت سے علیحدگی کا ازحد خیال تھا، اِس لئے چہار دیواری کا پنجرہ جسکو "انتہ پورم" کہتے تھے انکے لئے تیار و ایجاد ہوا - عورتوں اور خواجہ سراؤں کا پہرہ انپر رہا کرتا تھا - سویمبر کا زمانہ عورتوں کی آزادی کا زمانہ ہونا چاہئے تھا، اپنی مرضی کے مواقف اُن کو خاوند چھانٹ لینے کا اختیار ہونا چاہئے تھا - مگر جو حکایات ہم نے پڑھی ہیں اُن میں صرف دمینتی کا قصہ سویمبر کا نمونہ کہلانے کا مستحق ہے - رانی دمینتی نے خود اپنی مرضی اور اپنی پسند سے راجہ نل کو امیدواروں میں سے چنا - گر لڑکی ایسی جرأت کو شتری بزرگ پسند نہ کرتے تھے - اور بزرگ خود خاوند کو پسند کر کے لڑکی کو ہدایت کر دیا کرتے تھے - وہ بزرگوں کے پسندیدہ شخص کو ہی قبول کرلیتی تھی اس کارروائی سے اصل معنے سویمبر کے مفقود ہو جاتے تھے - گو ظاہر سویمبر کہلایا جاتا تھا - رانی دمینتی کو عشق و محبت نے ایسا مغلوب کیا کہ اس نے

اپنے ہی پسندیدہ شخص کو شوہر بنایا۔ رانی دمینتی کے سویموَر جیسا ایرانی شاہزادی تہمینہ کا قصّہ ہے۔ جب مشہور ایرانی بہادر رستم سمنگان کے بادشاہ کا مہمان ہوا تو رات کو تہمینہ رستم کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ ؎

یکے دخت شاہ سمنگان منم
زپشت ہزبران و شیران منم

میں شاہ سمنگان کی بیٹی ہوں، ہمارا خاندان شجاعت میں شیروں کا خاندان ہے، آپ بھی بیمثال شجاع ہیں، میں چاہتی ہوں کہ میری آپ کی مقاربت سے آپ جیسا صف شکن شیر افگن بچہ میرے پیدا ہو۔ رستم نے اس کی درخواست قبول کی اور سہراب اس سویموَر سے پیدا ہوا القصّہ۔ ہندی آریوں میں پردہ کا ایسا زور اور اثر تھا کہ دمینتی جیسے سویموَر پر لوگ اعتراض کرتے تھے

دمینتی کے سویموَر پر اعتراض کی کہانی

مَردوں سے عورتوں کی علیحدگی اور پردہ کا زور

راجہ نل نے جوئے میں سلطنت ہار دی، اور رانی دمینتی سمیت جنگلوں کی راہ لی اور آخر مایوس ہو کر دمینتی کو سوتے چھوڑ بھاگ نکلا، یہ وفادار بی بی برہنگی تنہائی اور افلاس کی مصیبتوں میں مبتلا صبر و استقلال سے میکے جا پہنچی اور وہاں بھی راجہ نل کو یاد کرتی اور نالہ و زاری کرتی۔ اُس کی ماں نے اپنے خاوند سے شکایت کی کہ تو تمہاری بیٹی دمینتی تو بیحیا ہو گئی اور اپنی زبان سے خاوند کا تذکرہ کرتی رہتی ہے۔ (شلوک ۴۳ - مہابھارت ون پروہ، ادھیایہ ۶۹ صفحہ ۶۰)

دیکھو۔ سویموَر کے زمانہ میں بھی غایت درجہ کا پردہ اور حیا مدنظر رہا کرتی تھی۔ خاوند کے ساتھ عورت کے بے تکلفانہ برتاؤ کو آریا بزرگ ناپسند کرتے تھے۔ دمینتی کی والدہ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ اُس کی بیٹی اس کے سامنے اپنے خاوند کا تذکرہ کرے اور اس کا نام لے۔

ایسے ہی شریف خاوند بھی اوروں کے سامنے بیوی سے بات چیت نہ کرتے تھے نہ بیوی خاوند کا تذکرہ سُننا چاہتی تھی نہ خاوند بیوی کا، آریا شہزادیاں اور شریف بیبیاں بھی خاوند کے ساتھ یا پاس بیٹھنے سے شرماتی تھیں۔ مثلاً لڑائی جیتنے کے بعد جب رام مہاراج نے لنکا سے روانہ ہونے کے وقت رانی سیتا کو اپنے برابر ویمان میں بٹھایا تب سیتا شرمائیں۔ والمیکی نے اُس وقت کی کیفیت کو اسی صفت سے بیان کر کے شرافت کی داد دی ہے۔ شریف مرد مجمع میں عورت سے

بات چیت نہ کرتے تھے۔ جب دُریودھن نے پانڈووں کی رانی دروپدی کو زبردستی دربار میں پکڑ بلایا اور اس سے گفتگو شروع کی۔ تب مہاراجہ دھرتراشٹر نے اُسے ملامت کی اور کہا کہ کیا تجھے مجمع عام میں عورت کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے شرم نہیں آتی، تو بڑا بے شرم ہے۔

اُتر رام چرتیم کتاب میں (جس کا تذکرہ اوپر آچکا ہے) مذکور ہے کہ جب اشٹوکرہ برہمن نے رام کو خوشخبری سنائی اور کہا کہ عنقریب ہم سب سیتارانی کی گود بچّوں سے بھری دیکھیں گے تو مہاراجہ کے بدن پر مسرّت اور حیا سے پھریری آگئی۔ ایسے ہی جب رانی سیتا نے لکشمن کو اُن کی بیوی کی تصویر دکھا کر پوچھا کہ یہ کس کی تصویر ہے تب لکشمن مہاراج شرما گئے اور بات ٹال دی (انکے پہلا)

رام مہاراج نے ایک دفعہ لکشمن کو پیغام دیکر سوگریوہ راجہ کے پاس بھیجا۔ لکشمن محل میں داخل ہوئے۔ راجہ ڈر کے مارے اُنکے سامنے نہ آیا۔ مگر اپنی رانی کو اِن سے باتیں کرنے کے لئے بھیجا۔

۷۷ اُدھر لکشمن نے عورت کو دیکھ کر مُنہ پھیر لیا، اور گردن نیچے کرلی (راماین۔ کشکانڈم سرگ ۳۳ صفحہ ۵۲۸) چنانچہ لکشمن کے نگاہ اوپر نہ اُٹھانے کی داد تارا نے یوں دی کہ حضور اندر تشریف لیچلئے۔ آپ نے خوش اخلاقی ثابت کی اور اوروں کی بیویوں کی طرف نگاہ نہ اُٹھائی (راماین کشکانڈم سرگ ۳۳)

بندروں میں پردہ

راماین کشکانڈم سرگ ۳۸۔ سوگریوہ بندر راجہ نے رام مہاراج کی ملاقات کرنے کے لئے جانے کی تیاری کی اور پالکی اُٹھانے والے ایسے بندروں کو اندر بلایا جو عورتوں کے سامنے آنیکے مجاز تھے

۷۸ جب رام مہاراج جلاوطنی کو جانے لگے اور رانی سیتا انکے ساتھ پیدل محل سے نکلیں تو لوگوں نے شور مچایا کہ کیا بُرا وقت ہے کہ وہ سیتارانی جن کو کبھی آسمانی دیوتا بھی نہ دیکھ پاتے تھے۔ آج ہم بازاری لوگ اسکو دیکھتے ہیں۔ (راماین۔ ایودھیا کانڈم سرگ ۳۳۔ صفحہ ۱۹۷)

۷۹ جب بھرت رام مہاراج سے ملنے کے لئے گئے تو رام نے منجملہ اور ضروری باتوں کے یہ بھی دریافت کیا کہ تم اپنی عورتوں کی حفاظت میں غفلت تو نہیں کرتے؟ انپر اعتماد تو نہیں کرتے؟ اپنے راز تو اُنسے نہیں کہتے (راماین ایودھیا کانڈم سرگ ۱۰۰ صفحہ ۳۱۴)

پانڈووں کے زمانہ میں پردہ کا حال

سورج ونشی رام مہاراج کے زمانہ کے بعد چندر ونشی پانڈووں کا زمانہ نامور گنا جاتا ہے۔ اِس لئے ہم اُس زمانہ کا حال پردہ کے متعلق جو ہمیں معلوم ہو سکا لکھے دیتے ہیں۔ جب نیک نہادیوگی

یودھشٹھر مہاراجہ نے جوئے میں راج ہار دیا، بھائی ہار دئے، اور اپنی رانی دروپدی ہار دی اور آپ بھی دریودھن کا غلام بنگیا، اور ان سب کی رانی دروپدی کو برہنہ حالت میں دُریودھن نے دربار میں پکڑ بُلوایا۔ تب اُس بے بس اور مصیبت زدہ رانی نے درباریوں سے یوں اپیل کی

۸۰ اے بزرگو۔ راجاؤں نے مجھے سویمور کے موقعہ پر دیکھا تھا، اِس سے پہلے مجھے کسی نے نہیں دیکھا تھا، ہوا اور سورج بھی مجھے نہ دیکھ پاتے تھے آج بدقسمتی سے مجھے غیر مردوں کے سامنے آنا پڑا، اور اب اجنبی لوگ مجھے دیکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہوگی کہ مجھ جیسی پاکدامن بیوی کو مجمع میں آنا پڑا، ہزار افسوس کہ راجہ لوگ ازلی دھرم کو چھوڑ بیٹھے۔ ہم تو سُنتے آئے ہیں کہ قدیم شرفا کبھی بھی منکوحہ بیوی کو مجمع میں نہ لیجاتے تھے۔ افسوس کر و خاندان سے دھرم جاتا رہا۔ (شلوک ۴-۵-۸-۹ مہا بھارت۔ سبھا پروہ ادھیایہ ۶۹ صفحہ ۶۱)

مشہور فاضل ویدر مہاراج پانڈو راجہ کے چھوٹے بھائی جو علم و ادب میں مشہور ہیں فرماتے ہیں کہ

۸۱ عورت کا ادھر اُدھر دیکھنا بڑا عیب ہے اور گھر سے باہر جانا بھی معیوب ہے (شلوک، مہا بھارت، ادیوگ پروہ ادھیایہ ۳۹ صفحہ ۳۷) ایسے ہی مہا بھارت میں دُریودھن وغیرہ کی رانیوں کی نسبت

۸۲ یوں مذکور ہے کہ کشتریوں کی بیویاں خاوندوں کے مارے جانیکے بعد جب میدان قتال سے شہر کو جارہی تھیں تب لوگوں کی نظر پڑیں، اِس سے پہلے گھر سے باہر نہ نکلی تھیں، اور سُورج بھی انھیں نہ دیکھ پایا تھا۔ (شلیہ پروہ ادھیایہ ۹ صفحہ ۲۸)

جب مہاراجہ دھرتراشٹر وغیرہ گوشہ نشینی کے لئے محل سے نکلے انھیں پہنچانے کے لئے شاہی خاندان کی رانیاں محل سے باہر نکل آئیں، اُن کی نسبت مہا بھارت میں یوں کہا ہے

۸۳ جن بیبیوں نے چاند اور سورج بھی کبھی نہ دیکھے تھے وہ بھی غمزدہ محل سے نکل کھڑی ہوئیں۔ (آشرم پروہ ادھیایہ ۱۵ ص ۲۴) ایسے ہی مہاراجہ دھرتراشٹر نے پانڈوؤں سے رخصت

۸۴ ہوتے وقت یدھشٹھر کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ خبردار رہو، جشنوں، ضیافتوں جلسوں کے وقتوں میں اور سونے کے وقت اپنی رانیوں کی خوب نگرانی رکھنا۔ اور بوڑھے معتبر خواص نگرانی کے لئے مقرر کرنا۔ (شلوک ۱۹۔ اشومیدھ پروہ۔ ادھیایہ ۵ صفحہ ۴)

اُترارام چرتیم انکہ چہارم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ جنکہ راجہ (سیتا رانی کے والد بزرگوار) کو رانی کوسلیا (والدہ رام مہاراج) کے ساتھ گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ دربان کی معرفت یہ

گفتگو ہوئی۔ آپس میں براہ راست گفتگو نہیں ہوئی۔

جلا وطنی کو جاتے وقت رام نے اپنے گرو کو بلایا اور بہت کچھ دان دیا۔ رانی سیتا نے بھی اپنا زیور انکی نذر کرنا چاہا، مگر اپنی زبان سے نہ کہا، رام سے کہلوایا کہ سیتا فلاں فلاں زیور تمہاری بیوی کی نذر کرتی ہیں۔ (شلوک ۱۷- راماین- ایودھیا کانڈم سرگ ۲۲- صفحہ ۱۹۴)

۸۵ مرچھکٹیکا ناٹک کے چوتھے انکہ میں بھی عورت کے چہرہ پر نقاب ڈالنے کو بڑی عزت اور فخر کا باعث بتایا گیا ہے جسکے چہرہ پر نقاب پڑی اُس کو مبارکباد دی گئی کہ تجھے یہ غیر معمولی عزت حاصل ہوئی۔ پہلے تو کھلے مُنہ والی بازاری کسبی تھی، اب نکاح کر لینے سے تیرے چہرہ پر بہو کے لفظ نے گھونگھٹ کی عزت بخشی۔

۸۶ ایک کشتری کی بیوی کو شہادت دینے کے لئے راجہ کے دربار میں جانا پڑا۔ سکند پران میں اس کی کیفیت یوں لکھی ہے (سکند پران- ناگر کھنڈ ۶- ادھیایہ ۱۵۸ صفحہ ۱۷۹) وہ لڑکی شرماتی ہوئی گھونگھٹ کئے ہوئے راجہ کے سامنے کھڑی ہوئی۔ (شلوک ۴۹)

ایک دفعہ ایک برہمن کا لڑکا کسی شاہزادہ کے ساتھ جنگل میں جا نکلا، اس نے دوسے عورتوں کا مجمع وہاں دیکھا، اور راجپوت سے کہا کہ آگے نہ بڑھنا چاہیئے کیونکہ وہاں عورتیں کھیل کود رہی ہیں سمجھدار بھلے مانس کبھی عورتوں کے پاس نہیں جاتے (سکند پران برہما کھنڈ ۳- ادھیایہ ۷ شلوک ۹۹)

۸۷ برہما دیو فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ اتفاقاً میری نگاہ پاروتی دیوی کے پاؤں کے انگوٹھے پر جا پڑی، اس نظارہ سے میرے بدن میں ہیجان پیدا ہوا، اور میں مغلوب ولولہ ہوکر بہت شرمندہ ہوا وغیرہ (شلوک ۱۹- برہما پران- ادھیایہ ۳ صفحہ ۱۸۴- گوبتی ہاہا لیم)

راجہ دوشنتہ نے جب شکونتلا کو دیکھا تو کہا- آہا- یہ تو کوئی گھونگھٹ والی تمام بدن ڈھکے ہوئے لڑکی سی دکھائی دیتی ہے جسکے جسم کی خوبصورتی ذرا بھی دکھائی نہیں دیتی۔ ان جھڑوس فقیروں کے گروہ میں یہ تو ایسی دکھائی دیتی ہے جیسے سوکھے پتوں میں لپٹی نئی کونپل (شلوک ۱۳ شکنتلا انکہ ۵)

شری کرشن کے ماموں متھرا کے راجہ کنس کے حکم سے کشتی کا دنگل بڑے دھوم دھام سے تیار ہوا مہمانوں کے لئے مکانات بنائے گئے۔ مستورات جو تماشہ دیکھنے آئیں اُن کے لئے جو مکانات تھے

۸۸ اُن کا بیان ہری ونش پران میں دیکھئے۔ عورتوں کی نشست کے لئے جو مکان بنائے گئے تھے وہ بلندی میں اُڑتے ہوئے راج ہنس جیسے دکھائی دیتے تھے، جن میں باریک جالی تماشہ دیکھنے کے لئے لگائی گئی تھی۔ (شلوک ۱۳- ادھیایہ ۱۹ وشنو پروہ)

بے پردگی کے متعلق پیشینگوئی

۸۹ برہما پران میں بے پردگی کے متعلق یہ پیشینگوئی دیکھئے کہ کل یگ یعنی آخری زمانہ میں عورتیں ایسی بگڑ جائیں گی کہ بے پردہ کھلم کھلا دونوں ہاتھوں سے سر کے بال بنائیں سنواریں گی، خاوند اور اور بڑوں کی ممانعت کی کچھ پرواہ اور اُن کا لحاظ نہ کریں گی۔ (شلوک ۳۹۔ ادھیایہ ۱۲۲)
مہاراجہ اندر دویُمنہ کے زمانہ کا حال سکند پران میں خوب مفصل مذکور ہے، وہاں بھی راجہ کے محل کے انتظام کے بارہ میں لکھا ہے کہ راجہ کا زنانخانہ سیکڑوں خواجہ سراؤں سے گھرا رہتا تھا (سکند پران۔ وشنو کھنڈ ۲۔ ادھیایہ ۱۱)

۹۰ عورتوں کی بے اعتباری کو مدنظر رکھ کر منو فرماتے ہیں کہ زبردستی سے کوئی شخص جوان عورت کی نگہداشت نہیں کر سکتا۔ جو علاج ہم نے اوپر بتائے ہیں ان پر عمل کرنے سے ان کی حفاظت ہو سکتی ہے (شلوک ۱۰)

۹۱ جو عورتیں خود اپنے گھر سے باہر نہ نکلیں انھیں کو محفوظ سمجھنا چاہیئے۔ محافظوں کی نگہداشت سے کچھ نہیں ہوتا (شلوک ۱۲۔ ادھیایہ ۹)
عورتیں مغلوب شہوت ہوتی ہیں، رات دن ان کی حفاظت خاوندوں کو یا صاحب خانہ کو رکھنی چاہیئے، ان کو آزاد نہ چھوڑنا چاہیئے۔ (شلوک ۲۔ ادھیایہ ۹۔ صفحہ ۳۴۰)

۹۲ وشنو موہینی کے روپ میں بلی راجہ سے عورت کی مذمت فرماتے ہیں کہ عقلمند کو کبھی عورت پر اعتبار نکرنا چاہیئے۔ (شلوک ۱۹) جھوٹ، دغا، حماقت، حرص، ناپاکی، بیرحمی یہ سب عیب عورتوں میں پیدائشی ہوتے ہیں (شلوک ۲۰) بیوفائی، سرد مہری، دغابازی بھی عورت کی عادت میں داخل ہیں، جیسے درندوں میں بھیڑیا، جیسے پرندوں میں کوّا۔ اور جانوروں میں گیدڑ مکر و فریب سے پُر ہیں ویسے ہی بنی نوع انسان میں عورتیں (شلوک ۲۲ سکند پران ماہیش کھنڈ۔ ۱۔ ادھیایہ ۱۲)
کھلے مُنہ پھرنا قدیم آریوں میں بازاری عورتوں کا شیوہ تھا، شریف بہو بیٹیاں گھونگھٹ کے پردہ میں لپٹی رہتی تھیں۔ ایسے ہی مشہور فاضل بان اپنی کتاب ہرش چرتم میں لکھتے ہیں کہ جیسے شریف اور خاندانی عورتوں کے مُنہ پر نقاب کی جالی۔ (ہرش اُچھواس ۳)
ایران، عرب اور اور ملکوں میں قدیم زمانہ سے عورتیں گھوڑوں پر سوار ہونے کی عادی ہیں۔ اور ضرورت کے وقت مردوں کے ساتھ ساتھ لڑائی میں بھی شریک ہوتی رہی ہیں۔ مگر ہندوستان میں پردہ کی سختی اور عورت سے پرہیز اور بے اعتباری کی وجہ سے عورت کا گھوڑے پر سوار ہونے کا تذکرہ کہیں کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ مہابھارت میں مذکور ہے کہ راجہ بھنگاسُون کی شکارگاہ میں

اندر دیوتا کی عنایت سے کایا پلٹی اور وہ عورت بنگیا، اور فوراً اُسے شرم آنے لگی اور سوچنے لگا کہ
۹۵ اب میں گھوڑے پر کیسے سوار ہوں، اور کیسے شہر پہنچوں۔ (شلوک ۱۲- انو پروہ ادھیایہ ۲ ص ۱۳)
مہابھارت میں مذکور ہی کہ جب شری کرشن پانڈووں کے وکیل بنکر تصفیہ کے لئے دُریودھن کے دربار
میں جانے کو روانہ ہوئے تو دھرتراشٹر نے بہت بیش بہا سامان شری کرشن کے لئے جسمیں کھلے
۹۶ مُنہ والی لڑکیاں بھی تھیں مہیا کیا۔ (ادیوگ پروہ - ادھیایہ ۸۶ - صفحہ ۷۹) چونکہ عام طور پر
مُنہ ڈھکنے کا رواج تھا اِس لئے کُھلے مُنہ والی بطور سوغات منتخب کی گئیں۔
رامائن کے زمانہ اور مہابھارت کے زمانہ میں کہیں عورتوں کا مردوں کے ساتھ جلسوں میں شریک
ہونا مذکور نہیں، بعض جگہ عورتوں کے لئے علیحدہ منڈپ بنایا جاتا تھا، اور کہیں عورتیں شریک بھی
نہ کیجاتی تھیں۔ رام مہاراج اور پانڈووں کے بیاہ میں کہیں عورتوں کا تذکرہ نہیں پایا جاتا جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ عادتاً عورتیں شریک نہ کیجاتی تھیں۔

قدیم آریوں میں عورتوں کو آزادی نصیب نہ تھی

عورت کا پردہ میں نہ رہنا آزادی کی پہلی سیڑھی ہی، آریا دھرم میں تو عورت کے لئے آزادی ہی نہیں
گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھنے کا تو کیا ذکر۔ گھر کے اندر بھی اسکو آزادی نصیب نہیں، منو کا حکم ہی
۹۷ کہ عورت کو وہ بچی ہو یا جوان، ادھیڑ ہو یا بڑھیا گھر کے اندر بھی کوئی کام آزادانہ نہ کرنا چاہیئے۔
(منو ادھیایہ ۵۔ شلوک ۱۴۷) بچپن میں باپ کی نگرانی میں، جوانی میں خاوند کی، اور خاوند
کے مرنیکے بعد بیٹوں کی، عورت کو آزادی کا موقعہ نہ دینا چاہیئے (ادھیایہ ۵۔ شلوک ۱۸۶)
۹۸ مشہور رشی اشٹوکرہ کا قول دیکھئے۔ عورتوں کے لئے آزادی نہیں، وہ غیر آزاد ہیں، یہ تو خود
خالق برہما کا حکم ہے، عورت آزادی کی مستحق نہیں۔ (مہابھارت - انو پروہ ادھیایہ ۲۰ ص ۴۲)
چہار دیواری کے پردہ کی رسم ہندوستان، ایران، چین وغیرہ ملکوں میں قدیم سے چلی آتی ہی
ہندوستان کے پردہ کا حال کچھ اوپر لکھا گیا۔ شاہنامہ کے بعض تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ
وہاں بھی ہندوستان کی طرح سخت پردہ تھا، زنان خانہ قید خانہ سے کم نہ تھا۔ ہندوستان کی
طرح وہاں بھی خواجہ سراؤں کا پہرہ عورتوں پر رہا کرتا تھا۔ رانی دروپدی کا قول ابھی ہم اوپر
نقل کر چکے ہیں۔ شہزادی افراسیاب کا قول ویسا ہی ہے ۵

منیژہ منم دخت افراسیاب   تنم راندیدہ بجز آفتاب

میں افراسیاب کی بیٹی منیژہ نام ہوں، سورج کے سوائے اور کسی نے مجھے نہیں دیکھا
چین میں بھی چار دیواری کا سخت پردہ تھا، شریف عورتیں کبھی گھر سے باہر نہ نکلتی تھیں، بچپن
ہی میں لوہے کی جوتیاں پہنا دیتے تھے، تاکہ پیر بڑھنے نہ پائے، اور عورت چل پھر نہ سکے۔ گھر سے
باہر نہ نکلے۔ اب چینیوں نے بھی پردہ چھوڑنا شروع کیا ہے، مصر، عرب، ترکستان، کابل،
پنجاب وغیرہ ملکوں میں برقعہ پہنکر پھرنے اور کام کاج کرنے کا رواج ہی۔ مگر جہاں کہیں قدیم آریہ
لوگوں کا دستور مروج ہے وہاں سخت قسم کا پردہ بدستور ہے شریف عورت گھر سے باہر نہیں نکلسکتی
ہندی آریوں میں پردہ عورت کے لیئے فخر و مباہات کا موجب تھا۔ مگر ستر عورت یعنی پوشیدہ اعضا
کا تذکرہ امراء و شرفا بھی عام طور پر کیا کرتے تھے۔ خود والمیکی جیسے بزرگ اور ہنومان جیسے دیوتا
اور وشنو جیسے یوگی پرمیشور بھی ایسے محاورات کو استعمال کرتے تھے مثلاً جب وشنو شکاری
روپ بھرے جنگل میں پہنچے اور ایک لڑکی کو لڑکیوں کے غول میں دیکھا تو گھوڑے سے اُتر اُن سے
پوچھا کہ تم کون ہو اور وہ نازنین لڑکی حسینہ و جمیلہ اُبھرے ہوئے اور فربہ پستانوں والی کون ہی؟
(شلوک ۴۳۔ سکند پران کھنڈ ۲۔ ادھیایہ ۴ صفحہ ۶)
مسلمانوں کے دخل سے طرز خیال و طرز عمل و محاورہ تبدیل ہوگیا۔ اب شرفا کیا عوام الناس
بھی کسی عورت کو پوشیدہ اندام کی صفتوں سے موصوف کرکے نہیں پکارتے۔ قدیم آرین محاورے
سے بچتے ہیں۔ آرین شرفا، شریف عورتوں کو بالعموم "سوشرونی" خطاب سے پکارتے تھے
(فارسی میں سوشرونی کا ترجمہ نفیس یا مزہ دار سرین والی) ایسے ہی پرتھو شرونی" کا ترجمہ فربہ سُرین والی
شریف خاوند محبوبہ بیوی کی مفارقت میں موٹے اور بیل پھل جیسے سخت پستانوں کو اور ہاتھی کی
سونڈھ جیسی موٹی مخروطی ڈھلوان رانوں کو یاد کرکے فراق کا گیت گاتے تھے۔ کبھی والدہ جیسی محترم
بی بی کو محبت سے "سیاہ چشم" و "غزالہ چشم" صفت سے یاد کرتے تھے۔ باپ بھی بیٹی کو پتلی کمر
والی کہتا تھا اور عمدہ سُرین والی کہکر خطاب کرتا تھا۔ (شلوک ۱۳ ہری ونش پران ادھیایہ ۱۱)
ماں بھی اپنی بیٹی کو "سوشرونی" کہتی تھی مثلاً "دو مشری سُوتت" فرماتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں جب
دیووں (وشنوئیوں) اور اسوروں (مہادیو شیو پرستوں) کی لڑائی میں دیووں نے "دِیتی" کے
سب بیٹے مار ڈالے، تب "دِیتی" نے نہایت حسرت و غم سے اپنی بیٹی سے کہا کہ اے "سوشرونی"!

۱۰۰ (نازک سُرین والی) تو ایک بیٹے کے پیدا ہونے کی تمنا کر کے تپ یعنی ریاضت کرنے کے لئے جنگل میں جا بس۔ (سکند پران - برہما کھنڈ ۳ - ادھیایہ ۶ - صفحہ ۱۳)
سیتا رانی خود اپنے آپ کو ایسی صفتوں سے موصوف کر کے بے عیب اور مکمل عورت ہونے کا
۱۰۱ ثبوت دیتی ہیں۔ رانی کنتی بھی اپنی بہو دروپدی کی تعریف ورآروہا (اعلیٰ درجہ کے سُرین والی) لفظ سے کرتی ہے۔ (مہابھارت - ادیوگ پروہ - ادھیایہ ۱۳۸ - شلوک ۱۹ صفحہ ۱۱۱)۔
۱۰۲ شری کرشن بھی اپنی بہن سوبھدرا کو "ورآروہا" صفت سے موصوف کرتے ہیں (درونہ پروادھیایہ) کالی دیوی (پاروتی) کی حمد و ثنا میں بھاری فربہ پستانوں اور موٹے سُرینوں کی طرف اشارہ کرتے
۱۰۳ ہیں۔ (مہابھارت، ویراٹ پروہ ادھیایہ ۶ شلوک ۸ صفحہ ۵) ایسے ہی دیوی شری (زوجہ وشنو) کی حمد و ثنا بھی اسی طرح کی ہے۔ صندل اور خوشبو لگے ہوئے پستان اور جسم کے اور حصوں کا مہذب تذکرہ شہادت دیتا ہے کہ ستر عورت کو نظر انداز کرتے تھے مسلمانوں کے غلبہ کے وقت سے ایسے تذکرے بند ہو گئے۔ اب کوئی خاوند اپنی بیوی کے پستانوں یا سُرینوں کی تعریف نہیں کرتا۔ نہ کوئی شخص کسی عورت کو سوشرونی کہکر پکارتا ہے۔ ایسے ہی مردوں پر بھی اثر ہوا۔ سروں کی چوٹیاں کم ہو گئیں، بلکہ کٹ گئیں۔ جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر کم ہوا وہاں اب بھی قدیم زمانہ جیسی لمبی لمبی چوٹیاں رکھی جاتی ہیں مثلاً علاقہ بمبئی یا مدراس میں۔
ایسے ہی مسلمانوں کے وقت سے مردوں کا زیور پہننا معیوب شمار ہونے لگا، آریوں میں حلقہ بگوش ہونا کشتری بہادروں کی بڑی صفت تھی مسلمانوں کے زمانہ میں اُسکے معنی غلامی کے ہو گئے، اب مردوں کے گلے میں ہار نہ کانوں میں بالیاں بالے نہ بازو پر بازو بند، نہ پیروں میں جھاجھن دکھائی دیتے ہیں۔ شری کرشن ان سب زیورات سے آراستہ رہتے تھے۔
اس زمانہ میں یورپ کی آزادی نے رسم و رواج کے ہندی قیدیوں کو بھی آزادی کا سبق پڑھایا آریا دستور کیخلاف اب شریف عورتیں جلسوں میں شریک ہو کر تقریریں کرتی ہیں، غیر مردوں سے بھی ملتی جلتی ہیں۔ جیسا کہ آجکل کی تہذیب کا تقاضا ہے۔ جس نے پُرانے خیالات اور بوسیدہ قدیم تہذیب کو ردی اور وحشیانہ ٹھیرا دیا ہے۔ نئی تہذیب نے دُھندلی آنکھوں کو روشنی بخشی ہے مگر جو تاریک دل والے ہیں ہٹ دھرمی سے کہے جاتے ہیں کہ قدیم آریوں میں پردہ نہ تھا، چھوٹی عمر میں بیاہ نہ ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ مسلمانوں نے آریا تہذیب کو پامال کر دیا۔ مذکورہ بالا کتابی تحقیقات اور

شہادت کو پڑھکر اُمید ہے کہ راستی پسند لوگ اعتراف کرینگے اور کہیں گے "از ماست کہ بر ماست"
مسلمانوں کا اس میں کوئی قصور نہیں ۔

جھوٹ بولنا

ہمنے بعض لوگوں سے سُنا کہ مسلمانوں کو مذہبًا جھوٹ بولنے کی اجازت ہے ۔ اور اس کے
ثبوت میں سعدی کا مقولہ "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز"
بھی سُنا ۔ بہت برس ہوئے ہم انٹرنس کا امتحان دینے لاہور گئے تھے وہاں ہمارے عزیز مولوی
ممتاز علی رہتے ہیں انسے ملنے مولوی اُلفت حسین کبھی کبھی آیا کرتے تھے ۔ ایک دن اُن سے
اور ایک پادری صاحب سے مباحثہ ہوا ۔ پادری صاحب نے مسلمانوں پر الزام لگایا ۔
اور کہا کہ مسلمانوں کے مذہب میں جھوٹ بولنا جائز ہے ۔ دیکھو سعدی جیسے بزرگ کہتے ہیں
دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ۔ مولوی صاحبنے پادری صاحب سے کہا کہ میں
ایک مثال پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو سعدی کے مقولہ کے صحیح معنی معلوم ہوجائیں گے
سُنیئے غدر کے زمانہ میں باغیوں کے خوف سے انگریز لوگ بھاگ بھاگ کر لوگوں کے گھروں میں
پناہ لیتے تھے ، لوگ اُن کو چھپا دیتے تھے ۔ باغی لوگ تلاش کو نکلتے تھے اور گھر گھر پوچھتے تھے کہ تمنے
فلاں انگریز کو چھپایا ہے ، بتاؤ وہ کہاں ہے ؟ لوگ طرح طرح کے بناوٹی جواب دیکر ان کو ٹالدیتے تھے
اور انگریزوں کو بچا لیتے تھے ۔ اجی پادری صاحب یہ تو بتائیے کہ ایسی حالت میں کیا سچ بتا کر اُن
انگریزوں کو قتل کرا دینا بہتر ہوتا یا باتیں بنا کر بچا لینا ۔ جب پادری صاحب نے یہ بیان سنا اور
سمجھا تو اعتراف کیا کہ ہم نے سعدی کے قول کے معنی ٹھیک نہیں سمجھے تھے ۔

جب ہمنے مولوی صاحب سے یہ واقعہ سُنا تو مجھے بہت مسرت ہوئی اور ایک ویسی ہی مثال سوجھی
مینے کہا کہ مولوی صاحب میری مثال بھی سُنیئے جس سے سعدی کے معنی صحیح ثابت ہوں گے ۔ فرض
کیجیے کہ کسی شخص کو ٹھگ پکڑلے اور کہے کہ جو کچھ تیرے پاس ہے رکھدے ، میرے حوالہ کر ۔ اس گرفتار
کے پاس کچھ مال جیبوں میں اور ایک نوٹ جوتے کے تلے میں لپٹا ہوا تھا ۔ جیبیں تو اس نے ڈر کے
مارے خالی کردیں ، اور کہا کہ بس اور کچھ نہیں ۔ ٹھگ نے اس کی تلاشی لی ، اور کچھ برآمد نہوا ، جو
ملا لیکر چلدیا ۔ اس طرح اس کا نوٹ بچ رہا ۔ یہ دروغ مصلحت آمیز کسی طرح گناہ معلوم نہیں ہوتا ۔
اور سچ بتا کر چھپا نوٹ کھو دینا فتنہ انگیزی معلوم ہوتی ہے ۔

کالج کے زمانہ میں ایک دفعہ مجھسے ایک میرے ہم جماعت نے ہنسکر کہا تھا کہ میاں تم کہتے تو ہو تمہارے ہی مذہب میں جھوٹ بولنا درست ہے، دیکھو تو یہ سعدی کا مقولہ "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" یہ سنکر میں نے مولوی الفت حسین کا قصہ اسے سنایا، اور اپنی مثال بھی بتائی اور کہا کہ سعدی کا مقولہ عاقلانہ ہے، اسکو مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن شریف میں تو "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" مسلمانوں کے لئے وارد ہے۔ خدا جھوٹ بولنے والوں پر لعنت بھیجتا ہے۔

سالہا سال کے بعد خوش قسمتی سے مجھے سنسکرت پڑھنے کے دوران میں مہابھارت پڑھنے کا اتفاق ہوا، تب میں نے پایا کہ آریوں کے دھرم شاستر میں پانچ موقعوں پر جھوٹ بولنا گناہ نہیں سمجھا جاتا دھرم شاستر میں یوں حکم ہے کہ عورتوں کے ساتھ معاملہ میں مذاق میں بیاہ کے لئے، روزی حاصل کرنے کے لئے، جان بچانے کے لئے، گائے کے لئے، برہمن کے لئے مضرت دفع کرنے کے لئے جھوٹ بولنا گناہ نہیں۔ (شلوک ۴۳-۴۴۔ بھاگوت پران نمبر ۸۔ ادھیایہ ۱۹) مہابھارت میں یوں ہی ہے مذاق میں جھوٹ بولنا، عورتوں کے ساتھ گفتگو یا معاملہ میں جھوٹ بولنا، بیاہ کے وقت جھوٹ بولنا، گرو کے لئے جھوٹ بولنا، اپنی زندگی بچانے کے لئے جھوٹ بولنا گناہ نہیں (شلوک ۳۰۔ مہابھارت شانتی آپروہ۔ ادھیایہ ۱۶۵ صفحہ ۲۷) اور دیکھیئے ویاس مہاراج فرماتے ہیں کہ دھرم باریک شاخ در شاخ ہے۔ جان بچانے کے موقعہ پر جھوٹ بولنا پڑتا ہے کہیں جھوٹ سچ بنجاتا ہے۔ کہیں سچ جھوٹ ہو جاتا ہے۔ (مہابھارت۔ شلوک ۲ و ۳ ون پروہ۔ ادھیایہ ۲۰۹ صفحہ ۱۷۸) ایسے ہی برہما پران میں ہے کہ گائے، عورت اور برہمن کی حمایت کرنے میں اور بیاہ کے وقت، اور دوستوں کے لئے جھوٹ بولنا گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ (شلوک ۵۰۔ ادھیایہ ۱۲۰۔ برہما پران) آریوں کا اسی طریق پر عمل تھا۔ عورتوں کو دھوکہ دینے اور جھوٹی باتیں بنا کر بیاہ کر لینے کو، غلط بیانی سے اپنا کام نکال لینے کو گناہ نہ سمجھتے تھے مثلاً

ایک لڑکی کا سانپ سے بیاہ (بیاہ کیوقت جھوٹ بولنا)

پرشٹھان پور میں ایک راجہ چندر ونشی خاندان کا "شتور سین" نامی ہو گذرا، اسکے لڑکا نہ تھا اور وہ بہت متمنی رہا کرتا تھا۔ بہت آرزوں کے بعد اسکے گھر ایک مہیب سانپ پیدا ہوا۔ راجہ نے بہت بند و بست کیا اور کسی کو خبر نہونے دی کہ سانپ پیدا ہوا، لوگ یہی سمجھتے رہے کہ لڑکا پیدا ہوا

١٠٨ لیکن وہ راجہ اور اُسکی رانی دونوں اسکو دیکھ کر رنجیدہ رہا کرتے اور کہتے کہ سانپ پیدا ہونے سے بچہ
پیدا نہونا ہی بہتر ہے۔ (شلوک ١٦) یہ سانپ آدمی کی طرح بات چیت کیا کرتا تھا۔ جب وہ بڑا ہوا
تو ماں باپ سے تقاضا کرنے لگا کہ مجھے لکھائیے پڑھائیے اور سب فن سکھائیے وغیرہ راجہ نے
ویسا ہی کیا۔ تب اس نے کہا کہ مجھے عورت کی ضرورت ہے میرا بیاہ کر دیجئے۔ راجہ نے جواب دیا
١٠٩ اے بیٹے تو یہ تو بتا کہ میں کیا علاج کروں، تیری پھنکار سے آدمی دور بھاگتا ہے، تجھے کون بیٹی دیگا
(شلوک ١٣- برہما پران گوتمی مہاتمیم) سانپ بیٹے نے جواب دیا کہ کشتریوں کے بیاہ طرح
١١٠ طرح سے ہوتے ہیں، زبردستی چھین لینا وغیرہ اور ہتھیاروں کے ساتھ بیاہ۔ (شلوک ١٥)
میری جگہ ہتھیار بھیج دیجئے اور انھیں سے بیاہ کرا دیجئے، ورنہ میں گنگا میں ڈوب مرونگا۔ راجہ نے
وزیروں سے کہا کہ ہمارا بیٹا ناگیشور نام بڑا بہادر اور ہنرمند ہے، اُس کا بیاہ کر دینا چاہئے۔ میں
ضعیف ہو گیا ہوں، کونسا راجہ اچھا ہے جسکی بیٹی سے بیاہ ہو جائے۔ ایک بوڑھے وزیر نے
جواب دیا کہ پورب دیش کا راجہ وجیا نام بہت مشہور ہے، اسکی بیٹی بھوگوتی اسکے لائق ہے۔ راجہ
نے وزیر کو رشتہ کرنے کے لئے بھیجا۔ وزیر نے خوب جھوٹ اور فریب کی باتیں بنا کر لڑکی کے باپ
کو گرویدہ کر لیا۔ رشتہ ہو گیا۔ وزیر لوٹ آیا، اور پھر تیاری کر کے بیاہ کرنے کے لئے گیا اور کہا کہ
١١١ ہمارے راجہ شوسین کا بیٹا عاقل و ہنرمند یہاں آنا نہیں چاہتا لیجئے ان زیوروں اور ہتھیاروں
کے ساتھ اپنی لڑکی کا بیاہ کر دیجئے۔ میری بات مانئے۔ برہمن اور کشتری تو ہمیشہ سچ ہی بولتے
ہیں، یقین کیجئے، میں جھوٹ نہیں کہتا۔ راجہ نے قبول کیا اور لڑکی ہتھیاروں کے ساتھ بیاہ دی
(برہما پران گوتمی ماہتمیم ادھیایہ ١١٢- صفحہ ٢٢٣)

کوروؤں اور پانڈوؤں کی لڑائی میں کوروؤں کے کمانڈر درونہ آچاریہ نے پانڈوؤں کی فوج کا بڑا
١١ حصہ مار ڈالا، کوئی اسکو روک نہ سکا تو شری کرشن نے یدھشٹھر سے کہا کہ اُستاد درونہ ہمیں ہلاک
کئے ڈالتا ہے، آپ جھوٹ بولکر اُسے دھوکہ دیجئے تاکہ وہ موت کے پھندہ میں پھنس جائے۔ اور
ہم سب بچے رہیں، اپنی زندگی بچانے کے لئے جھوٹ بولنا جھوٹ میں شمار نہیں کیا جاتا۔
شری کرشن تو خود پرمیشور آدمی کا روپ لیکر زمین پر آئے، اِن کا یہ قول دیکھو اور لوگوں کا سعدی
پر الزام لگانا دیکھو۔ جو شری کرشن نے ہندوستان میں فرمایا، وہی سعدی نے ایران میں۔
سعدی کا قول خدا کا حکم نہیں۔ آریوں میں دھرم شاستر کی اجازت سے جھوٹ بولتے تھے *

گوشت کھانا - گوشت کا رواج

گوشت کی بابت ہمنے اچھے لکھے پڑھے لوگوں سے سُنا کہ نہ معلوم ایسی ناپاک چیز مسلمان لوگ کیسے کھاتے ہیں۔ ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کی دیکھا دیکھی گوشت کھانا سیکھا۔ مسلمان بادشاہوں نے زبردستی گوشت کھانے کی عادت ڈلوادی۔

آب ہم معتبر کتابوں سے جنکو ہندو دھرم کی تاریخ کہنا چاہئے ایسی مثالیں درج کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ گوشت کھانا کھلانا قدیم ویدک آریوں کا دھرم تھا۔ سب شریف لوگ گوشت کھاتے تھے، اور کھلاتے تھے۔ گوشت کھانا آریوں کی پہچان اور صفت تھی۔ چنانچہ مشہور عالم وفاضل ویدور مہاراج (مہاراجہ پانڈو کے چھوٹے بھائی) فرماتے ہیں کہ امرا و شرفا کی خوراک گوشت ہی متوسط درجہ کے لوگوں کی دودھ وغیرہ اور غربا تیل پر گذارہ کرتے ہیں۔ (شلوک ۴۹ - ادیوگ پروہ ادھیایہ ۳۴ صفحہ ۲۸) ایسے ہی اور شرفا بھی گوشت کو بادشاہوں کی خوراک کہتے تھے مثلاً مہابھارت میں مذکور ہے کہ جب دُریودھن کو پانڈووں کی امارت دیکھ کر رشک ہوا تو اس نے اپنے والد مہاراجہ دھرتراشٹر سے شکایت کی کہ ہمارے پاس پانڈووں کی سی دولت نہیں تو مہاراجہ موصوف نے یوں جواب دیا کہ تو گوشت بڑے چاول (پلاؤ) کھاتا ہی، ریشم پہنتا ہے، اصیل گھوڑے پر چڑھتا ہی اور پھر بھی رنجیدہ ہے۔ (شانتی پروہ ادھیایہ ۴ ۱۲ صفحہ ۱۰۲) پھر مہابھارت میں دیکھئے کشتری راجہ پلاؤ خوری پر فخر کرتا ہے۔ میں اور میرا کنبہ اور وزرا سب اعلیٰ درجہ کی خوراک گوشت اور چاول کھاتے ہیں۔ پھر مہابھارت میں ہی کہ کسی بنیئے کے بچوں نے کوا پال رکھا تھا اُسے اپنا جھوٹھا پلاؤ کھلایا کرتے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب بنئے وید پرست اور دیندار تھے تو وہ بھی گوشت کھایا کرتے تھے۔ لیکن جب سے جین دھرم کے پابند ہوگئے گوشت جیسی ناپاک چیز چھوڑ بیٹھے۔ (کرن پروہ ادھیایہ ۴۱ صفحہ ۳۶) بھیشمہ بزرگ فرماتے ہیں کہ جو کوئی جائز گوشت کھائے اسکو گوشت خوار کہنا ہی غلط ہے، جائز گوشت کا کھانا نہ کھانے کے برابر ہی کیونکہ وید کے حکم سے کھاتا ہی اس لئے قابل گفتگو نہیں۔ جائز کام کرتا ہے قابل مواخذہ نہیں۔ (شلوک ۱۲ - انوپروہ ادھیایہ ۹۳ صفحہ ۱۰۱ مہابھارت) یودھشٹھر کے سوال پر بھیشمہ بزرگ نے فرمایا کہ امرت برہمن اور گائے یہ تینوں ایک ہی ہیں، اس لئے گائے اور برہمن کی پوجا کرنی چاہئے لیکن یجروید کے حکم کے مطابق ذبح کی ہوئی گائے کا گوشت کھانے میں کوئی ہرج نہیں۔ مگر

ناجائز گوشت کھانا ایسا ہی ہی جیسا کہ اپنے بچہ کا گوشت کھانا (مہا بھارت، انوپروہ ادھیایہ ۱۱۶)
بھیشمہ بزرگ بڑے عالم اور اعلیٰ درجہ کے دیندار اور پرہیزگار تھے۔ انکو سخت اندیشہ تھا کہ یوگ کا
زور قربانی کو بند کر دیگا۔ گائے کی پوجا باقی رہجائیگی۔ اسلئے جہاں موقعہ ملتا ہی گائے کی تعظیم کا
اقرار کرکے قربانی اور اسکے گوشت کے کھانے کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ انکا
اندیشہ صحیح ہوا اور نصیحتیں کارآمد نہ ہوئیں۔ گائے کی پوجا باقی ہی اور کیسی کچھ باقی ہی کہ اسکی
بدولت آئے دن صدہا آدمی مارے جاتے ہیں اور اصل وید کی روح یعنی قربانی کا گوشت کھانا
کھلانا بالکل بند ہوگیا۔ گو یوگ کے خدا شری کرشن گیتا میں برہمن اور چنڈال کو، کتیا، گائے
اور ہاتھی کو، یکساں تصور فرماتے ہیں معلوم نہیں کہ یوگیشور شری کرشن کی تعلیم درست ہے
یا گوشت کے مخالفوں کا عملدرآمد۔ ہمنے بعض مدعیوں سے پوچھا کسی نے جواب نہ دیا۔ اب ہم
مہاتما آریوں سے پوچھتے ہیں! ۔ ایسے ہی منو فرماتے ہیں کہ گوشت کھانا، شراب پینا
اور مباشرت کرنا مخلوقات کا قدرتی حق ہی، لیکن اُن سے بچنا بہتر ہے (منو ادھیایہ ۵ شلوک ۵۶)

نوٹ - نومبر ۱۹۲۷ء میں ایک پنڈت جی سے میرٹھ شہر میں ملاقات ہوئی، وہ بھی معنی بگاڑنیوالے
آریوں میں سے ہیں۔ میری کتاب میں اتفاقاً انھوں نے منو کا یہ شلوک دیکھا اور کہا کہ دیکھئے
منو میں بھی لکھا ہی کہ گوشت سے بچنا بہتر ہے۔ میںنے کہا صرف گوشت کھانے سے بچنے کو آپنے
اختیار کیا، بیاہ کرنے سے بھی بچنا چاہئے تھا، شراب پینے سے بھی بچنا چاہئے تھا۔ آپ کے
والد صاحب نے بھی بیاہ کیا آپ پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی بیاہ کیا اور اولاد ہوئی، اِس سے
کیوں نہ بچے۔ گوشت نے ایسا کیا قصور کیا کہ اِس پر غضب کی نگاہیں پڑتی ہیں۔ منو نے تو
اجازت یکساں دی ہی گوشت کھانے کی، بیاہ کرنے کی، اور شراب پینے کی۔ اگر کوئی بیاہ
کرے اور گوشت بھی کھائے آپ اُس کو کیوں منع کرتے ہیں، اور لوگوں نے بھی پنڈت جی کو
قائل کیا۔ آخر ان کو دبی زبان سے ماننا پڑا کہ گوشت کھانے کی اجازت ہے۔

چارپائے آدمی کی خوراک ہیں۔ دُنیا میں نہ چلنے والے، چلنے والوں کی۔ بے پیر والے، پیر والوں
کی۔ بے ہاتھ والے، ہاتھ والوں کی اور چار پیر والے دو پیر والوں کی خوراک ہیں۔ (بھاگوت
پران ۱- ادھیایہ صفحہ ۱۷) یودھشٹھر نے پوچھا کہ لوگ کیوں عُمدہ نمکین اور میٹھے کھانوں
کو چھوڑ کر گوشت کی طرف دوڑتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گوشت سے بڑھ کر اور کوئی غذا مزہ دار

نہیں۔ (شلوک ۳) فرمائیے تو گوشت کے کیا کیا فائدے اور کیا کیا نقصان ہیں؟ بھیشمہ بزرگ نے جواب دیا کہ بیشک گوشت سے بڑھکر اور کوئی چیز مزہ دار نہیں۔ بیماروں، زخمیوں اور کمزوروں اور تھکے ماندے شخصوں کے لئے گوشت سے بڑھ کر اور کوئی مقوی غذا نہیں۔ یہ فوراً قوت بخشتا ہی زندگی کو بڑھاتا ہی۔ اسکے نہ کھانے میں بھی خوبیاں ہیں مگر دھرم شاستر کی رو سے گوشت کھانا درست ہی اور یہ شرتی (وید کا حکم) بھی ہم سنتے چلے آئے ہیں کہ قربانی کے لئے سب جانور پیدا کئے گئے ہیں،

۱۲۰ کشتریوں کے لئے جو خاص حکم ہے وہ بھی سنو۔ جو گوشت بہادری سے شکار میں ہاتھ لگے وہ تو کشتری کا مادرزاد حق اور شیر مادر کی طرح حلال ہی۔ جنگلی جانور قدرتی طور پر پانی چھڑکے چھڑ کاٹے حلال ہیں، انھیں شکار کرو اور کھاؤ۔ اگستی رشی قدیم زمانہ میں شکار کے بڑے شایق اور مداح تھے، اور خود شکار کھیلتے تھے۔ (شلوک ۱۶ مہابھارت انوپروہ۔ ادھیایہ ۱۱۶ صفحہ ۲۷-۱۲۶)

۱۲۱ اسی بناپر تمام نیک راجہ لوگ شکار کھیلتے رہے ہیں، اس میں کوئی گناہ متصور نہیں ہے۔ (مہابھارت انوادھیایہ ۱۱۷ صفحہ ۱۲۷)

شری کرشن شکار کھیلتے ہیں

۱۲۲ شری کرشن سندھی گھوڑے پر سوار ہو کر پاکیزہ جانوروں کو شکار میں مارتے تھے۔ (شلوک ۱۵ بھاگوت پران ۱۰ نصف دویم ادھیایہ ۶۹ صفحہ ۲۸) شری کرشن ارجن کے ساتھ شکار میں ہرن اور سور مارتے اور دل بہلاتے تھے۔ (برہما پران ادھیایہ ۱۱۱)

گنگا کی پوجا میں گوشت کا نذرانہ

جب رام مہاراج اور رانی سیتا جلاوطن ہو کر جارہے تھے راستہ میں گنگا کو عبور کرتے وقت رانی سیتا

۱۲۴ نے گنگا کی پوجا کی اور منت مانی کہ اے دیوی تیری برکت سے جب ہم صحیح سلامت لوٹیں گے تو میں شراب کے ایک ہزار گھڑے اور گوشت پڑے چاول (پلاؤ) تیری نذر کردوں گی (شلوک ۸۹ راماین ایودھیا کانڈم سرگ ۵۲ صفحہ ۲۳۳) اور پھر کالندی ندی کے کنارہ پر پہنچکر رانی سیتا نے پھر منت مانی

۱۲۵ کہ اے دیوی میری منت پوری کر، سب کو سلامتی سے پار اُتار۔ جب رام بخیریت بن سے لوٹینگے تو میں ہزار گائیں تیری نذر قربان کرونگی، اور سو گھڑے شراب تجھے پلاؤں گی (راماین ایودھیا کانڈم ۵۵

رام مہاراج نے رگوید، یجور وید اور سام وید کے عاقل عالموں کو کھلا کر اور دیوتاؤں کو نذرانہ دے کر بچا کچا سیخ پر اور برتن میں پکایا ہوا گوشت آپ نوش کیا (شلوک ۹ بھٹی صفحہ ۴۳)
ایسا نرم گوشت جو ہونٹوں سے چب جائے رام مہاراج کے مہمان کھاتے ہیں، اور راکشس (رام کے دشمن) لوگ ادھر اُدھر بھٹکتے اور بڑے دھکے کھاتے ہیں (بھٹی کاویم صنہ ۹ ورگ ۵)
پانڈوا ہا عمدہ جنگلی پھل اور پاکیزہ شکاری جانوروں کا گوشت برہمنوں کو کھلاتے تھے، باقی رہا سہا آپ کھاتے تھے۔ (ون پروہ ادھیایہ ۵۰ صہ ۴۵)

برہمن سب جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں

جب پانڈووں کی سبھا کا مکان تیار ہو گیا تو راجہ یدھشٹر نے لکھو کھا برہمنوں کو کھانا کھلایا، کھانے میں گھی، شہد، دودھ، ترکاریاں، سور کا گوشت، ہرن کا گوشت اور اور سب طرح کے گوشت موجود تھے۔ (مہابھارت۔ سبھا پروہ ادھیایہ ۴ صہ ۳) یودھشٹر نے پوچھا کہ ستاروں کے لحاظ سے کونسا کھانا کس روز دینا چاہیئے۔ بھیشمہ بزرگ نے نارد رشی کا قول مفصل بیان کرتے ہوئے کہا کہ روہینی نکشتر کے دن برہمنوں کو ہرن کے عمدہ گوشت کا کھانا کھلانا چاہیئے (مہابھارت انوپروہ ادھیایہ ۶۴ صفحہ ۷۹)

وِدّیا دھر دیوتا بھی گوشت کھاتے ہیں

جب ہنومان سیتارانی کی تلاش کو نکلے تو اُن کے ہوا میں اڑنے کی حرکت سے پہاڑ کے پتھر آپس میں ٹکرانے لگے، اور ودیا دھر دیوتا جو اُس ہوا میں تھے پہاڑیوں کے ٹکرانے کے ڈر کے مارے اپنی عیش و عشرت کا سامان شراب اور گوشت اور طرح طرح کے کھانے اور بیلوں کی کھالوں کی ڈھالیں اور فرش وغیرہ سامان چھوڑ بھاگے۔ (شلوک ۲۲-۲۴ راماین کشکانڈم سرگ ۱ صفحہ ۵۷۸)

راون کے محل میں گوشت کے کھانوں کا انبار

راون کے محل میں ہنومان نے جنگلی جانوروں، بھینسوں، سوروں کے گوشت کے ڈھیر اور سنہری برتنوں میں نیم خوردہ بھنے ہوئے اور تلے ہوئے موروں، مرغوں، بکریوں اور پرندوں کے گوشت مصالحہ دار دہی کے ساتھ اور مچھلیاں اور ہرنوں کے گوشت اور کباب رکھے دیکھے (شلوک ۱۱-۱۶) غرض ہر جگہ اور ہر طرف طرح طرح کے گوشت کے مزہ دار کھانے رکھے ہوئے تھے۔

شیومہادیو کی پوجا میں گوشت کا نذرانہ

۱۳۳ جب یودھشٹھر دولت کا دفینہ لینے جانے لگے تو مہیشور شنبھو کی پوجا کے لئے مٹھائیاں، گوشت کباب، سموسے وغیرہ لے گئے۔ (شلوک ۱۹-۲۰۔ اشومیدھ پروہ ادھیایہ ۶۳ صفحہ ۲۴ مہابھارت)

دیوتاؤں کی پوجا میں گوشت کا نذرانہ

۱۳۴ بھوت، پریت، آباء واجداد اور دیوتاؤں کی پوجا کے لئے گوشتوں، چاولوں وغیرہ کھانوں کی دیگیں کی دیگیں تیار کر کے پروہت لایا۔ (شلوک ۷-۸۔ اشومیدھ پروہ ادھیایہ ۶۵ صفحہ ۴۷ مہابھارت)

۱۳۵ رانی سیتا گوشت کا عمدہ حصہ دیوتاؤں اور بھوتوں کی نذر دیکر رام مہاراج اور لکشمن کو کھلایا کرتی تھیں، اور بعد ازاں آپ کھاتی تھیں (شلوک ۳۶ رامائن ایودھیا کانڈم سرگ ۹۵ صفحہ ۳۰۴)

گوشت کا صدقہ میں لینا

۱۳۶ برہمن گوشت کا صدقہ لے تو سورج نکلتے وقت سورج کی طرف ملتفت رہے اس سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ (شلوک ۵۔ انوپروہ ادھیایہ ۱۳۶)

۱۳۷ چیون رشی مجذوب راجہ کشیکہ کے مہمان ہوئے اور کھانے کی فرمایش کی، راجہ نے قسما قسم کے گوشت اور ترکاریاں چٹنیاں و شربت خوشگوار وغیرہ حاضر کئے (شلوک ۱۷۔ انوپروہ ادھیایہ ۵۳ صفحہ ۲۷)

روزمرہ گوشت کھانا بھی گناہ نہیں

۱۳۸ حلال جانوروں کا گوشت روزمرہ کھانے سے بھی آدمی گنہگار نہیں ہوتا، خود خالق نے خوراک اور کھانے والے ساتھ ساتھ پیدا کئے (منو ادھیایہ ۵ شلوک ۳۰)

شری کرشن نہانے کے جشن میں گوشت کھلاتے ہیں

۱۳۹ ایک دفعہ شری کرشن نے سمندر میں نہانے کا جشن کیا۔ عیش و عشرت کے سب سامان اور ہر قسم کے کھانے اور شرابیں مہیا تھیں۔ منجملہ ان کے پکے ہوئے قسما قسم کے گوشت انار دانہ و چکوترہ کی کھٹائی لگے ہوئے، اور خوب پکے اور بھنے ہوئے طرح طرح کے جانور، سیخ پر سینکے اور کباب ہوئے بھینسوں کے کٹرے اور بھینسیں گھی میں تلی ہوئی، اور ہوشیار باورچیوں کے پکائے ہوئے صحرائی جانور موٹے اور نرم گوشت والے۔ رانیں اور دست اور بوٹیاں عمدہ گوشت کی سنکی ہوئی اور گھی میں تر مہیا تھیں۔ (ہری ونش پران وشنو پروہ ادھیایہ ۸۹)

۱۴۰ برہما فرماتے ہیں کہ خرگوش کچھوا، گوہ، سیہ، مچھلی حلال ہیں گاؤں کے پلے ہوئے سور اور مرغ ممنوع ہیں (شلوک ۱۱۱

۱۴۱ ادھیایہ ۱۱۳ برہماپران - شرادھ کے موقعہ پر اور بیماری میں اور براہمن کی خاطر حلال کئے ہوئے جانوروں کا گوشت کھانے میں کوئی گناہ نہیں (شلوک ۱۱۲ - ادھیایہ ۱۱۳ - برہماپران)
بلرام مہاراج (ساپنوں کے بادشاہ "شیش" کے اوتار) شری کرشن کے بھائی نے اپنی اور اپنے بھائیوں کی حفاظت کے لئے ایک متبرک مناجات کا ورد کیا، اس میں دیوتاؤں کی منجملہ اور تعریفوں کے اُنکو گوشت خواری، شراب خواری، گودہ، چربی وغیرہ کے عاشق کہکر بھی سراہا ہے (ہری ونش پران وشنو پروہ - ادھیایہ ۱۰۹ شلوک ۵۴) پاروتی دیوی زوجہ شیو شنکر مہادیو پُنیہ ورت روزہ

۱۴۲ کی تلقین کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ اس روزہ رکھنے کے زمانہ میں جانور حلال نہ کرنا چاہئیے - (شلوک ۴۰) اور پھر خرگوش اور ہرن کا گوشت چھوڑ دینا چاہئیے (شلوک ۵۸) ہری ونش پران وشنو پروہ - ادھیایہ ۷۹ - اس ممانعت سے عام عادت ثابت ہے -

۱۴۳ اجگر منی مشہور پرہیزگار اپنی خوراک کا حال یوں بیان کرتے ہیں کہ میں گوشت اور چاول بھی کھا لیتا ہوں اور معمولی کھانا بھی - (شانتی موکشہ پروہ ادھیایہ ۱۷۹ صفحہ ۴۳)

۱۴۴ جب شلیہ راجہ فوج لیکر دُریودھن کی مدد کو گیا تو وہاں اسکی خاطر و مدارات میں ہر قسم کا سامان آسایش و طرح طرح کے گوشت اور کھانے تیار تھے (شلوک ۹ - ادیوگ پروہ ادھیایہ ۸ صہ)

۱۴۵ مدر دیش کے باشندوں کی مذمت میں کہتا ہے کہ یہ لوگ ستّو تلی مچھلی کھاکر شراب پیتے اور گائے کے کباب اور سموسے اور بھُنا گوشت کھاتے ہیں (کرن پروہ ادھیایہ ۴۰ صہ۳۶ شلوک ۲۷)

۱۴۶ باہیک دیش کے باشندوں کی مذمت میں کہتا ہے کہ یہ لوگ شراب پیکر مصالحہ وار گائے کا گوشت کھاتے ہیں اور پھر ان کی شراب خواری اور گائے کے گوشت کھانے کے شوق کو یوں بیان کرتا ہے "ایسا موقعہ پھر کب مجھے نصیب ہوگا کہ گائے کا گوشت پیٹ بھر کھاؤں اور شراب پی کر مزہ اُڑاؤں" (شلوک ۱۱ - ۲۷ مہابھارت کرن پروہ - ادھیایہ ۴۴ صہ)

باسی گوشت کھانے میں کوئی ہرج نہیں

پکوان رس کی کھیر وغیرہ مختلف طرح کے ایسے ہی طرح طرح کے گوشت کے کھانے دیر تک رکھے ہوئے بھی بگڑتے نہیں، کھا لینے چاہئیں (شلوک ۵۷ - برہماپران - ادھیایہ ۱۱۲)

کالی دیوی کے حضور میں گوشت کا نذرانہ

۱۴۷ ایک برہمنی کا شوہر سخت بیمار تھا، اس نے منت مانی کہ میرا خاوند تندرست ہو جائیگا تو میں خون کا

(پاروتی یا کالی) دیوی کے حضور میں خون اور گوشت کا مزہ دار کھانا مع ایک بھینس کے پیش کرونگی (شلوک ۱۶ سکند پران وی کھنڈ ۲- ویشاک ۶-۷- ادھیایہ ۱۸ صفحہ ۲۵۴)

جب رام چودہ برس جنگل میں بسر کرکے ایودھیا میں آبسے اُسوقت کی کیفیت کو والمیکی مہاراج یوں بیان کرتے ہیں کہ جلاوطنی سے واپس آکر رام مہاراجہ سیتا کو لئے اپنی آراستہ و پیراستہ اشوک ونیکا میں جلوہ افروز ہوئے ' اور اسکو پاکیزہ "مدھومیرے یہ" شراب پلائی جیسے اندر دیوتا نے اپنی دیوی شیچی کو۔ قسما قسم کے مزہ دار نرم گوشت اور طرح طرح کے پھل رام مہاراج کے ناشتہ کے لئے خدمتگار لائے ' اور ناچ گانا شروع ہوا۔ (شلوک ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰ رامائن اتر کانڈم سرگ ۴۲)

دیکھئے آریوں کے محاورہ میں وہی گائے کے گوشت کھلانے کا استعارہ

ایکدفعہ اچھی پیداوار نہیں ہوئی - اور کال پڑنے سے لوگوں کو دکھ ہوا۔ اسوقت پرتھوراجہ (جن کی بدولت زمین پرتھوی کہلاتی ہی) مغموم ہوئے اور زمین کو بانجھ گائے قرار دیکر یوں معتوب کیا۔ کہ اے زمین صورت گائے ' میں تجھے کاٹ ہی ڈالونگا ' تو میرا کہنا نہیں مانتی ' یدنیہ کے موقعہ پر تو تو ندز کا پورا حصہ لینے آکھڑی ہوتی ہی (زمین بھی دیوتاؤں میں شمار کیجاتی ہی اور اسکو بھی اور دیوتاؤں جیسا حصہ دیا جاتا ہی) لیکن تو اُسکے بدلہ میں ہمیں غلہ نہیں دیتی ' تجھے ہم روزانہ دانہ دیتے ہیں - مگر تو باکھڑے بھرا دودھ ہمیں نہیں دیتی - تو ہی بتا تجھ جیسی بانجھ گائے کا کاٹ ڈالنے کے سوائے اور کیا علاج ہے ' دیکھ میں تجھے کاٹے ڈالتا ہوں اور اپنے تیروں کی تیز دھار سے کاٹی ہوئیں تیری چربی دار بوٹیوں سے اپنی رعایا کا پیٹ بھرتا ہوں (بھاگوت پران ۴- ادھیایہ ۷ صفحہ ۲۵)

نوٹ - ذرا غور کیجئے اور بتائیے کہ اگر گائے کے گوشت کے کھانے کھلانے کا عام رواج نہوتا اور گائے کاٹنے اور اسکے گوشت کے کھانے کو لوگ بُرا سمجھتے تو کیا پرتھوراجہ بے تکلفانہ اعلان کرتے کہ میں گائے کا گوشت اپنی رعایا کو کھلاؤں گا۔ پرتھوراجہ کا یہ قصہ برہما پران ادھیایہ ۲ میں اور ہری ونش پران ادھیایہ ۵ میں بھی مفصل مذکور ہے۔

بھیشمہ بزرگ کو زمانہ کا حال دیکھ کر اور یدھشٹھر کی کمزوری مدنظر رکھکر اور شری کرشن کی تلقین پر غور کرکے ضرور یہ اندیشہ تھا کہ لوگ وید کو چھوڑ دینگے اِسلئے موقعہ پاکر اُس بزرگ نے یدھشٹھر کو توجہ دلائی اور کہا کہ جب وید نہ رہیں اور قربانیاں نہوں اور نیک بندے نہوں تو باقیماندہ بیدین لوگوں کی زندگی سے کیا فائدہ (شلوک ۳۱- انوبہروہ ادھیایہ ۵۹ صفحہ ۷۵)

گائے کے سینگ چبانے اور نگلنے کی تشبیہ

کشتری بزرگ بیہودہ اور غیر مفید جھگڑے کو گائے کے سینگ کو چبانے اور نگلنے سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ آدمی فضول بیر نہ باندھے۔ گائے کے سینگ کو چبانے اور کھانے سے کیا فائدہ، دانتوں کو تکلیف اور صحت کو نقصان۔ (شانتی پروہ ادھیایہ ۱۴۰ صفحہ ۱۱) کھانے ہو تو گوشت کھاؤ، دودھ پیو۔ سینگ کیوں چباؤ۔ لڑتے ہو تو اچھی طرح لڑو جس سے ملک ہاتھ آئے اور دولت ملے۔ ۱۵۱

جانور، جانور کی خوراک ہیں۔ کسی کو دخل دینے کا حق نہیں

ایک دفعہ اندر اور اگنی یہ دو دیوتا باز اور کبوتر بن کے دُنیا میں اُترے، اترتے ہی باز نے کبوتر پر جھپٹا مارا۔ کبوتر گھبرا کے راجہ شیبی کی گود میں جا گھسا، باز نے اسے پکڑنا چاہا، راجہ نے اُسے روکا باز نے کہا کہ جہاں پناہ قدرت نے کبوتر میرے لئے پیدا کیا ہے، میری خوراک ہے، کسی کو روکنے کا حق نہیں۔ راجہ نے جواب دیا کہ اے باز۔ میں حکم دیتا ہوں کہ اس کبوتر کی عوض میں گائے یا بیل کا پلاؤ پکا کر اور کچا گوشت بھی جہاں تیری خوشی ہو میرے بیٹے پوتے تیری خاطر لے جائیں۔ (ون پروہ۔ ادھیایہ ۱۹۷۔ صفہ ۱۶۶) ۱۵۲

نوٹ۔ شیبی راجہ باز کے لئے گوشت کی خوراک بھیجنا چاہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اور جانوروں کو چھوڑ شیبی راجہ کا خیال کیوں گائے بیل کی طرف دوڑا، کیا گائے بیل سے اسکو عداوت تھی۔ بتاؤ اے گائے خوری کے مخالف بتاؤ۔ اور انصاف سے بتاؤ۔ تم اپنے مُنہ سے سچ بات نکالنا نہیں چاہتے۔ تم نہیں بتاتے تو ہم بتائے دیتے ہیں کہ مہمان کی عزت بڑھانے کو گائے کاٹتے تھے اور اسی کا گوشت مہمان کو کھلایا کرتے تھے، اور اسی لئے ویدک زمانہ میں گوگھنہ مہمان کا خطاب تھا۔ یعنی ایسا معزز شخص جسکے لئے گائے کاٹی جائے۔ اس دستور کے موافق شیبی راجہ نے حکم دیا۔ ورنہ پرندوں کا گوشت باز کے لئے موزوں تھا۔ یہی شیبی راجہ ہے جسکو اب بھی ہندوستانی لوگ بطور مثال کے پیش کرتے ہیں، اور اسکو بڑا دیندار، اور عدل گستر بتاتے ہیں، اور سچ یہ ہی کہ شیبی راجہ ہی دھرم کی عزت کرتا تھا، اور دھرم کے احکام پر چلتا تھا۔ اب مخالفین اس کا مُنہ چڑاتے ہیں اور خود مُنہ کی کھاتے ہیں مہابھارت میں بھیشمہ بزرگ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ بڑا کال پڑا یہاں تک کہ وسشٹھ مہاراج اور انکی اہلیہ اُرندھتی اور وشوامتر جیسے بزرگوار مردہ کا گوشت کھانے کو تیار تھے۔ ایسے وقت

۱۵ ورشاوبھا راجہ بھی وہاں جانکلا اور ان سے کہنے لگا کہ مُردار نہ کھائیے۔ آپ میں سے ہر ایک کو میں بیل اور دُودھ کی گائیں اور موٹی کی ہوئی قربانی کے لئے گائیں وغیرہ دیتا ہوں، مُردار نہ کھائیے۔
(شلوک ۳۱-۳۲- انوپروہ - ادھیایہ ۹۳ - صفحہ ۱۰۲)

نوٹ - ششٹھوہی کے معنی متعلق بہ قربانی - کیا یہ راجہ برہمنوں کی دل آزاری کرنا چاہتا تھا۔ کہ انھیں موٹی قربانی کے لائق گائیں دینا چاہتا تھا۔ نہیں وہ تو ان کی مہمان نوازی اور پرورش اور عزت افزائی کا خواستگار تھا، اور نجات کا راستہ دکھاتا تھا تاکہ بزرگ لوگ مُردار سے بچیں اور گائے قربانی کر کے کھائیں۔

۱۵۴ راجہ ستیہ ورتہ نے قربانی کی نیت کئے بغیر اپنے گرو کی دودھ والی گائے ذبح کر ڈالی، اور اس کا گوشت آپ کھایا اور وشوامتر منی کے بیٹوں کو کھلایا۔ (ہری ونش پران - ادھیایہ ۱۳ صا ۲۴)

گوشت کا بہشتی کھانا

۱۵۵ جب بھرت مہاراج رام کو منانے کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں بھردواج مہاراج نے اُن کی اور تمام لاؤ لشکر کی دعوت کی۔ موکلوں نے سب بہشتی سامان عیش و عشرت کا جو دُنیا میں راجاؤں کو بھی نصیب نہیں وہاں لا حاضر کیا۔ ہر طرف یہی صدا بلند تھی کہ اے پیاسو بہشتی شراب پیو جتنی پی سکو۔ اے بھوکو لو یہ طرح طرح کے حلال پاکیزہ گوشت کھاؤ جتنے کھا سکو (شلوک ۵۲ رامائن ایودھیا کانڈم سرگ ۹۱) نوٹ - غور سے پڑھئے - یہ کسی معمولی آدمی کا قصہ نہیں ہے، یہ اُن بزرگوار بھردواج کا ہے جن کی کُٹی الہ آباد میں آج تک لاکھوں آدمیوں کی زیارتگاہ ہے، اور کئی ہزار برس سے پُجتی چلی آتی ہے۔ بھردواج بزرگ ویدک زمانہ کے اولیاؤں میں سے ہیں۔ وید کے ماہر اور اپنے زمانہ میں اُستاد اور آریا قوم کے برگزیدہ بزرگ تھے۔ بھردواج جیسے بڑے درجہ کے بزرگ تو اپنے مہمانوں کو طرح طرح کے گوشت بہشت سے منگا کر کھلاتے ہیں، اور جہل اور پست ہمتی کے زمانہ کے وید پرست گوشت کو ناپاک بتاتے ہیں۔ بتاؤ تو ویدک دھرم کو بھردواج اچھی طرح سمجھتے تھے یا یہ نافرمانبردار لوگ جو قربانی کو ہنسا اور گوشت کو مکروہ کہتے ہیں۔ بھردواج شاگردوں کو وید کی تلقین کرتے تھے یہ نافرمانبردار تو سنسکرت کی معمولی عبارت کو نہیں سمجھ سکتے، اِس پر بھی قربانی کی مذمت پر تُلے ہوئے ہیں بھردواج میں بہشتی کھانا زمین پر منگا لینے کی روحانی قدرت اور قوت اس وجہ سے تھی کہ وہ یدنیہ کرتے تھے اور امرت (یدنیہ کے نذرانہ کا بچا کچا کھانا) کھاتے تھے۔ امرت سے روشن ضمیری پیدا ہوتی ہے۔

یہ نافرمانبردار خود رائی کے گرویدہ ہیں۔ بھردواج آزاد تھے، اور آزادی کے زمانہ کے پیشوا تھے۔ آزاد اور آریا مترادف الفاظ ہیں۔ جو آزاد نہیں وہ کیسے آریا کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ان نافرمانبرداروں کا دماغ بھی تعصب سے پر اور ان کی آنکھیں صفائی قلب کی روشنی سے بے بہرہ بلکہ اندھی ہیں، وید کی نافرمانبرداری اور غلط تفسیر کرنا ہی ان کا مایہ فخر ہے، اسی میں اپنی جمعیت تصور کرتے ہیں۔ مگر ہم نے تو ایک کو بھی گفتگو میں سرخرو ہوتے نہ دیکھا۔

پاروتی (مہادیوی) "آدتیہ ورت" میں گوشت والا کھانا برہمن کو کھلانے کی ہدایت فرماتی ہیں اور مثال دیگر بتلاتی ہیں کہ دیکھو اندرانی دیوتا نے یہ ورت کیا اور سرخ کپڑا دیا اور گوشت دار کھانا برہمن کو کھلایا۔ (ہری ونش پران۔ وشنو پروہ۔ ادھیایہ ۸۱)

گوشت خواری کی جو مثالیں اوپر درج کی گئی ہیں اُن سے ہزارہا برس کا قومی رواج معلوم ہوتا ہے۔ کوئی سمجھدار آدمی اُن کو پڑھکر نہیں کہہ سکتا کہ گوشت خواری مسلمانوں کے آنے سے ہندوستان میں پھیلی۔ گوشت خوار کشتری قوم ویدوں کو لیکر ہندوستان میں آبسی، اور ویدک دھرم پھیلایا۔ بعض بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وید سے پہلے ستیہ یگ تھا یعنی سچ کا زمانہ تھا، ہندی دُنیا بھر میں دیندار لوگ بستے تھے۔ تب جانوروں کے مارنے کو ہنسا کہتے تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُن دنوں صرف پانچ جانور پانچ ناخن والے کھانے کی اجازت تھی۔ چنانچہ بھٹی کاویم سرگ ۶ صفحہ ۱۵۴ میں اسکا تذکرہ اس طرح ہے کہ پانچ ناخن والے پانچ جانوروں کے کھانے کی کرتہ یگ کے علمائے برہمنوں نے ہدایت کی ہے۔ جب رام مہاراجہ نے بندروں کے راجہ والی نام کو تیر سے زخمی کیا تو اس نے شکایت کی کہ میں تو بندر ہوں، اُن پانچ جانوروں میں سے نہیں ہوں جن کے کھانے کی کرت یگ میں بھی اجازت تھی، مجھے آپ نے ناحق مارا۔ منو ادھیایہ ۵ صفحہ ۱۸۱ میں اُن پانچ کی تفصیل یہ ہے:۔ خارپشت، گوہ، گرگدن، کچھوا، اور خرگوش اِن پانچ ناخون والے پانچ جانوروں کی کھانے کے لئے اجازت ہے۔ اونٹ کے بھی پانچ ناخن ہیں مگر دانتوں کی ایک باڑھ ہونے سے نکالدیا گیا۔ المختصر گوشت خواری قدیم آریوں میں ایسی عام تھی کہ گوشت کا نام لیکر بددعا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بھرگو رشی (جن کی اولاد اب تک بھارگو کہلانے پر فخر کرتی ہے) بددعا کے طور پر کہتے ہیں:۔ جس نے تیرا پھول چرایا ہو خدا کرے وہ میٹھ کا گوشت کھائے۔ (انو پروہ ادھیایہ ۹۴ صفحہ ۱۰۵) ایسے ہی دشرتھ راجہ کہتے ہیں کہ کیا میں نے کبھی میٹھ کا گوشت کھایا ہے کہ مجھے گنہگار سمجھ کر ایسا

برتاؤ کرتے ہو۔ (سکند پران۔ ناگر کھنڈ ۶۔ ادھیایہ ۹۷ صفحہ ۱۰۵) ایسے ہی خشک گوشت اور بسے ہوئے گوشت کھانے کی ممانعت ہے۔ ان خاص ممانعتوں سے عام طور کا رواج اچھی طرح ثابت ہے۔ (انوپردہ ادھیایہ ۱۰۴ صفحہ ۱۱۱) یودھشٹھر نے پوچھا کہ یوگی کو یوگ میں ترقی کرنے کے لئے کیا خوراک کھانی چاہیئے۔ بھیشمہ بزرگ نے جواب دیا کہ جو کوئی یوگ پر عمل کرنا چاہے اس کو ترک حیوانات کرنا لازمی ہے۔ (شانتی ہوپردہ ادھیایہ ۳۰۰ صفحہ ۱۹۳)

نوٹ - اس جواب سے ویدک دھرم اور یوگ دھرم کا تفاوت اچھی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ گوشت کھانا ویدک دھرم سے تعلق رکھتا ہے جس کی تعلیم دھرم۔ ارتھ اور کام ہے، کھانا پینا اور دینی اور دنیوی کاروبار سب اس حکم میں شامل ہیں۔ معمولی یوگی تو ان تینوں سے تعلق نہیں کھتا اسے کچھ کرنا نہیں، نہ اسے دھرم سے تعلق ہے نہ مال و دولت سے نہ عیش و آرام اور بہشت سے ہر چیز سے وہ متنفر ہے۔ بھیشمہ کا یہ جواب پرانے یوگ سے متعلق ہے، جو سنیاس کا ہم معنی ہے یعنی سب کاروبار کو ترک کر کے بے تعلق ہو جاتا ہے۔

شری کرشن یوگیشور (یوگ کے خدا) کا پیرو یوگی تو سب کچھ کرتا ہے، سب کچھ کھاتا پیتا ہے لیکن اُسے نہ کام سے تعلق ہے اور نہ کھانے پینے سے، جو خدا اس سے کراتا ہے وہی کرتا ہے، خدا جو اسے کھلاتا ہے وہی کھاتا ہے۔ اس لئے ثواب اور عذاب اس کے پاس بھی نہیں بھٹکتے۔ وہ (خدا رسیدہ یوگی) تو آگ جیسا پاک و صاف ہے، جو سامنے آئے کھا لیتا ہے، اور پاک کا پاک رہتا ہے۔ حلال کھانے سے نہ اُسے ثواب ہوتا ہے، نہ حرام کھانے سے عذاب۔ وہ تو آگ کی طرح پاک کرن ہے۔ آگ پاک و ناپاک کو کھا جاتی ہے اور پھر پاک کی پاک ہی رہتی ہے۔ (بھاگوت پران نمبر ۱۱۔ شلوک ۴۵۔ ادھیایہ ۷۔) خود یوگیشور نے جانوروں کی قربانیاں کرائیں اور سب نذرانہ کا کھانا گوشت وغیرہ نوش فرمایا جس کا تذکرہ ہم پڑھ چکے ہیں ؎

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش
کہ انچہ ساقی ماریخت عین الطاف است

ایسی صورت میں یوگی کو ہنسا اور اہنسا میں فرق نہ کرنا چاہیئے، گوشت اور گاجر مولی کو یکساں سمجھنا چاہیئے۔ گائے، بکری، کتیا، ہتھنی اور ترکاریوں اور پھلوں میں جائز اور ناجائز کا فرق نہ ماننا چاہیئے۔ یوگی ہنسا کرنے والے کو گنہگار نہیں کہتا، اور نہ ذبح کئے ہوئے جانوروں کو مُردوں میں گنتا ہے۔ وہ یوگیشور کا کہا کہتا ہے کہ جو کوئی یہ خیال کرے کہ اس شخص نے فلاں کو مارا، اور جو کوئی یوں کہے کہ

فلاں شخص مارا گیا۔ یہ دونوں جاہل ہیں، غلط کہتے ہیں نہ کوئی کسی کو مارتا ہے اور نہ کوئی مرتا ہے شلوک ۱۹
اصل بات یہ ہے۔ یوگیشور شری کرشن فرماتے ہیں کہ مخلوقات خود بخود دوڑی ہوئی ویراٹ (پرمیشور)
کے ڈراونے منہ اور جباڑوں میں گھسی اور پسی چلی جاتی ہو (بھیشمہ پروہ گیتا ادھیایہ ۲ صفحہ ۲۳)
یعنی پرمیشور ہی مخلوقات کو چبا تا نگلتا رہتا ہے۔ (شلوک ۲۷ پروہ گیتا)
ایسی صورت میں بڑے تعجب کی بات ہے کہ بھگود گیتا کے ماننے والے جانور کی قربانی کو گناہ سمجھتے ہیں۔ قربانی قدرتی بات ہے۔ مخلوقات مخلوقات کو کیا کھاتی ہے پرمیشور خود کھائے چلا جاتا ہے۔
یہی اصل یوگ، دھرم ہے، اگر لوگ اسپر چلیں ہندی دنیا بدل جائے، جانوروں کے لئے آدمیوں کا لڑنا مرنا سنائی بھی نہ دے۔

برہمن گوشت کا شائق

قدیم زمانہ میں برہما نے ہاٹکیشور تیرتھ پر بڑی دھوم دھام سے قربانی کا اہتمام کیا۔ اور اور قربانی کے کام کرنے والوں برہمنوں نے اپنا اپنا کام کرنا شروع کیا۔ سب نے سومہ کا عرق پیا۔ اور جانوروں کو ذبح کیا۔ اسکے بعد ایک پجاری ذبیحہ کی مقعد کا گوشت ہوم کرنے کے لئے لے کر کھڑا ہوا۔ اسی عرصہ میں کوئی ایک نوجوان برہمن گوشت کا شائق وہاں گیا اور پجاری کے ہاتھ میں گوشت کا ٹکڑا دیکھ کر اُچک لیا اور کھانا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر پجاری نے اس سے کہا کہ پھٹے منہ میرا یہ ٹکڑا ہوم (نذرانہ) کرنے کے لئے تھا، تو نے اُسے جھوٹھا کر دیا۔ اب کیسے اس سے نذرانہ دیا جاسکیگا۔ وغیرہ (سکند پران۔ ناگر کھنڈ ۶۔ ادھیایہ ۱۸۷ صفحہ ۲۰۸)

نوٹ۔ دیکھئے ایک وہ زمانہ ویدوں کے عملدرآمد کا تھا کہ مصیبت میں بھی آریا بزرگ دھرم کو نہ بھولتے تھے، دھرم کی پیروی کرکے دل کو خوش رکھتے تھے، جنگلی جانوروں کو قربان کرکے جنگل میں منگل کر دکھاتے تھے، وہی گوشت خود کھاتے اور وہی دیوتاؤں کو کھلاتے تھے۔ جب دھرم کو چھوڑ بیٹھے تب گاؤ زبان دوا کا نام لینے اور سننے سے بھی کانپنے لگے۔ اور اُس وقت کو بھول گئے جب آریا لوگ گائے کی کھوپڑی کو توڑ اور پتے کو پھاڑ ان میں سے گوروچنا نکال کر استعمال کیا کرتے تھے پاک و صاف ہوکر گوروچنا کا ٹیکا لگاتے اور اسکو بدن پر ملتے تھے (ہرش چرتیم۔ اچھواس سوم میں دیکھئے۔ ماتھے پر گوروچنا کا تلک لگائے ہوئے (صفحہ ۸۵ مطبوعہ بمبئی نرنیا ساگر پریس سمت ۱۹۱۴) اور پھر دیکھئے۔ ہرش کا جسم گوروچنا کے زرد لیپ کے سبب آگ کے شعلہ کی طرح چمکتا تھا۔ (ہرش چرتیم اچھواس ۴ صفحہ ۱۳۴) اور پھر دیکھئے صفحہ ۲۰۲ میں۔ پوجا میں استعمال دروا گھاس

۱۶۸ گور وچنا ٹلی ہوئی، یا گورو چنا میں لتھڑی ہوئی۔ اور پھر دیکھئے وشنو کی پوجا میں حکم ہے کہ ویشاکھ مہینہ میں گوروچنا اور مشک نذر دے۔ (سکند پران، وی کھنڈ ۲ ویشاکھ ادھیایہ ۵ شلوک ۵)

لطیفہ۔ بچپن میں ایک دفعہ مجھے ایک نسخہ بندھوانے کے لئے اپنے پڑوسی پنساری کی دوکان پر جانے کا اتفاق ہوا، میں نے اسے نسخہ پڑھ سنایا۔ گاؤزبان کا نام سنکر لالہ شیودیال چونک پڑے اور کہنے لگے۔ چھی چھی۔ یہ کیا پڑھ دیا۔ میاں "کھر بان کہو" تم تو دوا کا نام بھی ٹھیک نہیں پڑھ سکتے۔ وہ غریب پنساری تو سیدھا سچا آدمی تھا، اور اصلی حالات سے ناواقف تھا۔ اب تو لکھے پڑھے سوامی اور مہاتما گوشت کو دیکھ کر سرخ اور قربانی کا تذکرہ سنکر آگ بگولا ہو جاتے ہیں، اور گوشت کھانیوالی دنیا کو ملیچھ (خبث پسند) کہتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے بزرگوں اور ان کے دھرم پر دھبا لگاتے ہیں، نہ مذہبی اصول پر چلتے ہیں نہ طبی پر۔ مذہب تو جا بجا قربانی کا حکم دیتا ہے اور گوشت کھانے کی اجازت بخشتا ہے۔ چنانچہ ہزارہا سال کی تاریخی حکایتوں سے ثابت ہے اور طب بھی بقول بھیشم بزرگ گوشت کو بہترین غذا بتاتی ہے۔ پس کیسے کوئی دھرم پرست اور منصف مزاج قربانی کرنے اور گوشت کھانے کے خلاف دم مار سکتا ہے۔

۱۶۹ اپنی ذات کے لئے جہاں تک ہو سکے ہنسا نہ کرے۔ لیکن آبا و اجداد اور بزرگوں کے نذرانہ کے لئے جانور کی قربانی کر کے ہوی دینی چاہئے (شلوک ۲۲۔ انوپروہ ادھیایہ ۱۱۶ صفحہ ۱۲۷)

ہنسا کی تعریف

۱۷۰ قربانی کے لئے ہنسا (ضرر پہنچانا وغیرہ) اہنسا ہے یعنی ضرر متصور نہیں ہو سکتا یہی دھرم کا مفید فیصلہ ہے۔ (شانتی پروہ۔ ادھیایہ ۲۴۹) یہ تعریف مدنظر رکھ کر قربانی کو ہنسا کیسے کہا جا سکتا ہے؟

ہوی۔ ہون

ہو کے معنی خوش کرنے اور دیوتاؤں کو نذرانہ دینے کے ہیں۔ اسی مادہ سے ہون اور ہوی اسم بنایا گیا۔ دیوتاؤں کو نذرانہ لیجانے والا ذریعہ آگ ہے کیونکہ اسکے شعلے اوپر کو اٹھتے ہیں اس سے بظاہر یہ خیال پیدا ہوا کہ آگ دیوتا اور دیوتاؤں کا قاصد بنکر نذرانہ پہنچا دیتا ہے۔ اسی لئے آگ کو ہویہ واہن کہتے ہیں۔ واہن = باہن۔ اس سے بہنا، پانی بہنا۔ ہل باہنا۔ ہل کا چلانا لیجانا۔ واہن اور انگریزی ویگن۔ اور جرمن بین۔ ہندی بہنا۔ پنجابی وگنا۔ ایک ہی مادہ سے ہیں۔ ہوی وہ شے ہے جو نذرانہ میں دیجائے۔ منو جی میں ہوی کی تعریف یوں ہے:

۱۲۔ اس مضمون کا تتمہ صفحہ ۷۰ میں دیکھئے۔

۱۷۱ آگ میں درست طور پر ڈالی ہوئی ہَوی سورج کو جا پہنچتی ہے، سورج سے بارش پیدا ہوتی ہی، اور بارش سے اناج اور اناج سے مخلوقات۔ (ادھیایہ ۳ منو) اور مہابھارت (آدی پروہ ادھیایہ ۲۳۲ صفحہ) میں

۱۷۲ آگنی دیوی فرماتی ہیں، کہ اگنی ہوترم کی رسموں میں، قربانی میں، مذہبی رسومات میں جو کچھ وید کے حکم سے مجھ میں ڈالا جاتا ہے اور میری نذر کیا جاتا ہے اس سے دیوتا اور بزرگ سب تشفی پاتے ہیں، اور کچھ مجھ میں ہَوَن کیا جاتا ہی اسکو وہی نوش کرتے ہیں، میں ہی دیوتاؤں کا مُنہ ہوں۔

وید کے عقیدتمند آریوں نے ہزارہا یا لاکھوں برس آگ میں ہَوی ڈالی، اور ہَوَن کیا۔

نوٹ - قدیم یہودیوں میں ہَوی کی رسم تھی۔ اُستاد فردوسی نے اپنی کتاب "یوسف زلیخا" میں یوں روایت کی ہی:-

چناں بود آنگاہ آئین و راہ — ہر آنکش بدے حاجتے با خدا
شدے زود بر عادت دل پسند — بسے گاؤ کشتے بسے گوسپند
بسے دیگ بریان ازان ساختے — یکے خوان زیبا بہ پرداختے
ببردے بجائیکہ آں جائگاہ — پرستش گہے بود بہر اللہ
نشانِ پذیرفتنش آں بُدے — کہ از آسماں آتشے آمدے
بخوردے ازان خوان قربان بسے — بخوردند آں ماندہ را ہر کسے

یہودیوں کی قربانی قبول کر لینے کے لئے آگ آسمان سے اتر آتی تھی، اور کچھ حصہ نذرانہ کا کھا لیتی تھی بچا کچا نذرانہ ججمان اور متعلقین کھا لیتے تھے، آریا لوگ نذرانہ کو آگ کی نذر کر کے اس میں جھونک دیتے تھے اور باقی ماندہ خود کھاتے تھے، برہمن پجاری بتا دیتے تھے کہ آگ کا پیٹ بھر گیا اور نیلہ شعلہ نکل آیا، نذرانہ ڈالنا ختم ہو جاتا تھا۔ غرض دونوں پُرانی قوموں میں آگ کے ذریعہ سے نذرانہ پیش کیا جاتا تھا، صرف آسمان و زمین کا فرق تھا۔ وہاں آسمانی آگ نذرانہ کھا لیتی تھی جیسے بجلی کا شعلہ کھا لیتا ہے، یہاں زمین کی آگ کا شعلہ قربانی کو اوپر لیجاتا تھا۔ جب وید پرستی کو زوال ہوا تب وید کے زور کو توڑ ڈالنے والے

۱۷ لوگ کہنے لگے۔ کہ بھگوان جو قربانیوں کو نوش فرماتا ہی آگ میں ڈالی ہوئی ہَوی سے اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا برہمن کے مُنہ میں لقمہ ڈالنے سے۔ (بھاگوت پران ۷ صفحہ ۲۷) اور دیکھئے برہمنوں کے دشمنوں کا قول۔

۱۷ قربانی کا نذرانہ جو کچھ بھی ہو کسی بھگت کو دیدے یا آپ کھا لے (بھاگوت پران ۸۔ ادھیایہ ۱۶ صفحہ ۲)

۱۷ اب اصل اور صحیح قول آریوں کا بھی دیکھئے۔ سچا قول وید اور مہاراج کا ہی کہ جو ہَوی آگ میں نہ ڈالی جائے یوں سمجھو کہ وہ برباد ہو گئی، اور بیکار گئی (مہابھارت۔ ادیوگ پروہ ادھیایہ ۳۹) اور بھگود گیتا میں

۱۷۶ وارد ہے کہ نیک بندے ہوی دیکر قربانی کا بچا کچا نوالہ کھاکر تمام گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتے ہیں اور وہ جو قربانی نہیں کرتا اور نذرانہ نہیں دیتے اور اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں یوں سمجھنا چاہیئے کہ وہ گناہوں سے اپنا پیٹ بھرتے رہتے ہیں (بھیشمہ پروہ ادھیایہ ۳ ص ۱۳)

ہوی کے لائق اشیاء

۱۷۷ جنگلی اناج۔ دودھ، سوم، تازہ گوشت، کانی نمک یہ سب قدرتی ہوی ہیں (منو ادھیایہ ۳ ص ۱۲۵)

"مہمان نوازی"

قدیم آریوں میں مہمان نوازی کا بہت ثواب گنا جاتا تھا۔ شرتی کے حکم سے مہمان کے لئے گائے ذبح کیجاتی تھی اور مدھوپرک کے ساتھ اُس کا گوشت مہمان کھاتے تھے جس کی مفصل کیفیت قربانی کے بیان میں ہم بیان کر چکے اور مثالیں لکھ چکے ہیں۔ قدیم آریا مہمان کی آؤبھگت کرنے کی آرزو کیا کرتے تھے، اور مہمان

۱۷۸ کے آنے کا انتظار کرتے تھے اور دعا مانگتے تھے کہ ہمیں بہت رزق دیجئے اور بہت مہمان بھیجئے سائل ہمارے پاس آئے، خدا ہمیں سوال کرنے سے بچائیے۔ مہمان نوازی کے متعلق عرب اور قدیم ہندی آریوں کے خیالات اکثر ملتے جلتے ہیں۔ کہیں عرب اُنسے بڑھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور کہیں ہندو آریا عرب سے

۱۷۹ مہابھارت (انوپروہ ادھیایہ ۲ ص ۴) میں ایک ایسا اعلیٰ درجہ کی مہمان نوازی کا قصہ یوں مندرج ہے کہ راجہ دریودھن نے اپنی ایک لڑکی سودرشنا آگ دیوتا کی نذر کی، دیوتا نے اسکو وید کے حکم کی مطابق قبول کیا، اور خورسند ہو کر اسکو حاملہ کر دیا۔ اور ایک بیٹا پیدا ہوا "سودرشن" نام جو خوبصورتی میں چاند تھا، اور ایسا نیک نہاد تھا کہ بچپن ہی میں ازلی برہما کی معرفت کا عارف کامل ہو چکا تھا (شلوک ۳۴)

اُن دنوں ایک راجہ اُگھوان نام کے ایک بیٹی اُگھوتی نام کی تھی، راجہ نے اپنی بیٹی اُگھوتی سودرشن کو دیڈالی۔ سودرشن اپنی بیوی کو لیکر کروکشیتر میں جا بسا (شلوک ۴۰) اور عزم کیا کہ میں موت پر غالب آجاؤنگا، ایسی دھرم کی زندگی بسر کرونگا کہ لازوال ہو جاؤنگا (شلوک ۴۱) اس عزم کو پورا کرنیکے لیے

۱۸۰ اس نے اپنی بیوی اوگھوتی سے کہا کہ دیکھنا کبھی کوئی بات مہمان کی خلاف مرضی نہ کرنا۔ (شلوک ۴۲) جن جن باتوں اور خدمتوں سے وہ خوش ہو وہ سب پوری کرنا، اگر تیرا جسم اسے مطلوب ہو، دیدینا،

۱۸۱ کچھ تامل نہ کرنا (شلوک ۴۳) یہ میرا ہمیشہ کا عہد ہے، اور کد خدائی کے قواعد کے پابند معتقدوں کے لئے اِس سے بڑھکر اور کوئی با ثواب کام نہیں (شلوک ۴۴) سُنو اے نرم و نازک ترین والی اگر میری

۱۸۲ بات تجھے معتبر معلوم ہو تو ہمیشہ میرے کہنے کا لحاظ رکھنا (شلوک ۴۵) اور میری موجودگی اور عدم موجودگی

میں ہر حالت میں اسپر عمل کرنا (شلوک ۴۶) خاوند کی ہدایت سنکر اُگھوتی نے دست بستہ جواب دیا کہ میں ہمیشہ آپکے حکم کی تعمیل کروں گی، اور کبھی عدول حکمی کی نوبت نہ آئیگی (شلوک ۴۷)
موت اس سودرشن کو مہمان نوازی کے اس متبرک خیال اور شوق کی برکت کیوجہ سے مار نہ سکتی تھی۔ اور ہمیشہ اسکے پیچھے پیچھے پھرا کرتی تھی تاکہ اگر کبھی وہ کچھ کمی اپنے عزم میں کرے تو فوراً اسے ہلاک کر ڈالے (۴۸ ش) ایکدفعہ سودرشن ایندھن کیلئے گیا۔ تب ایک برہمن اُسکے گھر مہمان آیا اور کہا کہ اگر کدخدائی کے قواعد کی پابندی کرتے ہو تو کرو۔ یہ سُنتے ہی اُگھوتی میزبان بنی اور (۵۱) اسکو پانوں دھونیکا پانی اور بیٹھنے کیلئے پیڑھا دیا، اور پوچھا کہ کیا آپکی خدمت کروں؟ برہمن نے کہا کہ اگر قواعد کی پابندی کرتی ہو تو بلا تکلف برتاؤ کرو۔ دھرم کے موافق اپنا جسم میری نذر کرو (شلوک ۵۴) اوگھوتی نے اسے ٹالا اور اور خدمات پیش کیں مگر اس نے قبول نہ کیں، اور کہا کہ مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے صرف تمھارا بدن چاہیئے (۵۵) اُس شہزادی نے خاوند کے حکم کو یاد رکھا اور شرما کے جوابدیا میں خود حاضر ہوں (۵۶) اسکے بعد وہ دونوں ہنستے ہوئے اندر چلے گئے (ش ۵۷) اسی عرصہ میں خاوند بھی واپس آیا، اور موت بھی اسکے پیچھے لگی چلی آئی۔ گھر پہنچتے ہی بیوی کو پکارا۔ یہاں آؤ۔ مگر جواب نہ پایا (ش ۶۱) تب برہمن نے بیچین ہوکر کہا کہ میری وفادار بیوی کو کیا ہوگیا کہ مجھے لینے نہیں آئی (۶۳) تب کوٹھے میں سے مہمان نے جوابدیا کہ اے آگ کے بیٹے سودرشن تیری بیوی نے ہر طرح میری خاطر کرنی چاہی، مگر مینے اسکی صحبت کو پسند کیا (شلوک ۶۵) یہ مجھے میسر کر رہی ہے، باقی جو خدمت مناسب ہو وہ تم بجالاؤ (شلوک ۶۶) سودرشن نے یہ جواب سنا۔ موت بھی ہتھیار لئے اسکے سر سوار تھی کہ یہ ذرا قواعد کو توڑے تو میں اُسے مار ڈالوں۔ مگر اسنے ملال کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور دھرم پر مستقل رہا اور کہا (شلوک ۶۸) یہ صحبت تجھے مبارک۔ یہ تو کدخدائی کا اعلیٰ دھرم ہے کہ مہمان کی پوجا کیجائے (شلوک ۶۹) جب مہمان نواز کا مہمان بامسرت رخصت ہوتا ہے تب ہی دھرم پوری طرح ادا ہوا سمجھو (شلوک ۷۰) میری روح، میری بیویاں اور سب مال و دولت میرے مہمان کی نذر ہیں، یہی میری نیت ہے، (شلوک ۷۱ سے ۷۴ ادھیایہ ۲۔ انوشاسن پروہ۔ مہابھارت)
مہمان نوازی کے اس تذکرہ کو لکھتے ہوئے ہمیں سیف الدولہ ابن حمدان بادشاہ کی مہمان نوازی کی ایک حکایت یاد آئی۔ دیکھئے خیالات کیسے ملتے جلتے ہیں، اور آریوں کے دھرم اور سیف الدولہ کے دھرم اور طرز خیال میں جو فرق ہے وہ بھی مندرجہ ذیل اشعار سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ سیف الدولہ کہتے ہیں۔
منزلنا رحب لمن زاره + نحن سواء فیه والطارق + وکل ما فیه حلال له + الا الذی حرمه الخالق
ہمارا مکان مہمان کے لئے وقف ہے ہم اور ہمارے مہمان برابر ہیں۔ جو کچھ یہاں موجود ہے مہمان کیلئے حلال ہے مگر

۱۹۰	وہ چیزیں جنکو خدائے تعالیٰ نے حرام کیا ہے (مسنظرف مصری) اور اسی ادھیائے ۱۹ میں ایک اور شلوک ہے جو سیف الدولہ کے اشعار سے زیادہ ملتا ہے کہ آئے مہمان تو عزیز ہے تیری پوجا کرنی چاہیئے' یہ گھر تیرا ہی گھر ہے ہم سب کے سب تیرے تابعدار ہیں حکم دے تیری کیا خدمت کریں۔ (شلوک ۵۰)
۱۹۰	مہمانی کی رسم صرف تین اعلیٰ ذاتوں (برہمن، کشتری، بنیئے) کیلئے ہے شودروں کو ہمیشہ تیار کھانا دیدینا چاہیئے جب مانگیں، مہمان ہونے کا ان کو حق نہیں (مہابھارت۔ ادھیایہ ۱۴۳۔ انوپروہ صفحہ ۱۴۴)

"گوشت کا رواج" صفحہ ۵۲ کا بقیہ

۱۷۱ بھرترویدنیہ' بزرگ برہمن راجہ سے کہتے ہیں کہ جو کوئی مگھ چھایا نکشتر کے دن شرادھ نہیں کرتا اسکی نسل منقطع ہو جاتی ہے۔ اس دن تو بغیر شرادھ کے بھی کرگدن کا گوشت اور سفید خصی بوک کا گوشت برہمن کو دینا چاہیئے (شلوک ۳) خصی بوک کا گوشت بزرگوں کو بہت پسند ہے (شلوک ۴) وغیرہ۔ بزرگ بھرترویدنیہ

۱۷۲ کا قول سنکر راجہ آنرتہ نے کہا کہ گوشت کو تو شاستر والے مکروہ بتاتے ہیں' لیکن لوگ گوشت کا شرادھ کرتے ہیں

۱۷۳ (ش ۱۱) اور بعض مہرشی کہتے ہیں کہ جو کوئی جانوروں کا گوشت کھا کر اپنے جسم کو موٹا کرتا ہے وہ ضرور دوزخ پہنچتا ہے (شلوک ۱۳) اور تم گوشت کے مداح ہو' بتاؤ اصل بات کیا ہے۔ بزرگ بھرترویدنیہ نے جوابدیا

۱۷۴ یہ بالکل صحیح ہے کہ بزرگ لوگ گوشت کو برا سمجھتے ہیں۔ لیکن شرادھ میں ضرور اسکا استعمال کیا جاتا ہے

۱۷۵ اسکی وجہ میں بتاتا ہوں کہ جب خالق نے بزرگوں اور دیوتاؤں کو پوجکر مخلوقات پیدا کی اُسی وقت کرگدن

۱۷۶ اور سفید بوک پیدا ہوئے (شلوک ۱۵) دنیوی اور آسمانی آباؤ اجداد نے ان دونوں جانوروں کو دیکھتے ہی

۱۷۷ اپنا نذرانہ تصور کیا اور انپر تصرف کیا (شلوک ۱۶) تب خالق برہما نے اُنسے کہا کہ لو یہ دونوں میں نے

۱۷۸ تمہارے نذرانہ دینے کے لئے پیدا کئے ہیں' انسے کام لو (شلوک ۱۷) انسے تمہیں مسرت ہوگی۔ میرا حکم

۱۷۹ یہ ہے کہ یہ دونوں نر دنیا میں سب سے اعلیٰ ہیں (شلوک ۱۸) تم انھیں کاٹو کھاؤ' کوئی گناہ تمہیں نہ ہوگا انکا گوشت شرادھ میں دو' اس سے بہت سیری بزرگوں کو حاصل ہوگی' اور یہ قربان شدہ جانور بھی بہشت کو سدھارینگے (شلوک ۲۰) اس کے گوشت سے بارہ سال تک بزرگوں کو سیری رہے گی۔

۱۸۰ برہما کا حکم سُنا کر بزرگ برہمن بھرترویدنیہ نے آنرتہ راجہ کو سمجھایا کہ ان وجوہات سے گوشت کا دینا صواب اور پسندیدہ ہے۔ (شلوک ۲۲ سکندپران۔ ناگر کھنڈ ادھیایہ ۲۲۱ صفحہ ۲۵۵)

१७५ नष्टं हुतमनग्निकम् ।

१७६ यज्ञशिष्टाशिनःसन्तोमुच्यन्ते सर्वकिल्बिषैः । भुञ्जतेतेत्वघंपापाये पचन्त्यात्मकारणात्

१७७ मुन्यन्नानि पयः सोमोमांसंयच्चानुपस्कृतम् । अक्षारलवणं चैव प्रकृत्या हविरुच्यते

१७८ अन्नं च नो बहु भवेदतिथींश्च लभेमहि । याचितारश्च नः सन्तुमाच याचिष्मकंचन

१७९ शिशुरेवाध्ययनात्सर्वं परं ब्रह्म सनातनम् ।

१८० अतिथेः प्रतिकूलं तं न कर्तव्यं कथचन । येनयेन च तुष्येत नित्यमेव त्वयातिथिः
अप्यात्मनः प्रदानेन नतेकार्या विचारणा । एतद्व्रतं मम सदा हृदि संपरिवर्तते ॥
गृहस्थानां च सुश्रोणि नातिथेर्विद्यते परम् ।

१८२ प्रमाणं यदि वामोरु वचस्ते मम शोभने । इदं वचनमव्यग्रं हृदि त्वं धारयेःसदा ॥

१८३ विधिना प्रतिजग्राह वेदोक्तेन विशांपते ।

१८४ यदि प्रमाणं धर्मस्ते गृहस्थाश्रमसंमतः । प्रदानेनात्मना राज्ञि कर्तुमर्हसिमेप्रियम् ॥

१८५ तथेति लज्जमाना सा तमुवाच द्विजर्षभम् ।

१८६ अनया छन्द्यमानोहं भार्यया तव सत्तम । तैस्तैरतिथिसत्कारैर्ब्रह्मन्नेषावृतामया

१८७ अनेन विधिना सेयं मामर्हति शुभानना । अनुरूपं यदत्रान्यत्तद्भवान्कर्तुमर्हति ॥

१८८ सुरतं तेस्तु विप्राग्र्य प्रीतिर्हि परमामम । गृहस्थस्यहि धर्मोग्र्यः संप्राप्तातिथिपूजनम्
अतिथिःपूजितो यस्य गृहस्थस्यतु गच्छति । नान्यस्तस्मात्परो धर्मइतिप्राहुर्मनीषिणः

१८९ प्राणाहि मम दाराश्च यच्चान्यद्विद्यते वसु । अतिथिभ्यो मया देयमितिमे व्रतमाहितम्

१९० अतिथिः पूजनीयस्त्वमिदं च भवतो गृहम् । सर्वमाज्ञाप्यतामाशु परवंतोवयंत्वयि
सर्वातिथ्यं त्रिवर्गस्य कुर्वाणः सुमनाः सदा ।
शूद्राणां चान्नकामानां नित्यं सिद्धमिति ब्रुवन् ॥

१५६ इन्द्राणी व्रतैकं चक्रे तदेवैवंयथाविधि ॥

१५७ पञ्च पञ्चनखाभक्ष्या ये प्रोक्ताः कृतजैर्द्विजैः ।

१५७ श्वाविधं शल्यकं गोधां खड्गकूर्मशशास्तथा ।
भक्ष्यान्पञ्चनखेष्वाहुरनुष्ट्रांश्चैकतोदतः ।

१५८ खादेच्चपृष्ठमांसानि यस्तेहरतिपुष्करम् ॥

१५९ कस्य वा पृष्ठमांसानि भक्षितानि मया क्वचित् ।

१६० अखण्डमपि वा मांसं सततं मनुजेश्वर । उपोष्य सम्यक्शुद्धात्मा योगिबलमाप्नुयात्

१६१ सर्वभक्षोहि युक्तात्मा नादत्ते मलमग्निवत् ।

१६२ य एनं वेत्ति हन्तारं यश्चैनंमन्यतेहतम्। उभौतौनविजानीतो नायं हन्ति न हन्यते

१६३ वक्त्राणितेत्वरमाणा विशन्तिदंष्ट्राकरालानि भयानकानि ॥

१६४ ऋत्विग्भिर्याज्ञिकं कर्मप्रारब्धंतदनन्तरम्। सोमपानादिकंसर्वं पशोर्हिंसादिकंतथा ॥
पशोर्गुदं समादाय पश्चातावन्यधारयत् । एकान्तेसदसोमध्ये होमार्थंद्विजसत्तमः
तस्मिन्व्याकुलतां याते ब्राह्मणः कश्चिदागतः। युवातत्र प्रविष्टस्तु मांसभक्षणलालसः
ततोगुदंपशोर्दृष्ट्वा भक्षयामास चोत्सुकः ॥

१६५ तीर्थमृदागोरोचनया च रचितातिलकः ।

१६६ समुन्मिषत्प्रतापाग्निस्फुलिङ्ग इव गोरोचनापिञ्जरितवपुषि ॥

१६७ गोरोचनोच्छुरितमभिनव दूर्वापल्लवम् ।

१६८ गोरोचनं चन्दनं देवदारु कर्पूरकृष्णागरुनागराणि ।
कस्तूरिका केशरमिश्रितानि यथोचितं सत्यं मयार्पितानि ॥

१६८ गोरोचनं मृगनाभिं च दद्याद्वै शास्त्रधर्मवित् ।

१६९ यद हिंसात्मकं कर्म तत्कुर्यादात्मवान्नरः । पितृदैवतयज्ञेषु प्रोक्षितं हविरुच्यते ॥

१७० अहिंसा साधुहिंसेति श्रेयान् धर्मपरिग्रहः ॥

१७१ अग्नौ प्रास्ताहुतिः सम्यगादित्यमुपतिष्ठते ।
आदित्याज्जायते वृष्टि वृष्टेरन्नं ततः प्रजाः ॥

१७२ अग्निहोत्रेषु सत्रेषु क्रियासु च मखेषु च । वेदोक्तेन विधानेन मयि यद्धूयते हविः
देवताः पितरश्चैव तेन तृप्ता भवन्ति वै । देवता पितरश्चैव भुञ्जते मयि यद्धुतम् ॥
देवतानां पितॄणां च मुखमेतदहं स्मृतम् ॥

१७३ नह्यग्निमुखतोयं वै भगवान्सर्वयज्ञभुक् । इज्यते हविषा राजन्यथा विप्रमुखेहुते ॥

१७४ निवेदितं तद्भक्ताय दद्याद्भुञ्जीत वा स्वयम् ।

१४२/१ नात्रप्राणिवधः कार्यः ।
शशकं मृगमांसं वा नित्यमेव विवर्जयेत् ॥
१४३ भक्ष्ये शालिमांसानि भक्ष्यांश्चोच्चावचान्पुनः ।
१४४ तत्रमाल्यानि मांसानि भक्ष्यंपेयंचसत्कृतम् ॥
१४५ येषांगृहेष्वशिष्टानांसक्तुमत्स्याशिनस्तथा । पीत्वासीधुंसगोमांसंक्रन्दन्तिचहसन्तिच॥
१४६ धानगाड्यासवंपीत्वा गोमांसंलशुनैःसह । अपूर्वमांसवाट्यानामाशिनःशीलवर्जित ।
गव्यस्यतृप्ता मांसस्य पीत्वा गौडंसुरासवम् ॥
पिष्टशाकेक्षुपयसांविकारः द्विजसत्तमाः । तथा मांसविकाराश्चनैवर्ज्याश्चिरोषिताः
१४७ चण्डिकायैप्रदास्यामिरक्तमांससमुद्भवम् । सुष्टृक्षं महिषोपेतं भर्तुरारोग्यहेतवे ॥
१४८ अशोकवनिकां स्फीतां प्रविश्यरघुनन्दनः । आसनेचशुभाकारेपुष्पप्रकरभूषिते ॥
कुथास्तरणसंस्तीर्णे रामः सन्निषसाद ह । सीतामादाय हस्तेन मधुमैरेयकं शुचि ॥
पाययामास काकुत्स्थः शचीमिवपुरन्दरः । मांसानिचसुमृष्टानिफलानि विविधानिच
रामस्याभ्यवहारार्थं किङ्करास्तूर्णमावहन् । उपनृत्यंश्च राजानं नृत्यगीतविशारदाः ।
१४९ वसुधे त्वां वधिष्यामि मच्छासनपराङ्मुखीम् ।
भावंबर्हिर्षि या वृंक्ते न तनोषि च नोवसु ॥
यवसंजग्ध्वानुदिनं नैवदोग्ध्यौधसंपयः । तस्यामेवंहि दुष्टायां दण्डोनात्रनशस्यते ।
अमूषांक्षुत्परीतानामार्तानां परिदेवनम् । शमयिष्यामि मद्बाणैर्भिन्नायास्तवमेदसा॥
१४९/१ सोहंप्रजानिमित्तं त्वां हनिष्यामिवसुन्धरे । यदिमेवचनंनाद्य करिष्यसिजगद्धितम्
१५० अवेदानांमयज्ञानामलोकानामवर्तिनाम्, कस्तेषांजीवितेनार्थस्त्वांविनाब्राह्मणाश्रयम्
१५१ न शुष्कंवैरं कुर्वीतबाहुभ्यां न नदींतरेत् । अनर्थकमनायुष्यंगोविषाणस्यभक्षणम् ॥
दन्ताश्चपरिमृज्यन्ते रसश्चापि न लभ्यते ।
१५२ उक्ष्णांपक्त्वासहश्रोदनेन अस्मत्कपोतात्प्रति ते नयन्तु ।
यस्मिन्देशे रमसेतीव श्येन तत्र मांसं शिवयस्ते वहन्तु ॥
१५३ एकैकशः सवृषाःसंप्रसूताः सर्वेषांवैशरिग्रगाः श्वेतरोमाः ।
कुलम्भराननडुहः शतंशतान् धुर्यान्श्वेतान् सर्वशोहं ददामि ॥
पृष्ठौहीनांपीवराणां च तावदग्र्यागृष्ट्योधेनवः सुव्रताश्च ।
पृष्ठौही यज्ञसंयोगे ।
१५४ तच्चमांसं स्वयंचैव विश्वामित्रस्यचात्मजान् ।
भोजयामास तच्छ्रुत्वा वसिष्ठोप्यस्य चुक्रुधे ॥
१५५ सुरांसुरापाः पिबत पायसंचबुभुक्षिताः । मांसानिचसुमेध्यानिभक्षयन्तांयोयदिच्छति

यद्येत्वांगोसहस्रेण सुराघटशतेन च । स्वस्तिप्रत्यागतेरामे पुरीमिक्ष्वाकुपालिताम्

१२६ ऋग्यजुषमधीयानान्सामान्यांश्चसमर्पयत ।बुभुजेदैवसात्कृत्वाशून्यमुख्यं चहोमवान्

१२७ मांसान्योष्ठावलोप्यानि साधूनियानि देवताः ।

अश्नन्ति रामाद्रक्षांसि बिभ्यत्यश्नुवतेदिशः ॥

१२८ धानेयंचमृगांश्चैव शुद्धैर्बाणैर्निपातितान् ।ब्राह्मणानां निवेद्याग्रमभुञ्जपुरुषर्षभान्

१२९ साज्येनपायसेनैवमधुनामिश्रितेन च ।भक्ष्यैर्मूल्यैः फलैश्चैव मांसैर्वाराहहारिणैः ॥

कृसरेणाथ जीवन्त्या हविष्येण च सर्वशः ।मांसप्रकारैर्विविधैःस्वाद्यैश्चापि तथानृप ॥

१३० रोहिण्यांप्रसृतैर्मार्गैर्मांसैरन्नेन सर्पिषा ।पयोन्नपानं दातव्यमनृणार्थंद्विजातये ॥

१३१ त्रस्ताः विद्याधरास्तस्मादुत्पेतुः स्त्रीगणैःसह ।पानभूमिगतंहित्वा हैममासनभाजनम्

लेह्यानुच्चावचान्भक्ष्यान्मांसानि विविधानि च ।

आर्षभाणि च चर्माणि खड्गांश्च कनकत्सरून् ॥

१३२ मृगाणांमहिषाणां च वराहाणांवसामदाः ।तत्रन्यस्तानिमांसानिपानभूमौ ददर्शसः

रौक्मेषु च विशालेषु भाजनेष्वप्यभक्षितान् । ददर्शकपिशार्दूलो मयूरान्कुक्कुटांस्तथा

वराहवार्ध्रीणसकान्दधि सौवर्चलायुतान् । शल्यान्मृगमयूरांश्च हनूमानन्ववैक्षत ॥

१३३ अर्चयित्वासुरश्रेष्ठं पूर्वमेवमहेश्वरम् ।मोदकैःपायसेनाथ मांसापूपैस्तथैव च ।

१३४ कृसरेण च मांसेन निपावैस्तिलसंयुतैः ।ओदनंतु ततः कृत्वा पुरोधास्समुपाहरत् ॥

१३५ तस्य प्रदाय भूतेभ्यः सीताथवरवर्णिनी । तयोस्तदद्भुताकारं मांसं च तदृशम् ॥

१३६ मांसप्रतिग्रहे चैवमधुनोलवणस्य च ।आदित्योदयनं स्थित्वापूतो भवतिब्राह्मणः

१३७ मांसप्रकारान्विविधान्शाकानि विविधानि च ॥

१३८ नात्तादुष्यत्यदन्नाद्या प्राणिनोहन्यहन्यपि ।धात्रैवसृष्टाह्याद्याश्च प्राणिनोत्तार एवच

१३९ मांसानिपक्वानि फलामलकानि चक्रोत्तरेणाथ च दाडिमेन ।

निष्टप्तशूलान्छकलान्पशून् अतत्रोपजहुः शुचयोथसूदाः ॥

सुस्विन्नशल्यान्महिषांश्चबालान्छल्योन्सुनिष्टप्तघृतावसिक्तान् ॥

पौरोगवोक्तया विधिना मृगाणां मांसानिसिद्धानि च पीवराणि ॥

नानाप्रकाराण्युपजह्रिरेषां मृष्टानि पक्वानि च चुक्रचूतैः ।

पार्श्वानिचान्ये शकलानि तत्र ददुः पशूनां घृतमूर्च्छितानि ॥

१४० पितृदेवादिशेषंचश्राद्धेब्राह्मणकाम्यया ।प्रोक्षितं चौषधार्थं च खादन्मांसं न दुष्यति

१४१ शशकः कच्छपोगोधाश्वाविन्मांस्योथशल्यकः ।

भक्ष्याश्चैते तथा वर्ज्यौ ग्रामसूकरकुक्कुटः ॥

१४२ मेदोमज्जाप्रियाश्चैव मद्यमांसप्रियास्तथा ॥

१०५ न नर्मयुक्तमनृतं हिनस्ति न स्त्रीषु राजन्न विवाहकाले ।
न गुर्वर्थं नात्मनो जीवितार्थे पञ्चानृतान्याहुरपातकानि ॥
१०६ सूक्ष्मा गतिर्हि धर्मस्य बहुशाखा ह्यनन्तिका । प्राणान्तिके विवाहे च वक्तव्यमनृतं भवेत्
अनृतेन भवेत्सत्यं सत्येनैवानृतं भवेत् ॥
१०७ गोस्त्रीद्विजानां परिरक्षणार्थे विवाहकाले सुहृदां प्रसङ्गे ।
प्राणात्यये सर्वधनापहारे पञ्चानृतान्याहुरपातकानि ॥
१०८ तं दृष्ट्वा भीषणं सर्पं सभार्यो नृपसत्तमः । सन्तापं नित्यमाप्नोति सर्पाद्धरमपुत्रता
१०९ यस्य शब्दादपित्रासं यान्ति सुराश्च पुरुषाः । तस्मै कन्यां तु को दद्याद्वदतत्र करोमि किम्
११० विवाहा बहवो राजन् राज्ञां सन्ति जनेश्वर । प्रसह्य हरणं चापि शक्तौ विवाह एव च
१११ अस्तागन्तुं नेच्छति स शूरसेनस्य भूपतेः । नाग इति ख्यातः बुद्धिमान्गुणसागरः
तस्माच्छस्त्रैरलङ्कारैः विवाहः स्यान्महामतेः ॥
११२ स भवांस्त्रातु द्रोणात्सत्याज्ज्यायोनृतं वचः ।
अनृतं जीवितस्यार्थे वदन्न स्पृश्यतेनृतैः ॥
११३ आढ्यानां मांसपरमं मध्यानां गोरसोत्तरम् । तैलोत्तरं दरिद्राणां भोजनं भरतर्षभ ॥
११४ आच्छादयसि प्रावारानश्नासि पिशितौदनम् ।
आजानेया वहन्त्यश्वाः केनासि हरिणः कृशः ॥
११५ सबान्धवः सहामात्यश्चाश्नाभि पिशितौदनम् ॥
११६ तस्मै सदा प्रयच्छन्ति वैश्यपुत्राः कुमारकाः । मांसौदनं दधिक्षीरं पायसं मधुसर्पिषी
११७ अभक्षयन्वृथामांसममांसाशी भवत्युत ॥
११८ अमृतं ब्राह्मणा गाव इत्येतत्त्रयमेकतः । तस्माद्गोब्राह्मणं नित्यमर्चयेत यथाविधि ॥
यजुषा संस्कृतं मांसमुपभुञ्जन्न दुष्यति ॥
११९ न मांसभक्षणे दोषो न मद्ये न च मैथुने । प्रवृत्तिरेषा भूतानां निवृत्तिस्तु महाफला
१२० अन्नं वराणामचराह्यपदः पदचारिणाम् । अहस्ताहस्तयुक्तानां द्विपदां च चतुष्पदः ॥
१२०/१ वीर्येणोपार्जितं मांसं द्विपदां च चतुष्पदः । आरण्याः सर्वदैवत्याः सर्वशः प्रोक्षिता मृगाः
१२१ अतो राजर्षयः सर्वे मृगयां यान्ति भारत । नहि लिम्पन्ति पापेन न चैतत्पातकं विदुः ।
१२२ चरन्तं मृगयां क्वापि ह्यश्वमारुह्य सैन्धवम् । घ्नन्तं ततः पशून्मेध्यान्परीतं यदुपुङ्गवैः ॥
१२३ मृगान्विध्यन्वराहांश्च रेमे सार्धं किरीटिना ॥
१२४ सुराघटसहस्रेण मांसपूतौदनेन च । यक्ष्ये त्वां प्रीयतां देवि पुरीं पुनरुपागता ॥
१२५ कालिन्दीमध्यमायाता सीता त्वेतामवन्दत ।
स्वस्ति देवि तरामि त्वां पारयेन्मे पतिव्रतम् ॥

स्त्रीसन्निधानं विबुधास्त्यजन्ति वियत्नाशयः ॥
८७ दृष्टेङ्कुष्ठे दुष्टबुद्ध्या वीर्यं सुस्राव स तदा । लज्जया कलुषीभूतः स्कन्न वीर्यमचूर्णयम
८७/१ का स्विदवगुण्ठनवती नाति परिस्फुटशरीरलावण्या ।
मध्ये तपोधनानां किसलयमिव पाण्डुपत्राणाम् ।
८८ उत्तमागारिकाश्चैवतथा जालावलोकिनः। स्त्रोणांतेत्वागृहाभान्तिराजहंसा इवाम्बरे
८९ उभाभ्यामथ पाणिभ्यां शिरः कण्डूयनं स्त्रियः ।
कुर्वत्या गुरुभर्तॄणांनाज्ञा भेत्स्यन्त्यनावृताः ॥
८९/१ राजावरोधाः शतशो वृताः वर्षवरैस्ततः ॥
९० न कश्चिद्योषितः शक्तः प्रसह्य परिरक्षितुम् ।
९१ अरक्षिता गृहे रुद्धा पुरुषैराप्तकारिभिः। आत्मानमात्मनायास्तुरक्षेयुस्ताःसुरक्षिताः
९२ अस्वतन्त्राः स्त्रियः कार्याः पुरुषैः स्वैर्दिवानिशम् ।
विषयेषु च सज्जन्त्यः संस्थाप्या आत्मनो वशे ॥
९३ स्त्रीणां नैव च विश्वासः कर्तव्यो हि विपश्चिता ।
अनृतं साहसं माया मूर्खत्वमतिलोभता ॥
अशौचं निर्घृणत्वं च स्त्रीणां दोषाः स्वभावजाः ।
निःस्नेहत्वंच विज्ञेयं धूर्तत्वं चैव तत्वतः ।स्वस्त्रीणांचैवविज्ञेयादोषा नास्त्यत्रसंशयः
यथैव श्वापदानां च वृका हिंसापरायणाः ।
काका यथाण्डजानां च श्वापदानां च जम्बुकाः ॥
धूर्ता स्तथा मनुष्याणां स्त्री ज्ञेया सततं बुधैः ।
९४ निःश्वासाकृष्टमधुकरकुलान्येव रमणीयं । मुखावरणं कुलस्त्रीजनाचारो जालिका ॥
९५ आरोहिष्ये कथं त्वश्वं कथं यास्यामि वै पुरम् ॥
९६ नगरादपि याः काश्चिद्गमिष्यन्ति जनार्दनम् ।
द्रष्टुं कन्याश्चकल्याण्यस्ताश्च यास्यन्त्यनावृताः ॥
९७ बाल्यया वा युवत्यावा वृद्धया वापि योषिता ।
न स्वातन्त्र्येण कर्तव्यं किञ्चित्कार्यं गृहेष्वपि ॥
बाल्ये पितुर्वशेतिष्ठेत्पाणिग्राहस्य यौवने । पुत्राणां भर्तरिप्रेते न भजेत्स्त्रीस्वतन्त्रताम्
९७ नास्तिस्वतन्त्रतास्त्रीणामस्वतन्त्राहियोषितः। प्रजापतिमतंह्येतन्नस्त्रीस्वातन्त्र्यमर्हति
९९ कास्तु यूयमियंचापिकन्यकाम्बुजसन्निभा । सुभगा चारुसर्वाङ्गी पीनोन्नतपयोधरा
१०० पुत्रार्थी तव सुश्रोणि नियता नियतेन्द्रिया ।
१०१ स्त्रीषुनर्मविवाहेचवृत्यर्थेप्राणसङ्कटे । गोब्राह्मणार्थेहिंसायांनानृतं स्याज्जुगुप्सितम्

७१ सर्वेषामेव दानानां कन्यादानं विशिष्यते ॥

७२ व्यसनेषु न कृच्छ्रेषु न युद्धेषु स्वयंवरे । न क्रतौ नो विवाहे वा दर्शनं दुष्यते स्त्रियः॥
सैषा विपद्गता चैव कृच्छ्रेण च समन्विता ।
दर्शने नास्ति दोषोस्या मत्समीपे विशेषतः ॥

७३ लज्जया त्ववलीयन्ती स्वेषु गात्रेषु मैथिली ॥

७४ मात्रा स्वस्रा दुहित्रा वा न विविक्तासनोभवेत् । बलवानिन्द्रियग्रामो विद्वांसमपि कर्षति ॥

७५ सह स्त्रियाथ शयनं सह भोज्यं च वर्जयेत् ॥

७६ दमयन्ती तव सुता भर्तारमनुशोचति । अपकृष्य च लज्जां सा स्वयमुक्तवती नृप ॥

७७ स तां समीक्ष्यैव हरीशपत्नीं तस्थावुदासीनतया महात्मा ।
अवाङ्मुखोभून्मनुजेन्द्रपुत्रः स्त्रीसन्निकर्षाद्विनिवृत्तकोपः ॥
तदागच्छ महाबाहो चरितं रक्षितं त्वया । अनुकूलं प्रियभावेन सतां दारावलोकनम् ॥

७७/१ तस्य तद्वचनं श्रुत्वा हरयः शीघ्रमाययुः । बद्धाञ्जलिपुटाः सर्वे ये स्युः स्त्रीदर्शनक्षमाः ॥

७८ यामशक्या पुरा द्रष्टुं भूतैराकाशगैरपि । तामद्य सीतां पश्यन्ति राजमार्गगता जनाः ॥

७९ कच्चित्तास्ते सुरक्षिताः । कच्चिद्गुह्यं न भाषसे ॥

८० स्वयंवरे यास्मि नृपैर्दृष्टा रङ्गे समागतैः । न दृष्टा पूर्वं चान्यत्र साहमद्य सभां गता ॥
यां न वायुर्न चादित्यो दृष्टवन्तौ पुरा गृहे । साहमद्य सभामध्ये दृश्यामि जनसंसदि ॥
किन्वतः कृपणं भूयो यदहं स्त्री सती शुभा ।
सभामध्ये विगाहेद्य क्व नु धर्मो महीक्षिताम् ॥
धर्म्यां स्त्रियं सभां पूर्वे न नयन्तीति नः श्रुतम् । स नष्टः कौरवेषु पूर्वो धर्मः सनातनः ॥

८१ कौतूहलमला साध्वी परवासमलाः स्त्रियः ॥

८२ अदृष्टपूर्वा या नार्यो भास्करेणापि वेश्मसु । ददृशुस्ता महाराज जना याताः पुरं प्रति ॥

८३ या नापश्यं चन्द्रमसं न सूर्यं रामाः कदाचिदपि तस्मिन्नरेन्द्र ।
महावनं गच्छति कौरवेन्द्रे शोकार्तास्ता राजमार्गं प्रपेदुः ॥

८४ विहाराहारकालेषु माल्यशय्यासनेषु च ।

८४/१ स्त्रियश्च ते सुगुप्ताः स्युर्वृद्धैराप्तैरधिष्ठिताः ॥
सुग्रीवं स तदोवाच रामः सीताप्रचोदितः ।
रमणीनां वाथ सा सीता दातुमिच्छति ते सखी ॥

८५ यत्र ते दुर्लभं वधूशब्दावगुण्ठनम् ।

८६ ततः सा व्रीडया युक्ता प्रच्छादितशिरास्ततः नृपाग्रे संस्थिता ।

८६/१ दृष्ट्वा द्विजात्मजो दूराद्बभाषे नृपनन्दनम् । इतःपुरो न गन्तव्यं विहरन्त्यत्र नः स्त्रियः ॥

५५ विवाहयेदष्टवर्षामेवं धर्मो न हीयते ॥

५६ पतिसंयोगसुलभं वयो दृष्ट्वातुमे पिता । चिन्तामभ्यगमद्दीनो वित्तनाशादिवाधनः ॥
सदृशाच्चापकृष्टाच्च लोके कन्यापिता जनात् ।
प्रधर्षणमवाप्नोति शक्रेणापि समो भुवि ॥
तां धर्षणामदूरस्थां संदृश्य मयि पार्थिवः। चिन्तामवगतः पारं नाससादाप्लवो यथा

५७ अहोभूयान्न कस्यापि कन्या दुःखैककारणम् ।
मरणं जीवतोप्यस्य प्राणिनस्तु पदे पदे ॥

५८ अथ राजादशरथस्तेषां दारक्रियां प्रति चिन्तयामास ॥

५९ अष्टवर्षा भवेद्गौरी नववर्षा तु रोहिणी । दशवर्षा भवेत्कन्या अत ऊर्ध्वं रजस्वला ॥

६० पित्रे न दद्याच्छुल्कं तु कन्यामृतुमतीं हरन् ।
स हि स्वाम्यादतिक्रामेदृतूनां प्रतिरोधनात् ॥

६१ रजस्वलां च यः कन्यामुद्वाहयति निर्घृणः ।
तस्याः सन्तानमासाद्य पातयेत्पुरुषान्दश ॥
रजस्वलां तुयः कन्यांपितायच्छति निर्घृणः । स पातयेदसंदिग्धं दशपूर्वान्दशापरान्

६२ अतिसंक्षिप्तकेशांवा अतिदीर्घातिवामनाम् । उद्वाहयतियःकन्यां पुरुषः काममोहित
षण्मासाभ्यन्तरे मृत्युं स प्राप्नोति नरो ध्रुवम् ।

६३ नते दोषोस्ति दोषोत्र कश्चिदेकं विना शुभे । तेनाथक्रियते चैतदासनस्याभिषेचनम्
त्वंकुमार्यापि संप्राप्ता ऋतुकालं विगर्हिता । तेन दोषंत्वमापन्ना नान्यदस्तीहकारणम्

६४ सर्वान्कामयतेयस्मात्कमेर्धातोश्चभाविनी । तस्मात्कन्येहसुश्रोणीस्वतन्त्रावरवर्णिनी

६५ कन्याहमभवं विप्र यथा प्राह स मामृषिः ॥

६६ ततोहमन्वभवने पितुर्वृत्तांतरक्षिणी । गूढोत्पन्नं सुतं बालं जले कर्णमवासृजम् ॥
यदि पापमपापं वा यदेतद्विवृतं मया ।

६७ प्रिया तु सीता रामस्य दाराः पितृकृता इति ॥
भगवन्न स्वतन्त्राहं पिता मे जननी तथा । स प्रभुर्मेऽप्रदानेते कन्याहं द्विजपुङ्गव ॥
स चेद्दास्यति मा विप्र तुभ्यं तदुचितं मम ।

६८ माभूत्स कालो दुर्मेधः पितरं सत्यवादिनम् । अवमन्यस्वधर्मेण स्वयंवरमुपास्महे
पिताहि प्रभुरस्माकं दैवतं परमं च सः । यस्यनो दास्यति पिता सनोभर्ताभविष्यति

६९ गोदाननिरता येच कन्यादानरताश्चये । मदर्थे कर्मकर्तारस्ते वै भागवतोत्तमाः ॥

७० सुवर्णं तत्र दातव्यं कन्यादानं विशेषतः । वृषभस्थे रवौ विप्रा द्वादश्यां हरिवासरे ॥

तां दृष्ट्वा ववृधेकामः कृष्णस्य दर्शनाम् ॥

कृतेतुदेवताकार्येनिष्क्रामन्तींसुरालयात् । उन्मथ्य सहसाकृष्णःस्वंनिनायरथोत्तमम्

प्रदानमपि कन्यायाः पशुवत्को नुमन्यते । विक्रयंचाप्यपत्यस्य कः कुर्यात्पुरुषोभुवि

४१ एतान्दोषांस्तु कौन्तेयो दृष्टवानिति मे मतिः । अतःप्रसह्य हृतवान्कन्यां धर्मेण पाण्डवः

४२ प्रसह्यहरणं चापि क्षत्रियाणां प्रशस्यते ॥

४३ इयं सुरसुतप्रख्या सर्वधर्मोपचायिनी । सदा देवमनुष्याणामसुराणां च गालव ॥

काङ्क्षिता रूपतो बाला सुता मे प्रतिगृह्यताम् ॥

अस्याः शुल्कं प्रदास्यन्ति नृपा राज्यमपि ध्रुवम् ॥

४४ यस्ते जनिष्यते पुत्रस्तस्यभार्यापि दानवी ॥

४५ मांजातमात्रांधनमित्रनाम्ने तत्रत्यायैवं कस्मैचिदिभ्यकुमारायान्वजानाद्धर्मोमेपिता

४६ उद्वेगमहावर्ते पातयतिपयोधरोन्नमनकाले ।

सरिदिवतटमनुवर्षं विवर्धमाना सुता पितरम् ॥

४७ यौवनारम्भ एव च कन्यकानामिन्धनी भवन्ति पितरः संतापानलस्य ।

हृदयमन्धकारयति मे दिवसमिव पयोधरोन्नतिरहयाः ।

४८ दाने तु प्रमाणमासां पितरः ॥

४९ कन्याश्च पितुराधीना न स्वतन्त्राः कदाचन । यदिमामिच्छति भवान्पितरं मम याचयं

५० अथसाकन्यका ज्ञात्वा पित्रा दत्तास्मि धर्मतः ।

विरूपायततोगत्वा मातरं वाक्यमब्रवीत् ।

५१ ततस्तांगर्हयित्वासौ धिङ्नारीपुरुषायते ।

५२ बालामेवपितायस्तु दद्यात्कन्यां सुरूपिणे । सकृतार्थो भवेल्लोके न चेद्दुष्कृतवान्पिता

चतुर्थाद्वत्सरादूर्ध्वं यावन्न दशमात्ययः । तावद्विवाहः कन्यायाःपित्राकार्यःप्रयत्नतः ॥

यावल्लज्जां न जानाति यावत्क्रीडति पांसुभिः ।

तावत्कन्या प्रदातव्या नोचेत्पितुरधोगतिः ॥

५३ भगवन्नस्वतन्त्रोहं पिता मे जननी तथा । स प्रभुर्ममदाने वै कन्याहं द्विजपुङ्गव ॥

५३/१ अष्टवर्षा त्वियं कन्या पुत्रवत्पालिता मया ।

इदानीं तव पुत्राय दत्ता स्नेहेन पाल्यताम् ॥

५३/२ त्रिंशद्वर्षोवहेत्कन्यां हृद्यां द्वादशवार्षिकीम् । त्र्यष्टवर्षोष्टवर्षां वा धर्मेसीदतिसत्वरः ॥

५३/३ त्रिंशद्वर्षो दशवर्षां भार्यांविन्देत नग्निकाम् । एकविंशतिवर्षो वा सप्तवर्षामवाप्नुयात्

५४ उत्कृष्टायाभिरूपाय वराय सदृशाय च । अप्राप्तामपि तां तस्मै कन्यां दद्याद्यथाविधि ॥

२४ बालोप्येष महातेजाः समर्थस्तस्य निग्रहे।

२५ ऊनषोडशवर्षो मे रामो राजीवलोचनः। न युद्धयोग्यतामस्य पश्यामि सहराक्षसैः॥

अजातव्यञ्जनो बालः :।

२६ बालानां मम पुत्राणामभयं दातुमर्हसि।

२७ उषित्वा द्वादशसमा इक्ष्वाकूणां निवेशने।

मम भर्ता महातेजा वयसा पञ्चविंशकः

अष्टादश हि वर्षाणि मम जन्मनि गण्यते॥

२८ समा द्वादश तत्राहं राघवस्य निवेशने। भुञ्जाना मानुषान्भोगान्सर्वकामसमृद्धिनी

ततस्त्रयोदशे वर्षे राज्ये चेक्ष्वाकुनन्दनम्। अभिषेचयितुं राजा सोपाध्यायः प्रचक्रमे

२९ सप्तदश च वर्षाणि जातस्य तव राघव।

अतीतानि प्रकाङ्क्षन्त्या मया दुःखपरिक्षयम्॥

३० किं मां न प्रेक्षसे राजन्किं वा न प्रतिभाषसे।

बालां बालेन संप्राप्तां भार्यां मां सहचारिणीम्॥

३१ ऊनद्वादशवर्षोयमकृतास्त्रश्च राघवः॥

३२ अजातव्यञ्जनः श्रीमान्बालः॥

३३ पतनविरलैः प्रान्तोन्मीलन्मनोहरकुड्मलैः॥

३४ रामः पञ्चदशेवर्षे षड्वर्षां चैव मैथिलीम्॥

उपयेमे तदा राजन् रम्यां सीतामयोनिजाम्॥

३५ ममागमनमेवेह प्रायेण न हितं तव। अतो न कृतमातिथ्यमपात्राय नरेश्वर॥

३६ भवन्तं शरणं प्राप्य नातिबाधति मे भयम्।

प्रसीद देव लोकेश पाहिमां लोकशासन। अज्ञानतमसाविष्टं ज्ञानचक्षुःप्रदो भव॥

३७ रुक्मिण्या दिव्यमूर्तित्वं संबन्धे कारणमम। मेरुकूटे पुरादेवैः कृतमंशावतारणम्॥

तदानिसृष्टा सा पूर्वं गच्छ त्वं पतिनासह। मानुष्यकुण्डिनगरे भीष्मकस्याङ्गनोदरे

जायस्व विपुलश्रोणि प्रत्यवेक्ष्य च वासवम्॥

तेनाहं वः प्रवक्ष्यामि राजन्नकृतकं वचः। न च सा मनुजेन्द्राणां स्वयंवरविधिक्षमा

एका त्वेकाय दातव्या इति धर्मो व्यवस्थितः॥

३८ वासुदेवस्तुतंदृष्ट्वायोगं विहितमात्मनः। उत्सृज्य मथुरामाशु द्वारकामभिजग्मिवान्

३९ एवं सञ्चिन्तयामासुर्नृपाः शापभयार्दिताः। भूयश्शुश्रुवु राजेन्द्राः केशवाय महात्मने

४० मन्यमानोहि कः सत्सु पुरुषःपरिकीर्तयेत्। अन्यपूर्वांस्त्रियंजातु त्वदन्योमधुसूदन॥

१ विमानमिव सिद्धानां तपसाधिगतं दिवि ॥

२ मनसा ब्रह्मणा सृष्टे विमाने ॥

३ विमानं पुष्पकं दिव्यं मनसा ब्रह्मनिर्मितम् ॥

४ तदप्रमेयप्रतिकारकृत्रिमं कृतं स्वयं साध्विति विश्वकर्मणा ॥
तपःसमाधानपराक्रमार्जितं मनः समाधानविचारचारिणम् ॥

५ तेष्वारूढेषु सर्वेषु कौवेरं परमासनम् । राघवेणाभ्यनुज्ञातमुत्पपात विहायसम् ॥

६ देवोपभोग्यंदिव्यंत्वामाकाशे स्फाटिकं महत् । आकाशगं त्वांमहत्तं विमानमुपपत्स्यते
त्वमेकः सर्वमर्त्येषु विमानवरमास्थितः चरिष्यस्युपरिस्थो हिदेवोविग्रहवानिव ॥

७ तस्यतुष्टेन संदत्तं विमान कामगं पुरा । शक्रेण तत्रसंतिष्ठञ्छनैश्चरमुपाद्रवत् ॥

८ अथतन्निश्चलं दृष्ट्वा पुष्पकं गगनाङ्गणे । एतस्मात्कारणान्नैतदतिक्रामति पुष्पकम् ॥

१० अग्निप्रवेशं यः कुर्यान्नारायणपरायणः । स यात्यग्निप्रकाशेन विमानेन यमालयम्

११ विष्णवर्थे जले प्रविश्य प्राणत्यागेन सोमकल्पेन विमानेन धर्मपुरं गच्छति ॥

१२ दक्षिणं सिन्धुमासाद्य ब्रह्मचारी जितेन्द्रियः ।
अग्निष्टोममवाप्नोति विमानं चाधिगच्छति ॥

१३ ततो वेणां समासाद्य त्रिरात्रोपोषितोनरः । मयूर हंससयुक्तं विमानं लभते नरः ॥

१४ विमानैर्हंससंयुक्तैर्यान्ति मासोपवासिनः । तथा वर्हिप्रयुक्तैश्च षष्ठरात्रोपवासिनः ॥

१५ काञ्चीनूपुरशब्देन सुप्तश्चैव प्रबोध्यते । सहस्रहंसयुक्तेन विमानेन तु गच्छति ॥

१६ तत्पुष्पकं कामगमं विमानमुपस्थितं भूधरसन्निकाशम् ।
दृष्ट्वा तदा विस्मयमाजगाम रामः ससौमित्रिरुदारसत्वः ॥

१७ जागरे मम देवेश यः कुर्यात्पुष्पमण्डपम् । सपुष्पकविमानेन क्रीडते मम सद्मनि ॥

१८ सर्वासां स विमानानि देवतानां चकार ह ।
मनुष्याश्चोपजीवन्ति यस्य शिल्पं महात्मनः ॥

१९ अशक्यं स्प्रष्टुमाकाशमचाल्यो हिमवान्गिरिः ।
अधार्या सेतुना गङ्गा दुर्जया ब्राह्मणा भुवि ॥

२० सिद्धं ह्येतद्वान्ति वीर्यं द्विजानां बाह्वोर्वीर्यं यत्तु तत्क्षत्रियाणाम् ॥

२१ केचिद्भ्रष्टाः सुदृध्युपास्यप्रयोगे । केचिद्भ्रष्टाः कारकान्तप्रयोगे ॥
केचिद्भ्रष्टा यङ्लुगन्तप्रयोगे सर्वे भ्रष्टास्तद्धितान्तप्रयोगे ॥

२२ कार्यवशात्प्रयोगवशाच्च प्राकृतभाषी संवृत्तः

२३ स्त्रीषु ना प्राकृतं वदेत् ।

❀

ہندو دھرم میں یدنیہ

اِس نام میں تین لفظ ہیں - (۱) ہندو (۲) دھرم (۳) یدنیہ - اِن تینوں کی تشریح سُنئے-

(۱) ہندو

ہندو اور سندھو دو لفظ نہیں ہیں - مختلف تلفظوں کی وجہ سے ایک لفظ کی دو صورتیں دکھائی دیتی ہیں -

بعض لوگ سنسکرت میں س اور ش کا تلفظ یکساں کرتے ہیں، آج سے نہیں، قدیم زمانہ میں یہ قومی اختلاف زبان کی ناقابلیت یا بوجہ تکبر یا عدم توجہی کے پیدا ہوا ہوگا - (فاتح لوگ ہاری ہوئی قوم کی زبان کو بگاڑ کر بولا کرتے ہیں، اِس وقت کھڑی اردو بھی اسی کا نمونہ ہی) اور آجتک ویسے ہی چلا آتا ہے، بمبئی علاقہ میں گجراتی اور پارسی لوگ بالعموم ش کا تلفظ س کرتے ہیں - انگریزی الفاظ کو اپنے قاعدہ کے موافق استعمال میں لاتے ہیں - ایجوکیشن کو ایجوکیسن کہتے ہیں - فارسی پڑھنے والے روز کو روج اور تھان کو کھان پڑھتے ہیں - ایسے ہی ہندوستان کے اور حصّوں میں بھی طرح طرح کے تلفظ سننے میں آتے ہیں - تلفظ کا اختلاف ہر ملک میں پایا جاتا ہے - دیکھئے "یہودی اور جھودی" - "جہان اور گیہان" - "شیبولیتھ اور سیبولتھ" "سُوریہ" (سنسکرت) ہور (فارسی) "سپت" (سنسکرت، ہپت (فارسی)" - "دھیم" (سنسکرت) سیم (فارسی)" ایسے ہی "سندھو" کو بعض قومیں "ہندھو" کہتی تھیں - سنسکرت میں سندھو کے معنی سمندر کے ہیں - اور دریائے سندھ کو بھی "سندھو" کہتے تھے - اور اُسکے کناروں پر بسنے والے لوگوں کو "سیندھوہہ" اور "ہیندوہہ" کہا کرتے تھے - مثلاً مہا بھارت آدی پرو میں ملک سندھ کے راجہ کو سیندھوہہ اور بھاگوت پران میں سندھی گھوڑے کو "اشوم سیندھوم" لکھا ہے - اِسی لفظ کا تلفظ پارسی آریوں میں "ہیندھوہہ" ہوا - اور بیرونجات کے لوگوں نے اسکو کسی قدر مختصر بناکر "ہندو" تلفظ کیا -

چونکہ سندھ کا ملک مسلمانوں کے آنے کا پہلا راستہ تھا - انھوں نے سارے ملک کو ہندوستان کہا یعنی وہ ملک جہاں "سندھو" دریا بہتا ہے - لفظ استھان بھی آرین زبان کا ہے - عربوں کی مغلوب فارسی میں اس کا تلفظ ستان ہو گیا - ہندو لفظ مسلمانوں کی ایجاد نہیں ہے - قدیم

آرین لفظ ہے، غلط خیال آرین لوگوں کو چاہیئے کہ تحقیقات کرنے کی عادت ڈالیں اور لفظوں سے ناراض نہوں۔ اور اُن کو مسلمانوں کی ایجاد نہ سمجھیں +

(۲) دھرم

سنسکرت میں "دھر" اور فارسی میں "دار" رکھنے اور تصرف کرنے کے معنوں میں ہے اِسی مادّہ سے لفظ دھرم بنا۔ اِسکے معنی کہیں مذہب کے ہیں۔ کہیں پیشہ کے، کہیں رسم و رواج کے۔ کہیں عادت وغیرہ کے۔ مہابھارت میں دیکھیئے۔

۱۔ داشت و پرداخت کی قابلیت کی وجہ سے دھرم "دھرم" کہلاتا ہے، جس طریقہ میں تحفظ کی قوت ہو اسکو دھرم کہنا چاہیئے۔ (شلوک ۵۸ کرن پروہ ادھیایہ ۶۹ صفحہ ۶۵ اور پھر)

۲۔ دھرم لوگوں کی محافظت کرتا ہے (شلوک ۹۔ ادھیایہ ۱۳۸ صفحہ ۱۱۱)

دھرم کیسے بنا

مہابھارت میں بھیشمہ بزرگ فرماتے ہیں:۔

۳۔ ستیہ یگ میں نہ راج تھا نہ راجہ تھا۔ نہ ہنزا تھی نہ ہنزا دہندہ تھا۔ دھرم ہی سب کی حفاظت کرتا تھا، اور سب دھرم کی بدولت محفوظ تھے۔ (شلوک ۱۴) بعدازاں لوگوں کے دلوں میں نفسانیت کا خیال پیدا ہوا، اور وہ بہک گئے (شلوک ۱۵) اور بہک جانے کے سبب سے دھرم مفقود ہوگیا۔ (شلوک ۱۶) اور جب لوگ بے دھرم کے رہگئے تب برہما کا خیال جاتا رہا اور برہما کو بھول گئے۔ تب دیوتاؤں نے برہما سے عرض کیا کہ دُنیا میں اب کوئی دھرم نہیں رہا۔ اس کا اہتمام فرمایا جائے۔

ویدوں کا نازل ہونا

تب برہمانے ہزارہا برس غور کرکے (شلوک ۲۹) لوگوں کے لئے دھرم، ارتھ، اور کام حاصل کرنے کے لئے شاستر بنا دیا جس کو "تری ورگ شاستر" کہتے تھے، اور ساتھ کے ساتھ موکشہ (نجات) کا طریق بتا دیا (شلوک ۳۰) اسکے بعد برہما کے بنائے ہوئے شاستر پر شیو مہادیو نے تصرف کیا۔ (شلوک ۸۲۔۸۳) اور اس کا نام "باہو دنتکم" رکھا۔ پھر اسکو "برہسپتی" نے مرتب کیا جس کو "بارہسپتیم شاستر" کہتے ہیں (شلوک ۸۴) اسکے بعد دیوتا جمع ہو کر وشنو کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں ایک حاکم کی ضرورت ہے۔ وشنو نے ایک بیٹا پیدا کردیا۔ اور

وشنوی احکام جاری ہوئے۔
بھیشمہ بزرگ کا یہ بیان گو مختصر ہے مگر اس سے دھرم کے پھیلنے اور یکے بعد دیگرے تبدیل ہونے کا صحیح حال معلوم ہوتا ہے۔ پہلے برہما کی پرستش کا خیال پیدا ہوا اور آخر میں وشنو کا۔ گو وشنوی معتقد وشنو ہی کو سب سے مقدم گنتے ہیں۔ اور شیو پرست شیو کو۔ ہر کوئی اپنے دیوتا کو سب سے پہلے بتاتا ہے۔ آئندہ شہادتوں سے بھی یہی ترتیب ثابت ہوتی ہے۔

دھرموں کی تفصیل

۴۔ شیو مہادیو، پاروتی دیوی سے فرماتے ہیں۔ "سو یمبھو (خدا) نے تین دھرم مخلوقات کے ساتھ ساتھ پیدا کئے۔ (۱) ویدک دھرم (۲) سمرتی دھرم (۳) بزرگوں کا ڈالا ہوا رسم و رواج (مہابھارت۔ انوپروہ۔ ادھیایہ ۱۴۱ صفحہ ۱۴۱)

دھرم کی تین قسمیں دیکھ کر ہر کوئی قیاس کر سکتا ہے کہ قدیم سے آریا لوگوں میں مختلف دھرم مروّج تھے۔ ویدک دھرم سب پر غالب نہ تھا۔ اور دھرم بھی ویسے ہی عزیز تھے جیسے کہ ویدک دھرم۔ ویدک دھرم والے ویدک دھرم کے پھیلانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ ان کو بھی رسم و رواج اور بزرگوں کی رائے کے سامنے سر جھکانا پڑتا تھا۔ اور وہ خاندانی رسموں اور گرو کی ہدایتوں کو مجبوراً وید پر ترجیح دیتے تھے۔ عوام الناس سے لیکر اعلیٰ طبقہ تک یہی حال تھا۔ مثلاً دیکھئے رام مہاراج فرماتے ہیں۔

۵۔ گو ہمارا کشتری دھرم، دھرم کہلاتا ہے مگر در اصل ادھرم ہے۔ بے رحم اور پست ہمت لوگ اس پر چلتے ہیں۔ میں اس کو چھوڑتا ہوں اور اُس قدیم روحانی سنیاس دھرم پر چلتا ہوں جس پر نیک بندے چلتے آئے ہیں اور اس کی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہوں (رامائن۔ ایودھیا کانڈم سرگ ۱۰۹ صفحہ ۳۲۹)

لنکا فتح کر کے رام مہاراج نے رانی سیتا کو ساتھ لیا اور ایودھیا پہنچکر اپنا راج جا سنبھالا پھر ایک بازاری افواہ سُنکر رانی سیتا سے علیحدگی اختیار کی۔ قومی رواج کا غلبہ ان کے دل پر اتنا تھا کہ رانی موصوفہ کی پاکدامنی کے بارہ میں خود برہما اور اور دیوتاؤں کی گواہیاں ان کے دل پر اثر نہ ڈال سکیں اور شبہ کے داغ کو نہ مٹا سکیں قومی دستور ہی غالب رہا۔ قومی دستور

ہی نے دھرم کے احکام کو مغلوب کر لیا۔
بزرگ کشتریوں میں رواج تھا کہ اگر کسی عورت کو غیر مرد کا ہاتھ لگجاتا تھا تو اسکو برادری سے نکالدیا کرتے تھے۔ چنانچہ رام مہاراجہ نے سیتا رانی سے صاف صاف کہا:۔
۶۔ دھرم کے قطعی حکم سے واقف مجھ جیسا شخص کیسے ایسی عورت کے ساتھ رہ سکتا ہے جسکو غیر مرد کے ہاتھ لگ چکے ہوں (شلوک ۱۲)
ایسے ہی شالوہ راجہ امبا شہزادی سے کہتا ہے:۔ (مہابھارت ون پروہ۔ ادھیایہ ۲۹۱ ص ۲۳۵)
۷۔ مجھ جیسا شریف راجہ کیسے دوسرے کی چھوئی ہوئی عورت کو اپنے محل میں داخل کرلے۔ شلوک ۸ (مہابھارت ادیوگ پروہ۔ ادھیایہ ۱۷۵ صفحہ ۱۳۷)
امبا بنارس کے راجہ کی بڑی بیٹی تھی، اور شالوہ راجہ سے منسوب ہو چکی تھی۔ کُرو خاندان کے بزرگ بھیشمہ کو اپنے چھوٹے بھائی کے لئے رانیوں کی تلاش تھی۔ کمر باندھ بنارس پہنچا اور راجہ کی تین لڑکیوں کو چھین جھپٹ، رتھ میں ڈال لے اُڑا۔ وہاں اور بھی راجہ رشتہ کے اُمیدوار ٹھیرے ہوئے تھے۔ بعض تو بھیشمہ سے ڈر گئے۔ بعضوں نے تعاقب کیا۔ مگر بھیشمہ منچلا شہزادہ تھا اُس نے سب کو مار ہٹایا۔ آخر موقعہ پاکر امبا شاہزادی نے اسے اپنا قصّہ سنایا، سُنتے ہی بھیشمہ نے اُسے اُسکے دولہا شالوہ راجہ کے پاس بھیجدیا مگر دولہا نے اُسے قبول نہ کیا، کیونکہ پکڑ دھکڑ میں بھیشمہ کے ہاتھ اُسے لگ چکے تھے۔ بیچاری امبا ماری ماری پھرا کی کسی نے اِس کی مدد نہ کی۔ آخر برہمنوں کے "رُستم" پرشورام پاس پہنچی جو اپنی کرامات اور بہادری کی بدولت کشتریوں کے لئے موت کا نمونہ گنا جاتا تھا۔ اس نے مدد کا وعدہ کیا، مگر جوانمردی نہ دکھائی بیچاری امبا جنگلوں میں بھٹکتے بھٹکتے مرکھپ گئی۔
دیکھئے قومی دستور کا زور آریوں میں۔ سیتا اور امبا دونوں نامور گھرانے کی شہزادیاں تھیں اور دونوں کے ماں باپ زندہ تھے۔ مگر کسی نے بھی اُن کی مدد نہ کی کیونکہ بزرگوں کے دھرم اور دستور کے موافق، وہ برادری سے خارج تصور کیجاتی تھیں۔
وید پر رسم و رواج کے ترجیح دئے جانے کی ایک اور مثال قابل دید ہے۔ یہ ویاس مہاراج کی ہے۔ اِن بزرگوار کا اصل نام "کرشن" ہے۔ چونکہ انھوں نے ویدوں کو ترتیب دی اسلئے ان کو "ویاس" (ترتیب دہندہ یا اڈیٹر) کے لقب سے یاد کرنے لگے۔ یہی مہابھارت، اٹھارہ پرانوں

اور اور کتابوں کے مصنف گنے جاتے ہیں۔ با ایں ہمہ رسم و رواج کی پیروی انپر غالب تھی۔ انھوں نے ہی اپنے فتوے سے پانچ پانڈووں کا بیاہ ایک بیوی سے کرادیا۔ لڑکی کے باپ دروپد راجہ نے بہت سر پٹخا اور نہ چاہا کہ پانچ خاوندوں کے ساتھ اپنی بیٹی کا بیاہ کردے اور کہا

۸ - ایک خاوند کی بہت سی بیویاں ہوا کرتی ہیں۔ مگر بہت سے خاوندوں کی ایک شاملات کی بیوی کم سُننے میں آئی ہے (شلوک ۲۷) مہابھارت۔ آدی پروہ ادھیایہ ۱۹۵ صفحہ ۱۶۸ اور پھر کہا،

۹ - ایک عورت کا نکاح کئی مردوں سے کردینا بالکل ادھرم اور انسانیت اور ویدوں کے بالکل خلاف ہے (مہابھارت۔ آدی پروہ ادھیایہ ۱۹۵)

مگر اُدھر یُدھشٹھر اسکے پیچھے پڑا کہ آپ کی بیٹی "دروپدی" نمبروار ہم پانچوں بھائیوں کی شاملات کی بیوی ہونی چاہیئے۔ اُدھر ویاس مہاراج نے دروپد راجہ کو بزرگان سلف کے قصے سُنائے اور ایک بیوی کے کئی خاوند ہونے کی مثالیں دیں اور اسکے متعلق شرعی احکام بتائے اور اپنی کرامت سے اسے روشن ضمیر کردیا تب راجہ نے دیکھا کہ یہ نکاح خود شیو مہادیو کا منظور کیا ہوا ہے اسلئے دست بستہ ہوکر اسے منظور کرلیا اور اپنی بیٹی دروپدی پانچ خاوندوں سے بیاہ دی۔ (آدی پروہ۔ ادھیایہ ۱۹۸ شلوک ۴۔ مہابھارت)

ایسے ہی شری کرشن وشنو یوگیشور رسم و رواج کے پابند تھے۔

ابھی ہم پڑھ چکے ہیں کہ ویاس مہاراج نے پانچ خاوندوں کا بیاہ ایک بیوی سے کرایا۔ یوگیشور وشنو نے چھٹے خاوند کو اُنکے ساتھ منسلک کرنا چاہا اور کرن راجہ کو دُریودھن کی صحبت سے ہٹانے کے لئے یوں ترغیب دی:-

۱۰ - تو تو "کنتی" کا بڑا بیٹا ہے اور اسلئے پانچ پانڈووں کا بڑا بھائی ہے۔ تو ہی راج کا مالک ہے "دُریودھن" کو چھوڑ اور اپنے پانچوں چھوٹے بھائیوں سے ملکر اُنکے ساتھ دروپدی کے چھٹے خاوند ہونے کا حق حاصل کر (شلوک ۱۵ - مہابھارت۔ آدیوگ پروہ۔ ادھیایہ ۱۴۰ صفحہ ۱۱۳)

غرض یہ ہے کہ دھرم کے احکام کی تعمیل کو بڑوں سے چھوٹوں تک کسی نے لازم نہ سمجھا۔ بزرگوں کے دھرم اور گرو کے ارشاد کے ساتھ ساتھ وید کو مانتے رہے۔ عناصر کی پوجا، ستاروں کی پرستش، جانوروں کی پوجا، بھوت پریت کی پوجا، دیوتاؤں کی پوجا، پرمیشور کی پوجا کے

ساتھ کرتے رہے۔ سنیاس بھی موجود، یوگ بھی موجود، وید بھی موجود سب کے سب برحق اور یکساں مانے جاتے رہے۔ سیکڑوں رشیوں اور بہت سے اوتاروں کے تذکرے کتابوں میں موجود ہیں اُن میں سے کسی ایک کو بھی ایسی کامیابی حاصل نہیں ہوئی کہ اُسکے کہنے سے لوگوں نے پچھلے خیالات بھُلادئے ہوں اور صرف اس کی رائے پر عمل کیا ہو۔ ہندوستان کی حالت کے مطابق ومشابہ ایران کا ملک ہے، وہاں جب ایک خدا کا خیال پیدا ہوا اور عناصر کی پوجا کے ختم ہونے کا وقت آیا تب "زردشت" پیغمبر نے اپنی قوم کو وحدانیت کا سبق پڑھایا جسکا اثر ہوا، اور لوگوں نے عناصر کو خدا کہنا چھوڑ دیا اور ایک خدا کو مان اُسی کی پرستش کرنے لگے۔ ہندوستان میں ایسا کوئی مہاتما نظر نہیں پڑتا جس کی تعلیم کے اثر نے پرانے خیالات اکھاڑ نئے عقیدے کو جمایا ہو۔ یہاں تو لوگوں نے جسکو مانا، اُسکو بھی پُرانے ذخیرہ میں شامل کر لیا۔ خود اوتاروں میں سے یوگیشور شری کرشن کی مثال دیکھنے سے اصل نقشہ دکھائی دینے لگتا ہے جسکو ہم باختصار بیان کرتے ہیں۔ بھگودگیتا میں شری کرشن نے تلقین کی ہے کہ میں ہی وشنو ہوں۔ مجھ اکیلے کو مانو اور میری ہی پرستش کرو۔ مجھے ہی نذرانہ دو، اور کسی دیوتا کی پوجا نہ کرو، اور نہ اور کسی کو نذرانہ دو۔ مگر بہت لوگ وشنو کے ساتھ اور دیوتاؤں کی بھی پوجا کرتے چلے آتے ہیں، پُرانی خاندانی رسموں کو چھوڑ نہیں سکتے۔ دور کیوں جاؤ

۱۱۔ خود شری کرشن قدیم دستور کے موافق اپنے رتھ کی پوجا کرتے تھے، سورج کو پوجتے تھے، اور خاندانی دیوتاؤں کو مانتے تھے (بھاگوت پران سکندھ ۱۰ ادھیایہ ۷ شلوک ۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴ صفحہ ۲۹) اور مہابھارت میں بھی ذکر ہے کہ شری کرشن دیوتاؤں کی پوجا کیا کرتے تھے

۱۲۔ شری کرشن نے روانگی سے پہلے سورج کی حمد پڑھی اور آگ کی۔ پھر برکت کے لئے بیل کو چھوا اور آگ کا طواف کیا (ادیوگ پروہ ادھیایہ ۸۳ صفحہ ۷۷)

بزرگوں کی ایسی چال کا یہ اثر ہوا کہ دھرم پر دھرم چپکتا رہا اور لیپ پر لیپ ہوتا رہا اور یہاں تک بڑھا کہ سمجھ دار لوگ چلا اُٹھے کہ دھرم کھو یا گیا۔ ڈھونڈے بھی ہاتھ نہیں آتا۔ دیکھئے رام مہاراج فرماتے ہیں:۔

۱۳۔ نیکوں کا دھرم بہت باریک اور اُلجھا ہوا ہے (راماین کشکانڈم سرگ ۱۸)

۱۴۔ اور راجہ یدھشٹر کہتے ہیں دو کسی کی رائے کچھ کام نہیں دے سکتی اور نہیں بتا سکتی کہ

دھرم کیا ہے۔ وید کے احکام مختلف ہیں، کوئی رشی ایسا نہیں جسکی رائے پر انحصار کیا جا سکے۔ دھرم کی اصلیت مخفی ہے۔ بزرگ لوگ جس راستہ سے گذرے ہیں وہی ہمارا راستہ ہے (مہابھارت ون پروہ ادھیایہ ۳۱۴ صفحہ ۲۵۳۔ شلوک ۱۷) اور پھر ایک اور موقعہ پر اُن کا قول ہے:۔

۱۵۔ کوئی شخص مداومت کر کے دھرم کو نہیں جان سکتا۔ بعض لوگ نیکبختی کو دھرم کہتے ہیں اور نیک چلن والوں ہی کو نمونہ قرار دیتے ہیں لیکن یہ جاننا کہ یہ چلن نیک ہے اور یہ چلن بُرا ہے بہت مشکل ہے، کیونکہ ستیہ یگ میں اور دھرم تھا! اور تریتا میں کچھ اور، دواپر میں کچھ اور کا اور اب کلی یگ میں نرالی صورت کا ہو گیا۔ مجھے تو دھرم طلسم سا معلوم ہوتا ہے، ذرا میں دکھائی دیتا ہے، ذرا میں چھپ جاتا ہے۔ لوگ دھرم کی علامات بھی بتاتے ہیں مگر تشخیص کرنا مشکل ہے۔ اور ہم یہ بھی سُنتے آئے ہیں کہ وید کا رواج روز بروز کم ہوتا جاتا ہے (مہابھارت شانتی موپروہ۔ ادھیایہ ۲۶۰ صفحہ ۱۲۴ شلوک ۳۔ ۵۔ ۷۔ ۱۳ وغیرہ۔

نوٹ۔ یدھشٹھر نے یہ شکایت کی کہ وید کا رواج روز بروز کم ہوتا جاتا ہے مگر خود اسکو رواج دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ بدعقیدگی کا اظہار کیا جیسا کہ ہمیں اسکے سوالات اور بھیشمہ بزرگ کے جوابات سے معلوم ہوتا ہے۔ تاہم لوگ یدھشٹھر کو بہت دیندار مانتے ہیں حالانکہ دیندار کی تعریف مہابھارت میں یوں آئی ہے:۔

۱۶۔ ڈوبتے ہوئے دھرم کو جو کوئی بچائے اور سنبھالے وہی دیندار کہلانے کا مستحق ہے۔ ایسے ہی بھیشمہ بزرگ کی نالہ وزاری بھی سُنیئے۔

۱۷۔ گو ہم اپنے شاستر سے راضی و خوش ہیں مگر اصل فلاح ہمیں نصیب نہیں، شاستر بہت ہیں مگر ان میں اچھے بُرے کی تمیز کرنا مشکل ہے۔ اگر ایک شاستر ہوتا تو کیسی اچھی بات ہوتی اب تو فلاح غائب ہے، کونسے دھرم میں ہے یہ معلوم نہیں (مہابھارت شانتی موپروہ۔ ادھیایہ ۲۸۷ صفحہ ۱۷۸) اور دیکھئے۔

جب دُریودھن نے پانڈووں کی رانی دروپدی کو دربار میں پکڑ بلایا تو اس مصیبت زدہ رانی نے بھیشمہ اور اور تمام درباریوں سے اپیل کی کہ "اس ادھرم کو کیسے جائز رکھا جاتا ہے کہ میں پردہ دار شریف بی بی دربار میں سب کے سامنے بے پردہ کیجاتی ہوں" اس وقت بھی بھیشمہ بزرگ نے ایسا ہی جواب دیا۔

۱۸- میں کہہ چکا ہوں کہ دھرم بہت باریک ہے، علما بھی فیصلہ نہیں کر سکتے کہ دھرم کیا ہے۔
(مہابھارت سبھا پروہ ادھیایہ ۶۹ صفحہ ۶۱) اور دیکھئے بھاگوت پران میں۔
۱۹- عقلاء کہتے ہیں کہ دھرم کے بیشمار دروازے اور بہت سے راستے ہیں۔
اور ایسے ہی ویدور مہاراج کہتے ہیں۔
۲۰- دھرم بہت باریک شے ہے جس کا جاننا مشکل ہے، احتیاط سے برتنا چاہیئے (مہابھارت ادیوگ پروہ ادھیایہ ۳۶ صفحہ ۳۲) اور پھر یدھشٹھر کہتے ہیں :-
۲۱- دھرم کی راہ باریک ہے، لوگ بھٹکتے رہتے ہیں (مہابھارت انوپروہ ادھیایہ ۱۰ صفحہ ۱۰)
۲۲- ایسے ہی سری کرشن بھی دھرم کی حالت کو باریک اور مشکل فیصلہ طلب بتلاتے ہیں۔
(مہابھارت کرن پروہ ادھیایہ ۶۹ صفحہ ۶۵) اور پھر بھیشمہ بزرگ کہتے ہیں۔
۲۳- آشرموں والوں کا دھرم صاف صاف دکھائی نہیں دیتا۔ سیکڑوں دروازے ہیں جس سے چاہو داخل ہو، یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ سیدھا راستہ کونسے دروازہ میں سے ہو کر گذرتا ہے۔ (مہابھارت شانتی مو پروہ ادھیایہ ۴۶ صفحہ ۵۵)

نوٹ - مذکورہ بالا بڑے سے بڑے بزرگوں کی شہادتوں سے ثابت ہے کہ "کرم کانڈم" "دستور العمل" امر و نہی کے احکام بڑے بڑے رشیوں نے اپنی اپنی رائے سے وید سے نکالے، اور طرح طرح کے لباس میں انکو ظاہر کیا اسلیئے دھرم کی ایک صورت نہ رہی۔ مستند صورت قربانیوں کے متعلق امر و نہی کی تھی۔ یوگ اور سنیاس اور جین دھرم کے غلبہ کی وجہ سے قربانیاں بند ہوتے ہوتے کالعدم ہوگئیں۔ اسلیئے دھرم شاخ در شاخ ہوگیا۔ اور اتنا بدلا کہ پہچانا نہ پڑا۔ یجور وید دھرم کا مرکز تھا۔ قربانیوں پر دھرم کا دار و مدار تھا۔ جب دھرم کی پرکار مرکز سے اتر گئی یعنی قربانیاں بند ہوگئیں تب دھرم کا دائرہ ٹیڑھا بینگا ہو کر رفتہ رفتہ گم ہوگیا۔ دھرم کے دائرہ کو چھوڑ دینے کے سبب سے آریا قوم تتر بتر ہوگئی اور قوت کا شیرازہ ٹوٹ گیا۔
۲۴- بقول کادمبری "کلی یگ کی بیدینی کو دیکھ کر تینوں وید جنگل میں جا بسے (کادمبری ص ۲۴۵) قصہ مختصر جا بجا یہی شکایت نظر آتی ہے کہ دھرم باریک ہے اور اس کا پالینا مشکل ہے۔ آخری دور میں اگر راجہ یدھشٹھر ویدک دھرم کو نہ بھولتا تو ملک اور قوم کی حالت کچھ اور ہی ہوتی۔ مگر وہ کیا کرتا مجبور تھا۔ اسکے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ اسکے زمانہ میں وید کمزور ہوچکے

تھے، سنیاس اور خاصکر یوگ کا غلبہ تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ یوگیشور شری کرشن کے ہاتھ پانڈوؤں کی تکمیل تھی۔ انھیں کی تدبیر سے پانڈوؤں کو دولت اور سلطنت پھر نصیب ہوئی۔ چنانچہ دریودھن اور اور سب کا بھی خیال تھا کہ شری کرشن کو ہی پانڈوؤں کی جڑ اور بنیاد سمجھنا چاہیے۔ مہابھارت درونہ پروہ ادھیایہ ۱۸۲ صفحہ ۱۴۹ - اور خود یدھشٹھر کا اعتراف دیکھیے کہ کرشن ہی ہماری جڑ ہے، فتح اور شکست دونوں اسی کے ہاتھ ہیں۔ (شلوک ۳۵ مہابھارت ادیوگ پروہ ادھیایہ ا) اور پھر یدھشٹھر شری کرشن سے کہتے ہیں کہ حضور ہی ہماری جائے پناہ اور ہمارے گرو ہیں۔ (ادیوگ پروہ۔ ادھیایہ ۱۴۷ صفحہ ۱۱۷) -

یدھشٹھر مہاراجہ کا ایسا اچھا عقیدہ پاکر شری کرشن نے یوگ کی تلقین کی اور پانڈوؤں کو جتوانے کی راہ نکالی۔ مثلاً کوروؤں اور پانڈوؤں کی لڑائی میں جب درونہ آچاریہ نے پانڈوؤں کی فوج کا ایک بڑا حصہ تہ تیغ کر ڈالا تو شری کرشن نے پانڈوؤں کو متنبہ کیا اور کہا کہ اگر باقی آدھا دن بھی درونہ کو مل گیا تو یقین جانو کہ تمھاری ساری فوج ماری جائیگی، ہوشیار خبردار اے پانڈو کے بیٹو! فتح حاصل کرنے کے لئے یوگ اختیار کرو اور دھرم کو چھوڑ دو، جو تدبیر میں بتاتا ہوں اُس پر چلو، شری کرشن کی تدبیر سنکر بھیم نے اپنا ایک ہاتھی اشوت تھامہ نام مار ڈالا اور غل مچایا کہ لو اشوت تھامہ مارا گیا۔ مخالفین کے گروہ میں درونہ آچاریہ کا ایک بہادر بیٹا بھی تھا جسکا نام بھی اشوت تھامہ تھا۔ جب اُسنے اشوت تھامہ کے مارے جانے کا شور و غل سُنا تو اسکے اوسان خطا ہو گئے اور سمجھا کہ بیٹا مارا گیا۔ فوراً لڑائی چھوڑ اس افواہ کی تصدیق کرنے کے لئے یدھشٹھر کے پاس پہنچا۔ یدھشٹھر سچائی میں مشہور تھا کبھی جھوٹ نہ بولتا تھا۔ درونہ کو یقین تھا کہ یدھشٹھر ہی سچی خبر دیگا۔ مگر یوگی یدھشٹھر نے دغا سے کام لیا اور چلا کر کہا کہ ہاں یہ سچی خبر ہے۔ اشوت تھامہ مارا گیا۔ اور ہاتھی کا لفظ ایسے آہستہ سے کہا کہ درونہ نہ سن سکا۔ یدھشٹھر کا جواب سُنکر درونہ کا دِل ٹوٹ گیا۔ اُس نے ہتھیار پھینک دئے اور یوگ سمادھی کرکے بیٹھ رہا۔ ایسے وقت پانڈوؤں نے موقع پاکر اُس کا سر کٹوا دیا۔ درونہ کے قتل کے بعد دریودھن کے طرفداروں میں کوئی سردار کمانڈر کے عہدہ کے لائق نہ رہا۔ اور پانڈوں کو فتح نصیب ہو گئی۔

اُس زمانہ کے قانون حرب کی رو سے اگر اس کارروائی کو جانچا جائے تو معلوم ہو جائے کہ ایسی فتح کو آریا بزرگ فتح نہ سمجھتے تھے، دھرم ہی کو غالب گنتے تھے۔ چنانچہ بھیشم بزرگ فرماتے ہیں کہ

۲۹ دھرم کے قواعد اور لڑائی کی شرائط کے موافق لڑنے سے اگر شکست ہوجائے، اور بربادی آجائے ہونے دو، اور آجانے دو۔ دھرم ہر حالت میں بہتر ہے۔ بے ایمانی سے فتح حاصل کی ہوئی کسی کام کی نہیں۔ (مہابھارت شانتی راپروہ ادھیایہ ۹۵۔ اور پھر اسی ادھیایہ میں دیکھئے کہ سویمبھو

۳۰ برہما کا حکم ہے کہ دھرم کی پابندی سے لڑنا چاہیئے (شلوک ۴) اور جو کشتری دھرم کو چھوڑ ادھرم سے فتحمند ہو وہ دھرم کو برباد کرتا ہے (شلوک ۱۵) بے ایمانی کرنے والا خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مارتا ہے، اور بدباطن لوگ ہی ایسا کرتے ہیں، چاہئے کہ بے ایمان کو بھی ایمانداری سے مغلوب کرے ایسے ہی برہماپران ادھیایہ ۱۰۸ میں ہے کہ دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ یہ تینوں انسان کی زندگی کے پھل ہیں، ان تینوں کو حاصل کرنا چاہیئے۔ ہرگز ادھرم سے کام نہ لینا چاہیئے۔ (شلوک ۱۱)

نوٹ۔ یہ سب کچھ ویدک دھرم کے متعلق ہے، یوگ کو دھرم کی ضرورت نہیں ہے، اور شری کرشن یوگ کے ایشور ہیں۔ اسلئے انھوں نے پانڈووں کو دھرم کو چھوڑ دینے کی ہدایت کی کیونکہ دھرم پر چل کر ان کو فتح حاصل نہوتی، اسلئے ادھرم پر چلنے کی ہدایت کی۔ یاد رہے کہ یوگ کے اصول کے موافق دھرم اور ادھرم۔ دھرم پر نہ چلنا اور ادھرم پر چلنا دونوں ایشور کے کام ہیں، وہی دھرم ہے اور وہی ادھرم ہے، وہی چلتا پھرتا ہے، وہی دھرم کرتا ہے اور وہی ادھرم کرتا ہے یوگی کچھ بھی نہیں کرتا۔ یہی عقیدہ شری کرشن کی تلقین کی بنیاد ہے، ان کی نظر میں دھرم اور

۳۱ ادھرم دونوں برابر ہیں۔ ہمہ اوست مدنظر ہے۔ فرماتے ہیں کہ دریودھن کے طرفدار بہت زبردست تھے۔ ان کو رستم و اسفندیار بھی مار نہ سکتے تھے، حیلے سازی اور دھوکہ بازی سے میں نے اُن کو مروا دیا دھرم کی لڑائی سے وہ کبھی نہ مرتے۔ اور سلطنت تمھارے ہاتھ نہ آتی (شلیہ پروہ ادھیایا ۶۱ مہابھارت) گتکہ کی لڑائی میں ٹانگوں پر حملہ کرنا ممنوع ہے، دریودھن بڑا گتکہ باز تھا، مگر اس کی ٹانگیں کمزور تھیں۔ جب اس کی فوج برباد ہوگئی وہ ایک تالاب میں جاکر چھپ رہا اُسوقت بھیم نے اُسے جا پکڑا اور لڑائی کا اعلان کیا۔ دریودھن گتکہ کے لئے آمادہ ہوگیا، دونوں نے خوب وار کئے، اور شام ہونے آئی۔ بھیم نے قسم کھا رکھی تھی کہ سورج ڈوبنے سے پہلے دریودھن کو مار ڈالوں گا۔ مگر دریودھن گتکہ کا استاد تھا۔ بھیم کو ذرا بھی اُسکے مارنے کا موقع نہ ملا، اور اس لئے بہت پریشان تھا کہ کیسے اسے مار کر اپنی قسم کو پورا کرے، اور سچا بنے۔ ایسے آڑے وقت شری کرشن نے یوگ کی تعلیم سے اس کی مدد کی، اور ہدایت کی کہ دریودھن کی ٹانگیں توڑ ڈال

ورنہ وہ تیرے بس کا نہیں، نہ مریگا۔ اور تو جھوٹا پڑیگا۔ بھیم تو دھرم کا پیرو معاہدہ کو توڑنا گناہ سمجھتا تھا۔ مگر یوگیشور کی تلقین سے تقویت پاکر اُس نے دھرم کو چھوڑ بھگود گیتا اور بھاگوت پران کی حسب ذیل تعلیم پر عمل کیا کہ دانشمند شخص نیک اور بد کا خیال نہیں کیا کرتا جیسے ہو اپنا کام نکال لیتا ہے۔ یوگ کے معنے کام میں حذاقت کے ہیں۔ (مہابھارت بھیشمہ پروہ گیتا ادھیایہ ۲) گناہ کے ڈر کے مارے یوگی کسی کام کو نہیں چھوڑتا، اور ثواب کی اُمید میں کسی کام کو نہیں کرتا۔ وہ تو بچّہ کی طرح گناہ اور صواب میں تمیز نہیں کرتا، دونوں کو یکساں سمجھتا ہے۔ نہ گناہ سے ڈرتا ہے نہ ثواب کی اُمید میں ہمت باندھتا ہے۔ (بھاگوت پران سکندھ ۱۱۔ ادھیایہ) اور فوراً لڑائی کی شرائط کو توڑ دُریودھن کی ٹانگیں توڑ ڈالیں۔ اور اس طرح پانڈووں کو فتح نصیب ہو گئی۔ ایسے ہی برہما پران میں وارد ہے کہ جیسے مُرغابی پانی میں تیرتی ہوئی بھی نہیں بھیگتی اور پانی کا اثر اسپر نہیں ہوتا ایسے ہی بے تعلق یوگی گناہ و صواب کے مخمصہ میں نہیں پھنستا، وہ کام کا ذمہ وار نہیں، بُرا بھلا کام سب پرمیشور کا ہے۔ یوگی کو کچھ بھی ڈر نہیں وہ سب کچھ کرتا ہے، اور کچھ بھی نہیں کرتا۔ ایشور فاعل حقیقی ہے، ثواب و عذاب بھی ایشور ہی کا حصّہ ہے (شلوک ۸۲۔ ادھیایہ ۱۲۹)۔

نوٹ۔ جب مہاراجہ دھرتراشٹر دُریودھن کے والد کو اطلاع ملی کہ بھیم نے دُریودھن کی ٹانگوں پر دھرم کے خلاف حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا تب اس نے بے ساختہ کہا کہ دیکھو دُریودھن کو یہ ہدایت شری کرشن خلاف معاہدہ مار ڈالا۔ (مہابھارت آدی پروہ ادھیایہ ۱۔ صفحہ ۱۲) ایسے ہی اُت تنکہ رشی نے شری کرشن سے کہا کہ آپ نے جھوٹا عملدرآمد کر کے کرو خاندان اور اور راجاؤں کو ہلاک کروایا۔ ایسے ہی بھوری شروہ نے ارجن سے شکایت کی جب کہ اُسنے شری کرشن کی ہدایت سے دھرم کو توڑ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا "ایسا کمینہ عملدرآمد اور کسی آریا نے آجتک نہیں کیا۔" یہ سخت برتاؤ تو نے شری کرشن کے کہنے سے کیا۔ یہ تو اسی کے لائق تھا، وہی ایسا کرتا، اے ارجن تو نے ایسا کام کیا جو تیری شان کے شایاں نہ تھا۔ (مہابھارت درونہ پروہ۔ ادھیایہ ۱۴۳۔ صفحہ ۱۰۸)۔

نوٹ۔ پانڈووں کے زمانہ میں دھرم کی جو گت تھی وہ اِن مذکورہ بالا حکایتوں سے اچھی طرح معلوم ہوتی ہے، یوگ غلبہ کرتا جاتا تھا، لوگ دھرم کو توڑ یوگ کی ہدایت کے مواقف ایسے

کام کرتے تھے جن کو وید پرست بُرا کہتے تھے، اور شری کرشن پر الزام لگاتے تھے۔ مگر وہ اپنے تصوف کے پکّے تھے۔ جو دل میں آتا تھا، بلا تامل کر گذرتے تھے، اور پرمیشور کو فاعل سمجھتے تھے سوبھوار کے بیان میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ آپ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی شیشوپال کا سر مجمع عام میں ان کی سخت کلامی کی وجہ سے دفعتًا کاٹ ڈالا۔ ایسی وارداتوں سے بعض لوگ خوش نہ تھے اور ان کو معتوب کرتے تھے۔ مگر یوگ کا زور ایسے عتابوں سے نہ رُکا۔ اور وید نظروں سے اُتر گیا۔ دھرم کے قاعدے ڈھیلے پڑتے گئے، اور یوگ بڑھتا چڑھتا گیا۔ اور وید بالکل متروک ہو گیا شری کرشن نے تلقین کر کے ویدک دھرم پر یوگ دھرم چڑھا دیا، اور ان کے معتقدوں نے خود ان کی تعلیم میں اصلاح کی۔ اور دھرم۔ دان۔ تپ۔ قربانی وغیرہ سب کو خیر باد کہی۔

اوپر ہم نے اس مضمون کے متعلق شری کرشن کے کئی ارشادات درج کئے ہیں۔ اسوقت ایک اور واضح تر ارشاد پر نظر پڑی وہ بھی ہدیہ ناظرین ہے، فرماتے ہیں کہ ماضی، حال، استقبال ۳۸ اِن تینوں زمانوں میں موجود پرمیشور جو تدبیر کرنے اور سوچنے بغیر مخلوقات کو پیدا کرتا رہتا ہے۔ (یعنی پیدا کرنا اس کی عادت ہے، پیدائش میں دل نہیں لگاتا، عادتًا بلا تعلق پیدائش ہوتی رہتی ہے، اِس لئے یوگی بھی کسی کام میں دِل نہیں لگاتا مگر کام کرتا رہتا ہے۔) اسلئے ایسے بلا تعلق پیدا کرنے والے کو یہ تین گن (جن پر وید کا دار و مدار ہے) نہیں پہنچ سکتے۔ ان میں پھنسا ۳۹ ہوا انسان ہمیشہ پیدا ہونے اور مرنے کے دور میں پھنسا رہتا ہے۔ اور یہ تینوں گن (دھرم ارتھ کام) بار بار پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اُس ابدی ذات کو جو بلا تعلق پیدا کرتا ہے نہیں پہونچ سکتے صرف عارف اسکو جانتا ہے۔ اِس لئے لازم ہے کہ طالب وصل ان تینوں گنوں کو وید جن کا موجد ہی ترک کردے، اور جب اس میں تعلق کی صفات نہ رہیں گی تو وہ بھی مجرد ہو کر اُس بے تعلق اور بے صفت ذات میں داخل ہو جائے گا۔ یعنی جب تک دھرم پر چلے گا تعلقات میں اور سنسار کے پھندوں میں پھنسا رہیگا۔ ان کو چھوڑ کر اور مجرد ہو کر اُس مجرد ذات میں حلول کر لیگا۔ (مہابھارت اشومیدپرو ادھیایہ ۴۳ صفحہ ۳۲) اسی مضمون کو مہابھارت (شانتی پرو ادھیایہ ۲۴۱ صفحہ ۱۱۴) میں ۴۰ سنیاسی یوں بیان کرتا ہے کہ یتی دھرم کو چھوڑ دیتا ہے، کیونکہ دھرم میں کام کرنا پڑتا ہے اور کام کاج میں دل لگانے سے آدمی گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسلئے کام چھوڑ توجہ اور عرفان میں دِل لگا کر نجات ۴۱ پا جاتا ہے، اور اس لئے دور اندیش زاہد نفس کش عمل کو ترک کر دیتا ہے۔ کیونکہ دھرم پر (عمل

کرنیسے پھر پھر پیدائش ہوتی رہتی ہے، اور عرفان پر عمل کرنیسے نجات میسر آتی ہے۔

زمانہ حال کے ایک تعلیم یافتہ یوگی کا قصہ

کوئی چوبیس برس ہوئے مجھے سوامی رام تیرتھ ایم اے جیسے مہاتما کے ساتھ ایک دفعہ جہاز پر سفر کرنے کا اتفاق ہوا، خوش اخلاق اور سنجیدہ شخص تھے۔ مگر سیانی مکھی کی طرح مکڑی کے جالے میں پھنس چکے تھے۔ ایک روز موقع پاکر میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ جیسا لکھا پڑھا سمجھدار شخص اور انسانی فرائض کو ترک کرکے فرشتہ بننے کی خواہش! اگر آپ سمادھی کرکے آسمانوں میں اُڑنے لگیں یا زمین کے مرکز سے گذر امریکہ پہنچ جائیں تب بھی پیدائشی حقوق کا بوجھ آپ کے سر سے نہیں اُتریگا، ٹلائے نہ ٹلیگا۔ یا تو آپ انسانی فرائض کو جھٹلائیے، یا قطع تعلق کی سچائی مجھے سمجھائیے جن لوگوں نے آپ کو پالا اور پرورش کیا اُن کا بھی آپ پر حق ہے، جنکے دنیا میں پیدا ہونے کا ظاہری سبب آپ ہیں اُن کا بھی آپ پر حق ہے، جس زمین پر آپ چلتے پھرتے ہیں اُس کا بھی آپ پر حق ہے۔ ایسے ہی علیٰ قدر مراتب اور بہت سے حقوق کے بوجھ سے آپ دبے ہوئے ہیں علم۔ عقل اور روحانیت کے لحاظ سے آپ کیسے بری الذمہ ہو سکتے ہیں۔ حقوق کے ادا نہ کرنے کا گناہ آپ کے ذمہ ہے، کوئی سی بھی روحانیت اسے مٹا نہیں سکتی، اور جب دل گنہگار ہوا تو اس میں روحانیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ آپ جیسے جوان آدمی کو چاہیئے کہ محنت مزدوری کرکے کھائیے یا نہ کھائیے مگر اور مستحقوں کو کھلائیے۔ یہ اپاہج بننے کا طریق آپ نے کیسے سیکھا اور پسند کیا۔ یہ کہکر سعدی کا یہ شعر ؎

بروشیر درندہ باش اے دغل میندار خود را چو روباہ شل

پڑھا، اور ان کو سمجھایا۔ رام تیرتھ نے کچھ دیر تامل کیا، اور کہا کہ اِس سوال کا جواب میں کچھ نہیں دلیسکتا۔ اور انسانی فرائض کو بھی رد نہیں کر سکتا۔ مگر کیا کروں یہ میرا عقیدہ ہے۔ قطع تعلق اور علیحدگی اِس میں لازمی ہے۔ رام تیرتھ جیسے لکھے پڑھے شخص کو یوگ میں ثابت قدم دیکھ کر وید کے بے اثر ہو جانے اور دھرموں کے پھیلنے کی بابت جو تعجب مجھے ہوا کرتا تھا وہ جاتا رہا۔ چند سال ہوئے مجھے معلوم ہوا کہ وہ پانی میں یوگ سمادھی کرکے غوطہ لگا پرماتما میں جا ملے۔ گو رام تیرتھ کا آتما یوگ سمادھی کے ذریعہ سے پرماتما میں جا ملا۔ مگر دھرم کی اصل تو وید ہے۔

چنانچہ خود یوگیوں کے متبرک پران بھاگوت میں وارد ہے۔ کہ جس دھرم کا وید نے حکم دیا ہے وہی اصل دھرم ہے، اسکے خلاف جو کچھ ہو اس کو ادھرم بیدینی سمجھو، وید خود نارائن سویمبھو ہی ہے (بھاگوت پران سکندھ ۶۔ ادھیایہ ۱)۔ ایسے ہی مہابھارت میں ہے کہ وید کے سوائے اور کسی کا حکم شاستر نہیں کہلا سکتا۔ (شانتی موپروہ ادھیایہ ۲۶۹)۔ اور دیکھئے جو کوئی بلا وجہ باپ اور گرو کو چھوڑ دے اسکو دھرم کے لحاظ سے انسانیت کے درجہ سے گرا ہوا اور کمینہ کہنا چاہئے۔ (مہابھارت شانتی پروہ۔ آپت۔ ادھیایہ ۱۶۵ صفحہ ۲۸) یدھشٹھر نے ایک موقع پر خوب کہا۔ ویدوں کے نہ ماننے اور شاستروں پر عمل نہ کرنے سے ابتری پھیلتی ہے، اور مخلوق برباد ہوجاتی ہے (مہابھارت انوپروہ ادھیایہ ۳۷ ص ۵)۔

جو شہادتیں اوپر درج کیجا چکی ہیں اُن سے ثابت ہے کہ یوگ کی پیروی کرکے کشتری راجاؤں اور آریوں نے وید کو چھوڑ دیا، دھرم شاستر کو ترک کیا، بزرگوں کے دستور العمل کو چھوڑا، ویدک قربانیاں بند کردیں، جس سے قومی جوش وخروش جاتا رہا، اہنسا پرمو دھرمہ ایذا نہ دینا ہی اعلیٰ دھرم اُن کا عقیدہ ٹھیرا، لڑائیاں لڑنے سے متنفر ہوگئے، آزاد تھے غلام بن گئے، سپاہی تھے اپاہج ہوگئے، اور کہنے لگے کہ نجات ہی برہما ہے، وید پر عمل کرنے سے نجات حاصل نہیں ہوتی، بار بار پیدا ہونا اور مرنا پڑتا ہے۔ یوگ سے نجات ملتی ہے (مہابھارت شانتی موپروہ ادھیایہ ۲۱۷) چاہئے کہ روزمرہ تینوں وید سکھائے (شلوک ۱۰) جو کوئی ویدوں کی جڑ کاٹے اِس سے بڑھکر اور کوئی گنہگار نہیں، وہ اندھیرے دوزخ میں ڈوب مرتا ہے (شلوک ۱۱) سکند پران۔ برہما کھنڈ ۳ (دھرم ۲۔ ادھیایہ ۶ صفحہ ۱۱۶) یہ ہی نیک صلاح ہے اسی سے نجات ملسکتی ہے

پرمیشور کا خیال کیسے پیدا ہوا۔ چار یُگوں کا دوران

یُگ چار ہیں۔ ستیہ یا کرت یُگ[۱]، تریتا یُگ[۲]، دواپر یُگ[۳]، کلی یُگ[۴]۔ یُگ کے معنی قرن اور زمانہ کے ہیں۔ ہر ایک یُگ لکھو کھہا برسوں کا ہوا کرتا ہے، اور ان کا دوران یکے بعد دیگرے جاری رہتا ہے۔ یُگ کے اختتام پر قیامت آتی ہے، اور پھر نئی پیدائش ہوتی ہے۔ سنسکرت کے محاورہ میں انسان کے ابتدائی زمانہ کو ستیہ یُگ یا کرت یگ یعنی راستی کا زمانہ کہتے ہیں، اُس زمانہ میں سچ کا رواج تھا، ہر کوئی اپنا اپنا فرض خود بخود ادا کرتا تھا، تب کوئی

حاکم تھا نہ محکوم - کاشتکاری کا سلسلہ نہ تھا، لڑائی جھگڑے پیدا ہونے کی گنجایش نہ تھی -
اکرشٹہ پچہ (فارسی میں ناکاشتہ پختہ) یعنی بغیر کاشت کئے قدرتی اناج پات پھل پھولوں پر مخلوقات
کی گذران ہوا کرتی تھی، آدمی کم تھے، میدان وسیع تھا، خیال کو استعمال کرنے کی ضرورت نہ تھی،
رفتہ رفتہ آبادی بڑھی - قدرتی پیداوار اناج پات وغیرہ کی کافی نہو پائی - تب دماغ کے
استعمال کا وقت آیا، خوراک پیدا کرنے کی تدبیریں نکلیں - زمینوں پر قبضہ اور تصرف ہونے لگا
دودھ، گھی وغیرہ اشیا کی بدولت جانور عزیز سمجھے جانے لگے - اور زمین کھود کر بیج ڈالنے کا طریقہ
نکلا، بیلوں سے مدد لینے کی نوبت آئی، اور بیل کی عظمت ثابت ہوئی، یہانتک کہ گائے بیل
دونوں پجنے لگے، اور دیوتا اور پرمیشور جیسی عزت پانے لگے - "ہلا نتم برہما ورجیسم" یعنی ہل
چلتے ہی روحانیت سلب ہو گئی، لڑائی جھگڑے پیدا ہو گئے - نفسانیت نے روحانیت کی جگہ
لی، تب ستیہ یگ کا خاتمہ ہوا - اور قانون کی ضرورت معلوم ہوئی، اور منو یعنی سمجھدار با فکرت
آدمی اِس کام کے لئے منتخب ہوئے (من کے معنی سوچنے کے ہیں، اِسی لئے دل کو بھی من کہتے ہیں)
ستیہ یگ کے بعد تریتا یگ آیا - قانون دان کشتری آئے اور انھوں نے قانون بتانا اور
بنانا شروع کیا، یہی اپنے ساتھ وید بھی لائے، اور ان کے آتے ہی، ویدوں کے حکم کی مطابق
تین آگون کی پرستش شروع ہوئی، اور معبود برہما ہوا - (برہم کے معنی بڑے اور عظیم الشان
کے ہیں) جنکو یہ خیال آیا یا جنھوں نے یہ خیال پیدا کیا وہ برہمن کہلائے - کشتری راجاؤں نے
باہر سے آکر ملک فتح کیا اور وید کا دھرم پھیلایا - چنانچہ راماین میں مذکور ہے (ارنیہ کانڈم سرگ ۱۴۱
۴۷ صفحہ ۴۰۶) راجہ ہی دھرم کی جڑ ہے (شلوک ۱۰) اور پھر کش کانڈم سرگ ۱۸ میں ہے -
۴۸ راجہ ہی دھرم سکھانے اور امن و امان قائم رکھنے والے ہیں - (شلوک ۱۴)
۴۹ ایسے ہی مہابھارت میں ہے کہ راجہ ہی دھرم کی جڑ ہے - (شانتی راپروہ ادھیایہ ۶۸-۵۸)
اِن اوراق میں کسی اور جگہ خود پرمیشور برہما اور ہنومان دیوتا وغیرہ کی بتائی ہوئی تفصیل سے
معلوم ہوگا کہ ستیہ یگ میں ایک ہی وید سچ کا تھا، اور کوئی قانون نہ تھا - تریتا یگ میں
کشتری لوگ وید لائے - اور قدیم دھرموں اور رسم و رواج کے ساتھ ساتھ انپر عمل شروع
ہوا - اور جانوروں کی قربانیاں دھوم دھام سے ہونے لگیں -
ستیہ کرت یگ میں قربانی کرنے کا رواج تھا یا نہیں اسکا مفصل حال ابتک میری نگاہ سے

نہیں گذرا۔ مگر اس یگ میں پانچ ناخون والے پانچ جانوروں کے حلال کئے جانے کا تذکرہ قربانی کے مضمون میں درج ہی۔ برہمن لوگ انھیں جانوروں کو قربان کرتے اور کھاتے تھے۔ لیکن تریتا یگ میں یجور وید پر پورا عمل ہوا، اور زبردست بزرگ کشتریوں بنے گائے۔ بیل، انسان، اور گھوڑے وغیرہ جانوروں کی قربانیاں کیں۔

گائے بیل کی پرستش

کاشتکاروں میں گائے بیل کی پرستش کچھ تعجب کی بات نہیں۔ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ایران، مصر اور اور زراعتی ملکوں میں بھی قدیم سے گائے بیل کی پوجا کا رواج تھا۔ قدیم ایران کی رسومات کی یادگار میں آجکل بھی بمبئی کے پارسی آتشکدوں میں بیل رکھا جاتا ہی اور خاص خاص موقعوں پر اُس کا پیشاب استعمال کیا جاتا ہے۔

ہندوستان کی طرح قدیم بابل شہر میں بھی بیل اور سانپوں کی بڑی وقعت تھی، وہاں کے بادشاہ بخت نصر نے اپنے شہر کو بیلوں اور پیروں سے چلنے والے اژدہاؤں سے آراستہ کیا۔ یعنی فصیلوں اور شاہی عمارتوں میں بیلوں اور پاؤں سے چلنے والے اژدہاؤں کی تصویروں سے منقش اینٹیں لگائیں۔ ایسے ہی ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کا گنج گاو مشہور ہی جس میں جواہرات سے مرصع گائے، بھینس وغیرہ جانوروں کے سُنہری پتلے رکھے گئے تھے۔ ہندوستان میں شیو مہادیو کی سواری کے بیل نندی نام کو ابتک کروڑوں آدمی پوجتے ہیں اور شیو مہادیو کی حمد میں کہتے ہیں۔ کہ اے پرمیشور جنگلی جانوروں میں تو ہی شیر ہے۔ اور پلاؤ جانوروں میں تو ہی بیل ہے جس کی سب عبادت کرتے ہیں۔ ۵۰

خاصکر کشتریوں میں بیل متبرک گنا جاتا تھا۔ تاجپوشی کی رسم میں بیل جُڑے ہوئے رتھ پر سوار ہوتے تھے۔ شری کرشن بھی سفر کے لئے سوار ہونے سے پہلے دیوتاؤں کی پوجا پاٹھ کر کے بیل کی پیٹھ کو چھوا کرتے تھے۔ رتھ میں سوار ہونے سے پیشتر شری کرشن نے بیل کی پیٹھ کو چھوا، اور برہمنوں سے رخصت ہوئے۔ (مہابھارت۔ ادیوگ پروہ ادھیایہ ۸۳) ۵۱

برہما خود اپنے بدن کو گوبر کے نچوڑ سے دھو کر پاک کرتے ہیں۔ برہما نے مجھے اپنی گوبر کے نچوڑ سے دھوئی ہوئی گود میں بٹھایا (شلوک ۱۰) پربودھ چندرودیہ۔ انکہ ۲۔ صفحہ ۶۰۔ ۵۲

ہندوستان میں اب بھی گائے اور بیل کے پیشاب پینے اور گوبر کھانے کا رواج عام طور پر جاری ہے

۵۳ راجہ یدھشٹھر اپنے دل کو پاک صاف کرنے کے لئے گوبر میں سے چنے ہوئے جو کے ٹکڑے اور گوبر کا پانی کھاتا پیتا تھا۔ (مہا بھارت انوپروہ ادھیایہ ۷۶ صفحہ ۹۸)

۵۴ بیل کا دان بھی بڑے ثواب کا کام تھا۔ چنانچہ مہا بھارت میں مذکور ہی کہ جو کوئی زبردست ہل کھینچنے جوگا بیل دے اس کو دس گائے دان کرنیوالے کا سا ثواب ملتا ہی (انوپروہ ادھیایہ ۷۳)

یہ سب کچھ صحیح۔ مگر مصر کے ملک میں جو عروج بیل کو ہوا وہ اور کسی ملک میں نہیں ہوا۔ ہزارہا برس ہوئے مصری لوگ بچھڑے کی پوجا کیا کرتے تھے۔ گوسالہ سامری کے قصّے کتابوں میں موجود ہیں۔ مصر کے پایہ تخت قاہرہ سے کوئی تیس چالیس میل دور ایک گاؤں سقارا نام کا ہی۔ اسکے گرد نواح میں پرانی آبادیوں کے کھنڈر دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں ایک فرانسیسی مبصر نے بہت پرانا مندر زمین دوز کھود نکالا ہے جسکو تمائی کا مندر کہتے ہیں، اس عجیب و غریب مندر میں قد آدم بلند بیس بائیس صندوق قیمتی پتھر کے رکھے ہیں، ہر ایک میں بچھڑے خدا کی لاش مومیائی کی ہوئی فیتے میں لپٹی ہوئی رکھی ہی۔

عربوں کی عجیب و غریب ایجاد اور تمام دنیا پر اُن کا احسان

گوسالہ سامری کا جادو واقعی عجیب جادو تھا جس نے بنی اسرائیل کو بیل و گوسالہ پرست بنا دیا تھا۔ زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ آج تمام دنیا میں سب اسی گوسالہ کا نام لیتے ہیں، بڈھے، جوان، بچے، مرد، عورت ہر ملک میں اُسے یاد کرتے ہیں، اور اسی کے صدقہ علم سیکھتے ہیں، اور اسے نہیں بھولتے بتائیے تو۔ کیا ایسا بیل معجزہ کا بیل نہیں۔ سنئے یہ الف بے اور یہ الفے بیٹ اور یہ دیوناگری کے حروف اسی بیل کی کرامات کا ایک کرشمہ ہیں۔ قدیم مصری لوگوں نے جب اس حد تک ترقی کی کہ لکھنے پڑھنے کی نوبت آئی تو چیزوں کی تصویریں بنا کر خیال کو ادا کیا کرتے تھے۔ آواز کے لحاظ سے حروف ایجاد کرنے کی قوت اسوقت تک دماغ میں پیدا نہیں ہوئی تھی۔ تصویر بنانے کا یہ طریق مصریوں سے اور لوگوں نے سیکھا، اور اپنی اپنی ضرورت اور اپنے اپنے طرز خیال کی مطابق اسمیں تبدیلیاں کیں۔ اسلئے مختلف قوموں میں پھیلکر تصویر بنانے کا طریق گھٹتا بڑھتا اور بدلتا گیا۔ اور بہت کچھ الٹ پھیر اس میں ہو گیا۔ فن انکشاف سے ثابت ہوا ہے کہ کوئی چار ہزار برس ہوئے سیمیٹک (عرب) قوم نے پانسو برس مصر پر سلطنت کی اور اس دوران میں تصویر کے ذریعہ سے خیالات ادا کرنے کا طریقہ مصریوں سے سیکھا، اور جب وہاں سے نکلے تو تصویر نویسی کا فن اپنے

اپنے ساتھ لائے، اور اسکو ترقی دی اور ایسی دی کہ جسکا جواب نہیں۔ انھوں نے یہ کمال کیا کہ مجسم شے کو معنوی شے بنادیا۔ مجسم علامات کو آواز کی علامات کے معنی پہنادئے یعنی تصویر نویسی کو آواز نویسی سے بدلدیا یعنی آواز ادا کرنے کے لئے انھوں نے تصویروں میں سے مختصر علامات چھانٹ لیں

"الف" کیوں "الف" کہلاتا ہے۔ تصویر کیسے آواز ہوگئی؟

حرف الف جسکو ہم آج کئی آوازیں ادا کرنے کے لئے لکھتے ہیں، قدیم زمانہ میں پورے بیل کی تصویر کا نام تھا۔ تصویر کا نام الف نہ تھا بلکہ موجدوں کی زبان میں آلف اور آلپو بیل کو کہتے تھے۔ فی نیشین عرب زبان میں آلف بیل کو کہتے تھے اور سریانی میں الپو۔ یہ دونوں کاشتکار قومیں بیل پرست تھیں، اور گوسالہ کو خدا سمجھتی تھیں، اسلئے برکت کے لئے پہلے الف (بیل) کو رکھا۔ اور رفتہ رفتہ تصویر کو گھٹاتے گھٹاتے صرف بیل کے سر پر اکتفا کیا اور بجائے بیل کی پوری تصویر کے "ᗅ" اس علامت کو کافی سمجھا اس علامت میں بیل کا منہ نیچے اور اوپر دو سینگ صاف دکھائی دیتے ہیں، اسی دوران میں یہ علامت یورپ میں پہنچی اور اسکی صورت مختلف قوموں میں جاکر مختلف ہوگئی۔ انگریزی زبان کے ماخذ میں یہی علامت "A" اولٹ گئی۔ بیل کے دو سینگ نیچے اور منہ اوپر ہوگیا، اور اسکو بجائے الف کے "اِ" کہنے لگے۔ عربوں نے اس فن میں ضرور معجزہ دکھایا، اور انسان کے دماغ کی قوت کو بیکار نہ رکھا۔ الف کی "ᗅ" اِس علامت کو اور گھٹایا، اور صرف ایک سینگ "ا" پر اکتفا کیا، اور اس سینگ کو آ اِ اُ تلفظوں کے ادا کرنے کے لئے ٹھیرالیا۔ یہ مجسم سینگ "ا" اب آواز کی علامتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ جسم تھا آواز بنگیا۔ مگر اس کا نام بدستور الف ہی رہا، بیل خدا کا نام برکت کے لئے اپنے حروف میں سب سے پہلے رکھا۔ ایک دو اور حرف دیکھئے تاکہ یہ دلچسپ اور قابل فخر عرب بزرگوں کی یادگار اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

حرف ج کو لیجئے۔ عربی میں جمل اونٹ کو کہتے ہیں، اونٹ کی پوری تصویر بنانے کی جگہ اس کے سر اور گردن پر اکتفا کیا "ج" کو دیکھئے۔ ہو بہو اونٹ کے سر اور گردن کی تصویر ہے، پھر اسکو بھی گھٹا کر صرف "ج" لکھا۔ اسکو بھی عام طور پر ج تلفظ ادا کرنے کے لئے ٹھیرایا، اور صرف اونٹ پر منحصر نہ رکھا پہلے یہ ایک جسم کی صورت تھی، اب آواز کی۔ ایسے ہی اور حروف بھی تلفظ کے لئے تیار ہوگئے۔ مفصل حال پڑھنے کے لئے ڈاکٹر ٹیلر کی کتاب "ہسٹری اوف لیٹرز" دیکھئے۔

ہندی آرین قوم نے بھی یہ حروف سیکھے، اور سنسکرت کی کتابوں کو کھروشتی حروف سے ان عربی

مثلاً سنسکرت آ = ج کا الٹ۔ سنسکرت व = عرب و۔ ن = عرب ن۔ ह = عرب د۔ سنسکرت ङ = عرب

حروف میں منتقل کر دیا، اور اس تحریر کو "دیوناگری" کہا۔ یعنی دیوتاؤں کے شہر میں رائج حروف۔ یا یوں کہو کہ زمین کے دیوتا برہمنوں کی آبادی میں رائج حروف یا برہمنوں نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ "ہمارا تعلق دیوتاؤں کے شہر سے ہے وہاں سے ہم یہ حروف لائے ہیں"۔ ان کو دیوناگری نام دیا۔ اِس سے برہمنوں کا سکّہ آریا قوموں پر ضرور خوب زور سے بیٹھا ہوگا۔

دیکھئے گوسالہ سامری کا معجزہ کہ اپنے ملکوں میں تو خدا تھا ہی ہندوستان میں آکر بھی خدا ہی کہلایا "دیوناگری" نام ہی اس کا کافی ثبوت ہے۔ مزید براں دیکھئے کہ جیسے الف = 'ا' اپنے ملکوں میں خدا تھا اور اسکی پوجا ہوتی تھی، ویسے ہی دیوناگری میں "ا" برہما، شیو، اور وشنو کا نام ہے جن کی پوجا ہوتی ہے، اور وہی عربی حرف "ن" آریوں کے مقدس ترین حرف ॐ اُوم کے سر تاج بنا۔

جیسے حروف کی ایجاد عرب لوگوں میں برکت کے لئے بیل کے نام سے ہوئی، ویسے ہی خیال کیا جا سکتا ہے کہ بیل کی آواز سے ہندوستان میں حرف "اوم" بنایا گیا، جو ویدوں کا نچوڑ یا اسم اعظم ہے اور وید کا منتر پڑھنے سے پہلے بسم اللہ کی جگہ پڑھا جاتا ہے۔

دیکھئے بھاگوت پران میں شری کرشن فرماتے ہیں کہ کرت یگ میں ایک وید "اوم" کی صورت لئے ہوئے موجود تھا، اور میں خود بیل کا روپ بھرے ہوئے تھا (بھاگوت پران سکند ۱۱۔ ادھیایہ ۱۷) یہ اشلوک اس خیال کی پوری تائید کرتا ہے، بیل ہی اس وقت خدا مانا جاتا تھا، اور بیل کی دھڑک ضرور اُوم جیسی سُنائی دیتی ہے، وہی خدا کی آواز شمار کی گئی۔ اور اسی لئے اُس کو اسم اعظم کا درجہ دیا گیا، اور اُوم ویدوں کے پڑھنے کے وقت پہلے پڑھا جاتا ہے۔ یہ شلوک بھاگوت پران کا جو خاص وشنو (شری کرشن) کا پران ہے، وشنو کو سب سے پہلے گنتا ہے۔ شیو پران شیو مہادیو کو سب سے پہلے بتاتے ہیں، اور برہما کے زمانہ میں جو شیو مہادیو سے پہلے تھا، برہما کو سب سے پہلے کہتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ ابتدا میں بیل کی آواز سے یہ تلفظ اوم لیا گیا، اور برہما، شیو، اور وشنو کی ذات کے لئے ان کی الوہیت کے زمانہ میں مستعمل رہا اور اب بھی ہے۔

اصل میں لفظ اُوم کا تلفظ تین حرفوں پر مبنی ہے۔ آ۔ آو۔ م یہ تین حرف ہیں۔ مگر اس کو یک حرف کہتے ہیں، کیونکہ یہ تلفظ ایک حرف کی طرح بیل کی آواز میں سنائی دیتا ہے اور ایک ہی معبود برہما کے لئے موضوع ہوا تھا۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "ا" کے معنی ہیں وشنو۔ یعنی "ا" وشنو کے لئے ہے "او" شیو مہادیو کے لئے۔ اور "م" برہما کے لئے۔

اوپر حرفوں کے بیان میں آچکا ہے کہ "ا" بیل (خدا) کا قائمقام ہے، جب ہندی آریوں نے حرف
عربی سے لئے اس وقت یہ خیال بھی آیا اور یہاں بھی "اُ" برہما کے لئے مخصوص ہوا۔ جب برہما کا
دَور ختم ہوا اور شیو پرست پھیلے تب شیو مہادیو کو بھی "ا" سے تعبیر کرنے لگے، اور پھر وشنو کے
دوران میں وہی "ا" وشنو کا نام ہوا۔ ایسے ہی اور دو حرف آو اور م ہر ایک خدا کے لئے
استعمال کئے گئے۔ جو لوگ دنیاوی عقل سے زیادہ کام لینے کی طرف راغب ہوئے ان کو یہ خیال
پیدا ہوا کہ کیوں نہ ہم ان تینوں خداؤں کو ایک خدا کی تین صفتیں مانیں، اور موحد گنے جائیں۔
یہ خیال پُرانی کتابوں سے ثابت نہیں ہوتا۔ اگر یہ درست خیال ہوتا تو اس وقت بھی تینوں خداؤں
برہما، شیو، اور وشنو کی پرستش ہوا کرتی۔ مگر برہما کا تو پرستش میں حصہ ہی نہیں رہا۔ اس سے
معلوم ہوا کہ تینوں ایک نہیں بلکہ تینوں ایک دوسرے کے مخالف و معاند حریفوں کے خدا رہے
ہیں۔ دوسرے نے پہلے کو اور تیسرے نے دوسرے کو مٹانا چاہا۔ شیو مہادیو نے غلبہ پاکر برہما کو الوہیت
۵۷ سے خارج کر دیا۔ منڈوکو پنشت کا پہلا منتر ہے کہ دیوؤں میں سب سے پہلا برہما ہوا ہے جس نے کون و
مکان کو پیدا کیا اور استقامت بخشی۔ اوپنشت کے اس منتر سے برہما کا اول نمبر ثابت ہے، اور
اوپنشت سے زیادہ معتبر کوئی کتاب سنسکرت میں موجود نہیں ہے۔ لیکن شیو پرست کہیں گے کہ
سب سے پہلے شیو مہادیو ہیں، اور وشنو پرست وشنو کو اوّل بتلائینگے۔ اسی لئے اوم میں "ا"
وشنو کو قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ بلحاظ تاریخی بیانوں کے وشنو کا تیسرا درجہ ہے۔ یعنی برہما اور شیو مہادیو
کے بعد۔ ان اوراق میں ہم اوپر دیکھ آئے ہیں کہ کرتہ (ستیہ) اُیگ کے ختم ہونے پر تریتا یگ میں وید لائے
گئے اور برہما کی پرستش ویدک کے حکم کے مطابق شروع ہوئی، برہما خالق تھا۔ سوچنے والی مخلوقات کے
پیدا کرنے والے کو برہما کہا اور اسے ہی پوجا۔ پھر خیال میں وسعت پیدا ہوئی کہ پیدا کرنے والے کے
علاوہ اور بڑی قوت فنا کر دینے والی موجود ہے، برہما کی خلقت کو وہ ہلاک کر دینے والی قوت فنا
کر دیتی ہے۔ اِسلئے ہلاک کرنے والی قوت کو شنکر (شیو) کے نام سے معبود بنایا۔ شیو مہادیو کے
معتقدوں نے برہما کے معتقدوں کو نیست و نابود کر ڈالا اور ان کی سلطنتیں اپنی بنالیں، اور برہما
۵۸ کو دیوتاؤں کے حلقہ سے نکال دیا۔ بھاگوت پران میں اشارتاً مذکور ہے کہ فلاں ... اپنی جان
بچانے کو ایسے زور سے بھاگا جیسے رُدّر (شیو) کے خوف سے برہما (سکندھ ۱۔ ادھیایہ ۷)
۵۹ برہما کے خاتمہ کی بابت اور قصہ دیکھئے۔ شیو مہادیو فرماتے ہیں کہ پہلے زمانہ کرت یگ میں خالق

۶۰ پرجاپتی برہما کی بدعنوانیوں کو اور ایشوروں کی شان کے خلاف کارروائیوں کو دیکھکر مجھے غصہ آیا، اور میںنے
۶۱ فوراً اُسکا سر کاٹ ڈالا، اور مجھ پر برہما کے مار ڈالنے کا الزام لگا۔ (شلوک ۴) اور میں برہما
کا سر ہاتھ میں لئے سب تیرتھوں پر گیا تاکہ برہما ہتیا کے گناہ کا کفارہ ادا کروں۔ (شلوک ۵)
۶۲ لیکن برہما ہتیا کا گناہ بدستور رہا۔ آخر میں وشنو کے حضور میں حاضر ہوا۔ (شلوک ۶)
۶۳ اور نہایت عجز و انکسار سے میںنے اپنے کرتوت کا قصہ اُس رحیم و کریم سے عرض کیا (شلوک ۷)
۶۴ اور اسی کے حکم سے اب بدری آشرم کے تیرتھ پر آیا ہوں (شلوک ۸ سکند پران، وئی کھنڈ ۲۔
ادھیایہ ۲۔ بدریکا شرم ماہاتمیم) شیو مہادیو نے برہما کا سر قلم کر ڈالا، اِس سے برہما
کا زوال ثابت ہے، اور وشنو کے حکم کی تعمیل کرنے سے وشنویوں کا حملہ اور کامیابی صاف صاف
معلوم ہوتی ہے۔ کسی بیان اور تاویل کی ضرورت نہیں۔

بعض لوگوں نے یہ خیال پیدا کیا کہ پہلے پیدائش ہے اور پھر زندگی اور پھر مرنا۔ اِس لحاظ سے پہلے
برہما پیدا کنندہ اور پھر وشنو حفاظت کنندہ اور پھر شیو مہادیو مارنے والے ہوئے۔ یہ خیال لفظ اُوم
سے ثابت نہیں۔ صرف شیو مہادیو ہی اوماپتی کہلاتے ہیں، اس نام کا دوسرا حرف آو لفظ اُدم"
کے وسط میں ہے جس سے ظاہر ہے "ا" برہما۔ "اُ" شیو اور "م" وشنو کے لئے ہے۔ وشنوی
فاتحوں نے اپنے دیوتا کو پہلا نمبر دینے کی کوشش کی، اور پھر دُنیا کی ترتیب کا لحاظ کرکے دوسرا
درجہ دیا۔ یعنی وشنو زندگی کے محافظ۔ تمام خیالات کا لحاظ کرکے صحیح ترتیب یہی ہے کہ پہلے برہما
اور پھر شیو اور پھر وشنو کا خیال پیدا ہوا۔ شیو پرست شیو ہی کو محافظ بھی تصور کرتے ہیں اور اسی لئے
ایک اور نام اُن کا شنکر ہے۔ قدیم زمانہ میں ایک بزرگ برہمن "کوتھومہ" نام ہو گذرے
ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ لفظ اوم کا "ا" برہما ہے، اور "او" وشنو ہے اور "م" شیو مہادیو۔
(شلوک ۶۸ مہیشور کھنڈ اکو ۲۔ ادھیایہ ۵ صفحہ ۸۵ سکند پران) یہ بزرگ برہمن ان تین
دیوتاؤں کو تین گُن قرار دیتے ہیں۔ برہما ستیہ گن، وشنو رجوگن اور شیو تموگن۔ ستیہ یگ
میں صرف برہما (خالق) کا خیال پیدا ہوا اور پھر (دنیاداری) رجوگن وشنو کا اور تموگن (نیست
و نابود کرنے والے کا خیال) پیدا ہوا۔

ایسے ہی ایک اور حکایت ہری ونش پران، وشنو پردہ میں دیکھئے:۔ ایک دفعہ برہما کے
پجاریوں نے برہما سے عرض کیا کہ زمین کے کسی پردہ کے اندر ہمیں چھ شہر مطلوب ہیں جن میں سب

سب سامان عیش و عشرت کا مہیا ہو جہاں جاکر ہم آرام سے آباد ہوں، زمین پر تو ہمیں شیو کا خطرہ لگا رہتا ہے وہاں علیحدہ ہونگے اور آرام سے بسینگے، حضور ملاحظہ فرمائیں کہ شیو نے ہماری آبادیاں برباد کر ڈالیں (شلوک ۱۷-۱۸ وغیرہ ادھیایہ ۸۲- ہری ونش پران - وشنو پروہ)

یہ دلیل بھی ثابت کرتی ہے کہ برہما نے شیو میں حلول کر لیا یعنی جب شیو کا خیال پیدا ہوا تب برہما کی پیروی کا خیال مٹنا شروع ہو گیا۔ شیو پرستوں نے تمام سلطنتیں برہما پرستوں کی چھین لیں یہانتک کہ وہ زمین کے اندر جا چھپنے کے آرزومند ہوئے تاکہ اپنے معبود برہما کی پوجا کو قائم رکھیں۔ مگر شیو پرستوں نے ایسا غلبہ کیا کہ وہ سب شیو پرست بن گئے۔

رامائن میں بھی ایسی ہی شہادت موجود ہے۔ دیکھئے:۔ والمیکی مہاراج نے رامائن میں آسمان پر سے گنگا نیچے اُتارنے کا قصہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھاگیرتھ راجہ نے آسمان سے گنگا نیچے اُتار لانے کا قصد کیا، اور برہما سے اجازت مانگی۔ برہما نے جواب دیا کہ تیری درخواست منظور ہے۔ گنگا نیچے اُتریگی۔ مگر زمین پر اسکے گرنے کا صدمہ شیو مہادیو کے سوائے اور کوئی نہیں اُٹھا سکتا (یعنی زمین پر شیو کا حکم چلتا ہے) میں کچھ نہیں کر سکتا، وہاں جاکر عرض کرو (رامائن بالکانڈم سرگ ۴۲) ۶۷

شیو پرست راجہ، وشنو کی مورت اُکھاڑ پھینکتا ہے

وُرک نام ایک شیو پرست راجہ تھا۔ اسنے ایک غار میں رہکر ریاضت کی اور وظیفے پڑھے۔ بعدازاں اسی غار میں ایک برہمن سنکرتی نام نے جاکر وشنو کی مورت چھپا کر رکھی اور خفیہ اُسکی پرستش شروع کی جب شیو پرست برہمنوں وغیرہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ہتھیار لیکر اسپر حملہ کیا اور اُسے خوب مارا لیکن وشنو کے اقبال سے اُسے ہلاک نہ کر سکے اُنکے تیز اور کارگر ہتھیار کھنڈے پڑ گئے اور وہ لاچار ہو کر ورک راجہ کے حضور میں فریاد لیکر گئے اور عرض کیا کہ ایک برہمن وشنو کی مورت کی اُسی غار میں پوجا کرتا ہے جہاں حضور نے ریاضت کی تھی۔ اُسکا ایسا اثر ہے کہ ہمارے ہتھیار کھنڈے پڑ گئے اور اُسکے بدن پر کچھ اثر نہیں ہوا یہ خبر سُنکر راجہ وہاں گیا اور وشنو کی مورت وہاں سے نکال باہر پھینکدی اور اُسکی بہت مذمت کی (ش ۱۵) اور دونوں لاتوں سے اُس برہمن کو ٹھکرایا اور کہا کہ تو قابل قتل ہے کیونکہ میرے دشمن وشنو کو چھپاکر پوجتا ہے۔ یہ کہکر تلوار سے اُسے قتل کرنا چاہا لیکن تلوار کے سینکڑوں ٹکڑے ہو گئے اور وہ برہمن سالم رہا اور اُس برہمن نے غصہ میں اُسے بددعا دی۔ کہ خدا کرے تیری دونوں ٹانگیں گل پڑیں (ش ۲۰-۲۱-۲۲-۲۳) یہ دعا قبول ہوئی اور راجہ کی ٹانگیں جاتی رہیں (سکند پران، ناگر کھنڈ ادھیایہ ۲۳۱) ۷۵-۷۸ (۱۹)

۷۶ دیتیوں کی تمام فوج اور بلی کا بیٹا اور شنکر مہادیو، اور انکا بیٹا سشُو بہادر کارتیکیہ سوامی جو دیوتاؤں کی فوج کا کمانڈر ہے سب کے سب شری کرشن وشنو کے ساتھ لڑنے لگے۔ مہادیو شنکر اور
۷۷ ہری وشنو کے مابین سخت مہیب لڑائی ہوئی جس سے تمام عالم کانپ اُٹھا، اور سخت تکلیف ہتھیاروں کی کوفت سے اُٹھائی۔ دیوتاؤں کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا کے لئے قیامت برپا
۷۸ ہوئی ہے۔ تب جربھہ استر (ایسا عمل جس سے بدن ڈھیلا پڑ جائے) وشنو نے انپر پھینکا اور شیو مہادیو فوراً ڈھیلے پڑ گئے۔ اور ان کی فوج سب برباد ہو گئی، اس عمل سے ان کو مٹھ ڈالا۔
۷۹ شیو مہادیو اُس کے اثر سے ایسے بیتاب ہو گئے کہ فوراً بیٹھ گئے اور معصوم شری کرشن سے لڑ نہ سکے
۸۰ (شلوک ۲۵۔ برہما پران۔ ادھیایہ ۹۷ صفحہ ۱۱۹)

جنگ و جدال مابین برہما و وشنو و شیو مہادیو (برہما کا مرنا)

۸۱ قدیم زمانہ میں سب کے سامنے پرجاپتی (برہما) اور وشنو میں جنگ ہوئی۔ برہما نے کہا کہ میں ہی خالق ہوں، اور کوئی خالق نہیں ہے سب کو میں ہی سنبھالے ہوں، اور سب پر احسان کرتا ہوں اور کوئی دیوتا مجھ سے بڑھکر نہیں (۵-۶) یہ سُنکر نارائن وشنو نے ہنسکر کہا کہ ایسی لاف و گزاف سے کیا فائدہ، ایسی بڑائی پھر نہ مارنا۔ میں سب مخلوق کا خالق ہوں، میں ہی قربانی ہوں معبود ہوں، بغیر میرے دُنیا کی ہستی قایم نہیں رہ سکتی (۹) میرے ہی لطف و کرم سے تونے دنیا کو پیدا کیا (شلوک ۱۰) برہما اور وشنو دونوں یہ بحث کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو ہرانا
۸۲ چاہتے تھے کہ اتنے میں چاروں وید وہاں آئے اور یوں حقیقت بتائی:۔ اے وشنو تو خالق نہیں اور نہ تو اے برہما، خالق تو شیو مہادیو ہی ہے، اسی کی مایا اور قدرت نے یہ سب مخلوق پیدا کی ہے (ش ۱۳) وہی خالق وہی رزاق، وہی مارنے والا ہے۔ (شلوک ۱۴)
ویدوں کا سچا قول سُنکر برہما اور وشنو دونوں بول اُٹھے:۔ کہ واہ پاروتی سے لپٹا ہوا اور نوکروں سے گھرا ہوا شیو کیسے بے لوث ذات خالق بن سکتا ہے۔ (شلوک ۱۶) جب وہ دونوں کہچکے تب پرنوہ "اوم" مجسم ہو کر بول اُٹھا کہ پاروتی اور شیو دونوں ایک ہی ہیں، ایک ہی ذات ہے، سب مخلوقات سے اعلیٰ اور برتر ہے (شلوک ۱۹) اے برہما پیدائش کے لئے شیو ہی تجھے قدرت بخشد یتا ہے (ش ۲۰) اور اے وشنو وہی شیو تجھے ستوگنہ بخشکر مخلوقات کی حفاظت کے لئے بھیجتا ہے (۲۰) اور رُدر کو فنا کر دینے کی قوت دیکر بھیجد یتا ہے۔ (ش ۲۱) اس لئے

اے برہما اور اے وشنو تم دونوں میں سے کوئی بھی بذات خود موجود نہیں، تمہاری ہستی کچھ بھی نہیں یہ تمام ہستی اور اقتدار شنبھو (شیو مہادیو) کا ہے (۲۲) کوئی اس کا خالق نہیں (شلوک ۲۶) اسلئے تم دونوں غلطی میں نہ پڑو اور بیہودہ باتیں نہ کہو۔ پرنوہ "اوم" کی تقریر سُنکر وہ دونوں مبہوت ہو گئے (شلوک ۲۸) اسکے بعد مہادیو نے اپنا عظمت و جلال ظاہر کیا، اس کو دیکھنے کیلئے

۸۳ برہما نے اپنا پانچواں مُنہ پیدا کیا، اور اسکو دیکھ کر کہا کہ اے میں نے تجھے پہچانا، تو قدیم زمانہ میں میری پیشانی سے پیدا ہوا تھا، اور تیرا نام رُدرا تھا۔ (شلوک ۳۴) جب مہادیو نے برہما کا یہ تکبرانہ طعنہ سُنا تو مہا بھیرو موکل کو بھیجا۔ اور وہ بہت دیر تک برہما کے ساتھ لڑتا رہا (ش ۳۶)

۸۴ اور اس دوران میں اس نے برہما کا پانچواں چہرہ تابناک دیکھا اور غصہ میں آکر اسے کاٹ ڈالا سر کٹتے ہی برہما مر گئے (شلوک ۳۹) مگر شیو مہادیو نے اپنے لطف و کرم سے انھیں زندہ کر دیا، تب برہما کو شیو کے جاہ و جلال سے واقفیت پیدا ہوئی، اور انہوں نے اپنی گستاخی کی معافی مانگی شیو مہادیو اُنسے خوش ہو گئے اور کہا کہ اب امن و امان ہے، کچھ خوف نہ کیجئے (شلوک ۴۵)
(سکند پران، برہما کھنڈ ۳۔ ادھیایہ ۲۴ صفحہ ۴۴)

اس کتھا سے بھی اچھی طرح ثابت ہے کہ شیو مہادیو کے پیرووں نے برہما کی عبادت و ہستی کو مٹا دیا، اب صرف تذکروں میں ان کا نام باقی ہے، عبادت میں ان کو حصہ نہیں ملتا۔
وشنو کے پیرووں کو شیو مہادیو کی پوجا کو مٹا دینے کا کافی موقع اور وقت نہیں ملا، اس لئے وہ موجود ہے۔ اور اس حکایت میں صاف بیان ہے کہ مہادیو نے وشنو کو محافظ مقرر کرکے چھوڑ دیا اُن سے کوئی معارضہ اور مقابلہ نہ کیا، دونوں کی عبادت ہوتی چلی آتی ہے۔ صرف برہما کا سر کٹا اور وہ معدوم ہو گئے۔

برہما کی پوجا کیسے بند ہوئی

اپنی بیوی ساوتری دیوی کی غیر حاضری میں ایکدفعہ برہما نے ایک اور بیوی گھوسن بیاہ لی۔ جب ساوتری کو خبر ہوئی تو اس نے برہما کو یوں بد دعا دی کہ تو نے ایسی گھٹیا جگہ بیاہ کیا کہ جس کو دُنیا کے لوگ سب معیوب سمجھتے ہیں، اس لئے اب سے تیری پوجا بند ہو جائے گی، اور جو کوئی تیری پوجا کریگا وہ بدبخت مفلس ہو رہیگا۔ تجھے ایسے شنیع کام کرنے سے شرم نہیں آتی۔ تیری عقل ماری گئی اور اچھے بُرے کام میں تمیز کرنے کا مادہ باقی نہیں رہا، شہوت پرستوں، چوروں اور

جُواریوں کے پاس شرم اگر نہیں پھٹکتی - (سکند پران، ناگر کھنڈ ۶ - ادھیایہ ۱۹۲ صفحہ ۲۱۴)
ایسے ایسے اور بہت سے طعنے دیوی ساوتری نے برہما کو دئے، جن سے برہما کے پرمیشور ہونے میں لوگوں کو شبہ پیدا ہو گیا اور انھوں نے برہما کی پُوجا چھوڑ دی -

نارائن وشنو

تیسرے، خدا وشنو کا حال سُنیئے؛ - ہلاک کرنے والی قوت کے گو لوگ پہلے مغلوب ہوئے مگر جب دماغ نے خیال کو وسعت دی تو انھیں خیال پیدا ہوا کہ مخلوقات کو جو قوت قائم رکھتی ہے اور جس کی بدولت زندگی آرام سے بسر ہوتی ہے اور جو رحیم و کریم ہے وہی قابل پرستش کے ہے، آخر اس خیال کے لوگوں نے غلبہ کیا - اور شنکریوں کی سلطنتیں چھین اپنی عملداری قائم کرنے اور وشنو کے دھرم کو پھیلانے کی کوششیں کیں -

وشنوی لوگوں کے غلبہ کے زمانہ میں ایک دفعہ رشی لوگوں اور دیوتاؤں کو اُن کے مخالفین نے دق کرنا شروع کیا - وہ سب ملکر شیو مہادیو کے حضور میں حاضر ہوئے اور فریاد کی کہ حضور اُن ظالموں کو نیست و نابود فرمائیے - تب مہادیو نے جواب دیا کہ اے بزرگو میں تو ان کو ہلاک نہیں کر سکتا میں تو ان کو پناہ دے چکا ہوں - لیکن مشورہ دیتا ہوں کہ تم وشنو کی پناہ لو، وہی قادر مطلق ہے - ان کو ہلاک کر ڈالے گا (رامائن اتر کانڈم - سرگ ۶ صفحہ ۹۲۸)

شیو مہادیو کا یہ جواب دیکھئے کیسا عاجزانہ ہے، جیسے برہما نے اپنی لاچاری اور شیو مہادیو کی قوت کو مانا ایسے ہی وشنوی غلبہ کے وقت شیو مہادیو نے اپنی لاچاری اور وشنو کے غلبہ کا اعتراف کیا - اس جواب میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ شیو ظالموں کو پناہ دیتا ہے اور فریادیوں کی فریاد کو نہیں سُنتا اور دادرسی نہیں کر سکتا - وشنو ہی قادر مطلق ہے - اس قسم کی اور بہت سی حکایتیں وشنوی لوگوں نے لکھی ہیں، اور شیو مہادیو سے اعتراف کرایا ہے کہ وشنو ہی قادر مطلق قابل پرستش ہے رامائن میں تو کچھ معمولی طرز سے - مگر بھاگوت پران میں تو برہما، شیو، اور اندر خداوندوں کی غیر معمولی کریہہ الفاظ میں تعریف کی ہے - جا بجا برہما اور شنکر سے وشنو کی تعریف کرائی ہے، اور اس کی اطاعت کی ہامی بھروائی ہے - شیو مہادیو جو نجات بخشنے والے تھے اُنسے کہلوایا کہ نجات ابدی

٨٥

وشنو ہی بخشتا ہے مثلاً۔ گھنٹا کرن نام ایک بھوت مہادیو کا معتقد پجاری تھا، اس کی اطاعت سے خوش ہو کر ایک دفعہ مہادیو نے اُس سے کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے، جو مانگیگا ملے گا۔ گھنٹا کرن نے نجات ابدی مانگی۔ مہادیو نے جواب دیا کہ نجات ابدی بخشنے والا صرف وشنو ہے، تو بدری جاکر وشنو کے حضور میں حاضر ہو، وہاں نجات ابدی نصیب ہوگی (۳۰-۳۱) ہری ونش پران ادھیائے

۸۶ اُوپر اسی مضمون میں گنگا کے آسمان سے زمین پر اُتار لانے کا تذکرہ آچکا ہے۔ جب بھاگیرتھ راجہ نے برہما دیو کی ہدایت سے شیو مہادیو سے درخواست کی آسمان سے گنگا کے پانی کے گرنے کا بوجھ اور صدمہ حضور اپنے سر لیں تو شنکر نے قبول کیا، اور وہ بوجھ اپنے سر لیا، اور گنگا کا پانی مہادیو کے سر کے بالوں میں سے گھومتے گھامتے زمین پر گر کے بہنے لگا۔ یہانتک تو برہما کی زمین سے معزولی اور شنکر شیو مہادیو کا غلبہ ثابت ہوا۔ مگر جب وشنوی لوگوں کا دورہ ہوا تب انہوں نے دیکھا کہ گنگا کے بہنے میں تو صرف برہما اور شیو کا حصّہ ہے، وشنو کا نام بھی نہیں لیا جاتا۔ تب انہوں نے

۸۷ کہا کہ یہ پاک وصاف گنگا تو وشنو کے پاؤں کا دھوون ہے جو شنکر کے سر پر گرتا ہے (شلوک ۲۱ تا ۲۲) (رامائن۔ ایودھیا کانڈم۔ سرگ ۵۰)

اس لطیفہ سے سب مطلب حاصل ہوگئے، گنگا کی پاکیزگی بڑھی، اور وشنو کی عظمت ثابت ہوئی۔ اور مہادیو کا عجز معتقدین کے دلوں پر بیٹھا ہوگا۔

نوٹ۔ برہما کے پُجاریوں نے گنگا کو آسمان سے اُتارا مگر مہادیو کی برکت سے وہ زمین پر پھیلی۔ اور وشنویوں نے اس کو وشنو کے پاؤں کا دھوون بنا شنکر مہادیو کے سر ڈالا۔ لیکن مہادیو کے

۸۸ پجاری گنگا کا ماخذ یوں بتاتے ہیں کہ: جب مہادیو نے اپنا لنگ جو پاتال میں مستقیم گڑا ہوا تھا دیوتاؤں کے عرض کرنے پر پھر اکھاڑ لیا، اُس گڑھے میں سے گنگا کا پانی اُبل پڑا اور بہنے لگا جو سب گناہوں کو دھوڈالتا ہے وغیرہ (شلوک اسکند پران۔ ناگر کھنڈ ۶۔ ادھیایہ ۲ صفحہ ۳)

ایک اور روایت یہ ہے:۔ کہ جب راجہ دشرتھ کے گھر اولاد ہونے کے لئے رشیہ شرنگ رشی نے وظیفہ پڑھا اور نذرانہ دیا تب سب دیوتا اپنا اپنا حصّہ لینے وہاں آموجود ہوئے۔ وہاں برہما دیو کو دیکھ کر سب نے عرض کیا کہ حضور گرگا راجہ راون مخلوقات کو تکلیف دیتا ہے۔ حضور کے لطف وکرم نے اسے بہت بڑھا رکھا ہے اور اسی وجہ سے کوئی اُس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا، اُس کا علاج ضرور فرمایا جائے، اور مخلوقات کو اُسکے فتنہ وفساد سے امن بخشا جائے۔ یہ درخواست سُنکر برہما نے

جواب دیا کہ ایسی حالت میں ضرور اسکو سزا ملنی چاہیئے۔ مگر کیا کیا جائے ہم نے اس سے لطف و کرم کا وعدہ کر لیا ہے، اور اسے امن دیا ہے، اس لیئے ہم کچھ نہیں کر سکتے، مخلوقات میں سے صرف انسان ہی اسے مار سکتا ہے، اور کوئی اسے ہلاک نہیں کر سکتا۔ ابھی یہ تذکرہ ہو ہی رہا تھا کہ وشنو بھی حضہ لینے تشریف لائے۔ اُن کو دیکھتے ہی سب دیوتا وغیرہ برہما دیو کو چھوڑ وشنو کے حضور میں جا حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ حضور انسان کا روپ لیکر دُنیا میں جائیں اور دشرتھ راجہ کے بیٹوں میں اوتار صورت بنکر راون کو ہلاک کر دیں۔ وشنو نے اُن کی درخواست قبول فرمائی۔ اور دشرتھ کے بیٹوں میں حلول کیا۔ چنانچہ رام اور لکشمن بنکر راون کو مار ڈالا۔ اور پھر رام۔ لکشمن، بھرت اور شترو گھنہ وشنو کے اوتاروں نے شیو مہادیو کے پجاریوں کی سلطنتیں چھین لیں، اور اپنا راج قائم کیا۔

ہری ونش پران میں دیکھئے:۔ جب شری کرشن وشنو اور بان راجہ (معتقد شیو مہادیو) میں لڑائی ہوئی اور وشنو اس کو مار ڈالنا چاہتے تھے، تو شیو مہادیو اپنے بڑے معتقد کی حمایت کے لئے میدان جنگ میں جا پہنچے اور اپنی قدرت خداوندی سے وہاں گھنا اندھیرا پھیلا دیا۔ تب وشنو نے اپنی قدرت سے شنکر کو بے ہوش کر دیا (شلوک ۴) اور وہ بھوتوں اور اسوروں کے سردار مع اپنی تیر کمان کے ایسے بیہوش ہوئے کہ کچھ خبر نہ رہی، اور کچھ مدد اپنے معتقد کی نہ کر سکے۔ تب راجہ بان نے شیو مہادیو کو اُبھارا، اور انھوں نے زور سے نعرہ مارا (شلوک ۶) اُن کا نعرہ سُنتے ہی وشنو نے اپنا سنکھ بجایا، اور کمان جھنکاری جس کی مہیب آواز سے شیو مہادیو پھر بیہوش ہو گئے (۷) تب شیو مہادیو کو مدہوش پڑے دیکھ کر تمام مخلوقات ڈر گئی۔ اور دیوتاؤں کے بوجھ سے دبی ہوئی اور تھکی ہوئی زمین برہما کے حضور میں حاضر ہوئی (شلوک ۱۲) اور عرض کیا کہ:۔ اے برہما دیو۔ میں شری کرشن اور شنکر شیو مہادیو ان دو دیوؤں کے بوجھ سے دبی جاتی ہوں اور پھر سمندر میں ڈوبی جاتی ہوں (شلوک ۱۳-۱۴) زمین کی درخواست سُنکر برہما نے جواب دیا کہ ذرا صبر کر ابھی تو ہلکی ہوئی جاتی ہے (شلوک ۵) تب برہما نے شنکر مہادیو سے کہا کہ تمہارے معتقد بان راجہ کے قتل کا فرمان جاری ہو چکا ہے، تب بھی تم اس کی نگہداشت کئے جاتے ہو (شلوک ۱۶) یہ تمہاری لڑائی کرشن وشنو کے ساتھ مجھے پسند نہیں، تم دونوں یک جان و دو قالب ہو (شلوک ۱۷) تم بھول گئے تم نے دوارکا شہر میں کرشن سے کیا کہا تھا (شلوک ۱۹) برہما کی نصیحت سُنکر شیو مہادیو چپ رہ گئے۔ اور لڑائی چھوڑ دی، اور شیو مہادیو اور وشنو گلے ملے، اور صلح ہو گئی (ش ۲۲ ہری ونش پران ادھیایہ ۱۲۵)

مگر پھر شیو مہادیو کے بیٹے کارتیکے یا کے ساتھ وشنو اور انکے بیٹے پردؤیمنہ اور بھائی بلرام کی جنگ ہوئی۔ کارتیکے یا نے ایک مہیب ہتھیار سے وشنو پر حملہ کیا۔ مگر وشنو نے ایک ہنکار سے اس ہتھیار کو توڑ پھوڑ ڈالا (شلوک ۱۹ - ادھیایہ ۱۲۵) آخر وشنو نے شیو مہادیو کے معتقد بان راجہ کے ہزار ہاتھ کاٹ ڈالے، اور صرف دو باقی چھوڑ دئے۔ اور اس کو مار ڈالنے کی تیاری کی، مگر شیو مہادیو نے

۹۳ عرض کیا کہ، اے حضور میں نے بان راجہ کو امن و امان کا وعدہ دے رکھا ہے، حضور ایسی تدبیر فرمائیں کہ میں جھوٹا نہ پڑوں، اس کو نہ ماریئے، میں معافی کا خواستگار ہوں۔ یہ سُنکر کرشن وشنو نے اُسے چھوڑ دیا۔ (شلوک ۳۸ ہری ونش پران، وشنو پروہ - ادھیایہ ۱۲۶) اور شیو اُسے اپنے ساتھ لیگئے، اور وشنو نے اس کی جگہ اور راجہ بٹھا دیا۔ اِس طرح یہ شیو پرستوں کی زبردست سلطنت وشنویوں کے ہاتھ آئی (ہری ونش پران وشنو پروہ ادھیایہ ۱۲۷)

اور ہری ونش پران (بھوشیہ پروہ ادھیایہ ۳۲) میں شیو مہادیو اور وشنو کے مابین جنگ کا قصّہ

۹۴ مختصراً یوں ہے :۔ دکشہ راجہ (معتقد وشنو) نے قربانی کی مگر شیو مہادیو کو نذرانہ نہ دیا، اس پر مہادیو نے اُس کی قربانی کو غارت کر ڈالا، تب وشنو وہاں پہنچے اور جھپٹ کر زور سے شیو مہادیو کا گلا دبو چلیا اور ایسا رگڑا دیا کہ گلا نیلا پڑ گیا، اِس لئے مہادیو کا نام نیلکنٹھ پڑ گیا، اور وہ فوراً وشنو کی حمد و ثنا

۹۵ گانے لگے اور معافی مانگی (شلوک ۴۷ - ۴۸) اسی اثنا میں مہادیو کی سواری کے بیل نندی نے پیناک ہتھیار لیکر بڑے زور سے وشنو کے سر پر ضرب کی، تب وشنو مسکرائے اور خوش ہو کر مہادیو کو بھی قربانی کا حصّہ دیا (شلوک ۵۶) اور قربانی کو پھر تازہ کیا۔

ایسے ہی ایک اور حکایت صلح آمیز ہری ونش پران بھوشیہ پروہ ادھیایہ ۸۹ میں دیکھئے:۔

۹۶ (ایک دفعہ وشنو (شری کرشن) شجاع اور بہادر بیٹے کے خواستگار کیلاس پہاڑ پر شنکر شیو مہادیو کی خدمت میں حاضر ہوئے، مہادیو نے ان کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ) وشنو نارائین سے بڑھ کر اور کوئی دیوتا نہیں اے برہمنوں اُوم اوم کہکر وشنو کو یاد کرو (شلوک ۹)

۹۷ اور برہما پرست وششٹھ مہاراج برہما کی یوں تعریف کرتے ہیں :۔ برہما خود بخود لامکان سے پیدا ہوا یعنی از عدم بہ وجود آمد (شلوک ۵ - راماین سرگ ۱۱۰ صفحہ ۳۲۱) یہ خیال قدیم خیال تھا۔ اور یہی خیال بلا تصنع اصلی خیال ہے، اِس میں کسی سے معارضہ یا مقابلہ نہیں۔ مگر رفتہ رفتہ معتقدوں نے اپنے اپنے حلقوں میں نئے نئے معبود پیدا کر لئے۔ اور ہر ایک حلقہ ان میں سے اپنے معبود کو

خالق اور اوروں کو مخلوق بتاتا ہے۔ اس کی بھی چند مثالیں ہم درج کرینگے۔

۹۸ دیکھئے شیو پرست کیا کہتے ہیں :- برہما کا ایک دن چار ہزار یگ کے برابر ہے اور برہما جیسے ہزار وشنو کی ایک ایک گھڑی کے برابر ہیں، اور بارہ لاکھ وشنو کی میعاد شیو مہادیو کے آدھے لمحہ کی برابر ہے۔

۹۹ شیو مہادیو کے خالق ہونے کا ثبوت :- کسی مخلوق پر کنول یا چکر وغیرہ کی علامت دکھائی نہیں دیتی۔ مگر سب مذکروں میں شیو مہادیو کے لنگ کی علامت موجود ہے، اور سب مونثوں میں پاروتی دیوی کی علامت جلہری موجود ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ تمام مخلوقات مہیشور شیو کی پیدا کی ہوئی ہیں اگر برہما کی ہوتی تو برہما کی علامت کنول سب میں دکھائی دیتی، اور اگر وشنو کی ہوتی تو وشنو کی علامت چکر سب پر دکھائی دیتی، ان دونوں معبودوں میں سے کسی کی مہر مخلوقات پر نہیں لگی۔ شیو مہادیو اور پاروتی دیوی کی مہر سب مذکروں اور مونثوں میں لگی موجود ہے، یہی ان کی ملکیت کا ثبوت ہے۔ (مہابھارت انوپروہ۔ ادھیایہ ۱۴ صنہ ۲)

۱۰۰ ایسے ہی بھیشمہ بزرگ شیو مہادیو کی حمد و ثنا میں کہتے ہیں :- میں کیسے مہادیو کی حمد و ثنا بیان کروں، وہی برہما وہی وشنو اور اندرا اور اور سب دیوتاؤں کا خالق اور پروردگار ہے (ش ۴ مہابھارت۔ انوپروہ ادھیایہ ۱۴ صہ ۱) معتقدین وشنو کیا کہتے ہیں۔ دیکھئے :- وشنو نے

۱۰۱ ہی شیو کو پیدا کیا جو بھوتوں اور بھتنیوں کا سردار ہے (شلوک ۴ ۳ مہابھارت شانتی پروہ ادھیایہ ۲۰۷)

۱۰۲ اور خیال دیکھئے :- شیو مہادیو برہما کی پیشانی سے پیدا ہوئے، اُن سے بڑھ کر قادر ہونگے (مہابھارت۔ شانتی پروہ۔ ادھیایہ ۳۴۰)

۱۰۳ شیو پرست کہتے ہیں :- شنکر شیو مہادیو نے اپنی دائیں طرف سے خالق برہما کو پیدا کیا۔ اور دنیا کی نگہداشت کے لئے وشنو کو بائیں طرف سے (شلوک ۷، ۴۔ مہابھارت انوپروہ۔ ادھیایہ ۱۴ صہ ۲۲)

برہما، شیو مہادیو اور نارائن وشنو۔ ان تینوں مہیشوروں کا موازنہ

ایک دفعہ دیوتاؤں میں مباحثہ ہوا کہ پرمیشوروں میں سے کونسا پرمیشور کہلانیکا مستحق ہے؟ انہوں نے بھرگو رشی کو تصفیہ کیلئے پنچ مقرر کیا، بھرگو تفتیش کو نکلے اور سیدھے بلا تکلف، بے ادبانہ برہما کے حضور میں جا کھڑے ہوئے، اسپر برہما بگڑ گئے۔ رشی ممدوح نے معافی مانگی اور وہاں سے کھسک گستاخانہ مہادیو کو جا گھیرا، مہادیو آگ بگولہ ہو گئے۔ بھرگو نے معذرت میں مناجات پڑھی اور جان بچا وہاں سے نکل وشنو کو جا ٹھکرایا اور ایک کڑی لات جڑی جو سینہ پر پڑی، لات کھا وشنو اٹھ بیٹھے اور معذرت میں

مہمان کا پیر سہلانے لگے۔ نارائن کی ایسی بُردباری دیکھکر رشی نے فیصلہ کیا کہ نارائن وشنو ہی پرمیشور کہلانیکے اہل ہیں (بھاگوت پران ۱۰ (۲) ادھیایہ ۸۹) اِس ٹھوکر کے نشان کو شری وتسہ کہتے ہیں جس کی پوجا آجتک ہوتی ہے۔ رامائن میں یوں مذکور ہے:۔ دیوتاؤں نے برہما سے پوچھا کہ شیو اور وشنو پرمیشوروں میں سے کونسا زبردست ہی۔ جواب میں برہما نے آزمایش کیلئے ان دونوں میں مخالفت پیدا کردی۔ تب دونوں میں خوب مارپٹائی ہوئی۔ آخرکار شیو کی کمان ٹوٹ گئی اور وہ وشنو کی ہنکار سے خوف زدہ دبک کر بےحس و حرکت رہگئے یہ دیکھکر سب قائل ہوگئے کہ وشنو ہی بردست پھر بھیشمہ بزرگ کا بیان دیکھئے:۔ ایک دفعہ نکل راجہ نے بھیشمہ بزرگ سے پوچھا کہ تلوار کیسے پیدا ہوئی، اور کس نے بنائی؟ بھیشمہ نے جواب دیا کہ کسی زمانہ میں جب دُنیا کے آباد کرنے کا خیال برہما کو پیدا ہوا تب برہما نے قربانی کرنی چاہی، تمام سامان مہیا ہوگیا، اور رشی لوگ آموجود ہوئے

۱۰۴ اس وقت دُنیا کی محافظت کا خیال برہما کو ہوا، اور خیال پیدا ہوتے ہی ایک مہیب دیوتا بنام "اسی" (تلوار) پیدا ہوکر آموجود ہوئی، اور برہما نے شیو کے سپرد کردی وغیرہ (شلوک ۴۴)

۱۰۵ اور شیو نے اسکے ذریعہ دُنیا سے بیدینی کو دُور کیا، برہما کی حکومت کو مٹا اپنی حکومت قائم کی۔ شیو پرستوں نے برہما پرستوں کی سلطنتوں پر تصرف کر برہما کو معزول کردیا۔ اور پھر جب وقت آیا شیو مہادیو نے وہ تلوار دھرم کے محافظ وشنو کے حوالہ کی۔ (مہا بھارت سانتی آپروہ ادھیایہ ۱۶۶)

اس بیان سے بھی تینوں معبودوں کی ترتیب یکے بعد دیگرے بخوبی معلوم ہوتی ہے، پہلے برہما معبود تھا شیو مہادیو کے پجاریوں نے برہما کی پرستش کو مٹاکر اپنے مہادیو کی پرستش کو جمایا اور ایسا جمایا کہ اب برہما کے صرف تین مندر باقی ہیں وہ بھی گمنام، اور عبادت میں یا نذرانوں میں کوئی ان کا حصہ نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیو مہادیو کی پرستش ہزارہا سال بلا رقابت جاری رہی اور اُن کے پیرووں کو کافی وقت برہما کی پرستش کے دبانے کا ملا۔ اِسی عرصہ میں وشنوی خیالات نے مداخلت کی، اور رام جیسے زبردست کشتریوں نے شیو پرستوں کی سلطنتیں چھیننی شروع کیں مگر انکی پوری کامیابی سے پہلے غیر مذہب والوں نے ہندوستان پر چڑھائیاں شروع کردیں جس سے وشنویوں کی ترقی مسدود ہوگئی، اور ویدک دھرم بھی ان کے اثر سے مفقود ہوگیا۔ گیا ہے سانپ نکل تو لکیر پیٹا کر۔ اُن تینوں کے علاوہ اندر کی قوت کا زمانہ بھی گذرا۔ مگر اس کے متعلق کوئی خاص کتاب میری نظر سے نہیں گذری۔

یہ سب حال پڑھکر معلوم ہوا کہ قدیم آریوں میں کوئی ایک مستقل معبود اور اسی لئے دھرم نہ تھا۔ ہر فرقہ اور ہر زمانہ کا علیحدہ دیوتا ہوا کرتا تھا، برہمن لوگ جس کو چاہتے پجواتے، جسکو چاہتے اور جیسا چاہتے دیوتا بنا کر دکھا دیتے۔ لوگ نہ دھرم اختیار کر لینے میں آزاد تھے نہ دنیا کی زندگی میں تبدیلی کر سکتے تھے، اُن کا دماغ برہمنوں کے قبضہ میں تھا اور جسم راجہ کے، جیسا برہمن چاہتے ویسا خیال لوگوں سے کرواتے۔ کسی کو اپنی مرضی کے موافق سوچنے یا پیشہ اختیار کرنے کا اختیار نہ تھا بھگود گیتا کا شلوک اُوپر درج کیا جا چکا ہے کہ خاندانی پیشہ میں تباہ ہو جانا ہی مُبارک ہے۔

دھرم کے معاملہ میں سب بالکل برہمنوں کے دستنگر تھے۔ سکند پران کی شہادت سُنئے:۔ اگر ورد و ظیفہ میں غلطی رہجائے۔ اگر تپیہ (ریاضت) میں کچھ خامی رہجائے۔ اگر قربانی کرنے میں کچھ سہو ہو جائے۔ اِن سب کی تلافی کر دینا برہمنوں کے ہاتھ ہے۔ جو کچھ برہمن کہیں وہی آمنّا و صدقنا۔ برہمن زمین کے پردہ پر دیوتا ہیں۔ زمین پر ان کا کہنا ایسا ہی جیسا آسمان پر دیوتاؤں کا۔ ان کی تکذیب یا مخالفت نہیں کیجا سکتی (شلوک ۶۳-۶۴ ناگر کھنڈ ۶ - ادھیایہ ۱۹۷ صنہ ۲۲)

ویدک دھرم کو لانے اور پھیلانے میں برہمنوں کا ہاتھ تھا، اور اسکو متروک کروا دینے کے بھی برہمن ہی ذمہ دار ہیں۔ جو برہمن ویدک زمانہ میں گائے کو پوجتے اور اسی کو کاٹ کر اپنے معبود کی نذر کرتے تھے وہ ہی برہمن آج اہنسا پرمو دھرمہ کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔

مہادیو کی عظمت کی اور مثالیں

شیو مہادیو نے اپنے داہنے جسم کے حصہ سے برہما کو پیدا کیا اور بائیں سے وشنو کو مخلوق کی حفاظت کے لئے پیدا کیا (۴۷، ۳۴) مہابھارت انوپروہ ادھیایہ ۱۴ صنہ ۲۲۔

لنگ کو لنگ اس لئے کہتے ہیں کہ سب مخلوقات اسی میں سما جاتی ہے (لے کے معنی دھنسجانا لینت جانا وغیرہ) اور مہادیو کے لنگ کی انتہا برہما وشنو وغیرہ دیوتاؤں کو بھی معلوم نہیں (سکند پران۔ مہا شور کھنڈ اکے۔ ادھیایہ ۳۲ صنہ ۶۶) ہمالیہ پہاڑ شیو مہادیو کی حمد میں کہتا ہے:۔ تو نے ہی دُنیا معہ مخلوقات پیدا کی ہے (برہما کو خالق کہتے تھے۔ مگر شیو پرست شیو کو ہی خالق گنتے ہیں)۔ (سکند پران۔ ماہیشور کھنڈ۔ کے، ادھیایہ ۳۵ صنہ ۴۳) اور وشنو خود (شری کرشن) گیتا بھیشم پروہ ۵ مہابھارت میں فرماتے ہیں:۔ میں نے ہی دُنیا اور مخلوقات پیدا کی۔

111 ایسے ہی ناردرشی جو ہر زمانہ میں آموجود ہوتے ہیں مہادیو اور پاروتی کی حمد میں کہتے ہیں:۔ کہ میں
تم دونوں کے سامنے سر جھکاتا ہوں، تم سب دیووں سے اعلیٰ ہو، اور تمام مخلوقات کے ماخذ ہو،
سب کے ماں، باپ ہو وغیرہ (سکند پران۔ ماہیشور کھنڈ ا۔ کے۔ ادھیایہ ۴۳ صفحہ ۷۰)
ایک اور حکایت سنیئے:۔ دکشہ بڑا مشہور بزرگ راجاؤں میں سے ہوگذرا، شیو مہادیو کا پجاری تھا
مگر وشنویوں کے غلبہ میں وشنوی ہوگیا تھا۔ اس نے بڑی دھوم سے قربانی کی اور سب دیوتاؤں
اور بزرگوں کو مدعو کیا۔ مگر شیو مہادیو کو نہ بلایا۔ ودھیچی نام ایک بڑے بزرگ رشی تھے ان کو اس کی
112 یہ حرکت پسند نہ آئی انھوں نے کہا کہ۔ یہ کون دھرم ہے اور یہ کیسی قربانی ہے جس میں شیو مہادیو کا
نذرانہ نہیں۔ اے دکشہ تیرا دین اور تیری دُنیا دونوں برباد گئے۔ (شلوک ۱۲ مہابھارت شانتی ہو)
اسی اثنا میں رشی ممدوح نے شیو مہادیو اور پاروتی دیوی کو وہاں آتے دیکھا، اور فوراً دکشہ راجہ سے
کہا کہ اس خالق اور سب سے پہلے قادر مطلق کی طرف توجہ کر، تو تو غیر مستحقوں کی پوجا کرتا ہے، اور مستحق کو
113 چھوڑ بیٹھا ہے۔ اس سے تو تو سخت گناہ کا مرتکب ہوگا۔ یہ سُنکر راجہ نے جواب دیا کہ شیو جیسے
بہت دیوتا میں نے دیکھے ہیں، میں اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ رشی نے جواب دیا کہ خبردار۔ یاد رکھ کہ
شیو جیسا اور کوئی معبود نہیں، میں پھر کہتا ہوں کہ تجھ پر بڑی آفت آنے والی ہے، اور یہ تیری قربانی کی
تیاری سب اکارت جائے گی۔ دکشہ نے جوابدیا کہ اس قربانی میں تو صرف وشنو نارائن کا حصہ ہے،
وہی نذرانہ کا مستحق ہے۔ (مہابھارت شانتی موپروہ ادھیایہ ۲۸۴ ص ۱۶۹ شلوک ۲۲) یہ جواب سُنکر
پاروتی دیوی (زوجہ شنکر شیو مہادیو) کو طیش آیا اور اس نے شیو کو شرمایا کہ تم عورتوں کے سامنے اپنی
بڑائی مارتے ہو، یہاں کچھ بھی نہیں کر سکتے، دیکھو تو تمہاری کیسی ہیٹی ہوئی۔ شیو مہادیو نے فرمایا کہ لو ابھی دیکھو
کیا کا کیا ہوتا ہے۔ کہتے ہی انکے مُنہ میں سے اُن جیسا ایک بڑا مہیب شخص باہر نکلا، اور اسکے مسامونسے
اُس جیسے بیشمار جنگجو بہادر باہر نکل پڑے۔ اور دکشہ کی قربانی کا ستیاناس کر ڈالا تمام اعلیٰ قسم کے کھانے اور
114 گوشت کے نذرانے مٹی میں ملا دئے۔ یہ حال دیکھ کر دیوتاؤں نے دست بستہ ہوکر اُس جوان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں
اس نے بتایا کہ میں تو صرف پاروتی دیوی کی خاطر یہ سب کچھ کر رہا ہوں، ہم سب کو دیوتاؤں کے مالک مہادیو نے بھیجا ہے
115 بہتر ہے کہ آپ مہادیو کی پناہ لیں، مہادیو کا غصہ اور انکی شفقت سے بہتر ہے (شانتی موپروہ ادھیایہ ۲۸۴ مہابھارت)
116 یہ سُنکر دکشہ نے اور مہادیو کے ناموں کا وظیفہ پڑھا اور کہا اے شیو مہادیو خود برہما دیو اور وشنو اور تمام بزرگ رشی تیری عظمت کو
نہیں جانتے (شانتی موپروہ ادھیایہ ۲۸۴ ص ۱۷۳) نوٹ۔ دیکھئے شیو کے پجاری اور معبودوں کو ہٹا کر شیو مہادیو کو ہی
خالق اور رحیم و کریم کی صفتوں سے پوجتے ہیں +

१०४ मयैवंचिन्तितं भूतमसिर्नामैष वीर्यवान्। रक्षणार्थाय लोकस्यवधाय च सुरद्विषाम्
ततस्तद्रूपमुत्सृज्य बभौ निस्त्रिंश एव सः ॥
१०५ ततः स शितिकण्ठाय रुद्रायार्षभकेतवे । ब्रह्माददावसिं नीक्ष्णमधर्मप्रतिवारणम्
असिं धर्मस्य गोप्तारं ददौ सत्कृत्य विष्णवे ॥
१०६ जपच्छिद्रं तपश्छिद्रं यच्छिद्रं यज्ञकर्मणि । सर्वंभवतिनिश्छिद्रंयस्यचेच्छन्तिब्राह्मणाः
अच्छिद्रमितियद्वाक्यं वदन्ति क्षितिदेवताः ।
१०७ योऽसृजद्दक्षिणादङ्गाद्ब्रह्माणंलोकसंभवम्। वामपार्श्वात्तथाविष्णुं लोकरक्षार्थमीश्वरः
१०८ लयनाल्लिङ्गमित्युक्तं सर्वैरपिसुरासुरैः । यस्यान्तं न विदुर्देवा ब्रह्मविष्णुपुरोगमाः ॥
१०९ त्वया ततमिदं विश्वं जगदेतच्चराचरम् ॥
११० मया ततमिदं विश्वं जगदेतच्चराचरम्
१११ नतास्म्यहं देववरौ युवाभ्यां परात्पराभ्यां कलया तथापि ।
दृष्टौ मया दंपती राजमानौ यौ बीजभूतौ सचराचरस्य ॥
पितरौ सर्वलोकस्य ज्ञाताचाद्यैव तत्त्वतः ।
११२ नायं यज्ञो न वा धर्मो यत्र रुद्रो न इज्यते ॥
११३ अपूज्यपूजनाच्चवपूज्यानांचाप्यपूजनात् । नृघातकसमं पापं शश्वत्प्राप्नोतिमानवः
११४ उच्चावचानि मांसानि भक्ष्याणि विविधानि च ॥
११५ प्रषिता देवदेवन यज्ञान्तिकमिहागतौ ॥
शरणं गच्छ विप्रेन्द्र देवदेवमुमापतिम्॥ वरं क्रोधोपि देवस्य वरदानं न चान्यतः
११६ न ब्रह्मा न च गोविन्दः पौराणामृषयो न ते ।
माहात्म्यं बोधितुं शक्ता याथातथ्येन ते शिव ॥

८७ विष्णुपादच्युतां दिव्यामपापां पापनाशिनीम् । शङ्करस्य जटाजूटाद्धद्यां सागरतेजसः
८८ तस्मिन्नुत्पाटिते लिङ्गे भूतलाद् द्विजसत्तमाः ।
पातालाज्जाह्नवीतोयं तेन मार्गेणनिस्सृतम् । सर्वपापहरं नृणां सर्वकामप्रदायकम्
८९ हरं संजृम्भयामास क्षिप्रकारीमहाबलः ॥
सशरः सधनुश्चैव हरस्तेनाशु जृम्भितः । संज्ञां न लेभे भगवान्विजेतासुररक्षसाम् ॥
९० देवं विजृम्भितं दृष्ट्वा सर्वभूतानि तत्रसुः ॥
९१ देवदेव महाबाहो पीड्यामि परमौजसा । कृष्णारुद्रभराक्रान्ता भविष्यैकार्णवापुनः
९२ ततो निःसृत्य रुद्रस्तु न्यस्तवादोभवन्मृधे ॥
९३ बाणस्यास्याभयं दत्तं मया केशिनिषूदन ।
तन्मे न स्याद्वृथा वाक्यमतस्त्वां क्षामयाम्यहम् ॥
९४ ततः प्रसभमाप्लुत्य रुद्रःविष्णु सनातनम् । कण्ठे जग्राह भगवान्नीलकण्ठस्ततोभवत्
९५ नन्दीपिनाकमुद्यम्य बलवान्रुद्रसम्भवः । मूर्द्धन्यभिजघानाजौ विष्णुं क्रोधेनमूर्छितः
प्रसन्नः कल्पयामास भागंरुद्रायधीमते ॥
९६ नान्योजगतिदेवोस्ति विष्णोर्नारायणात्परः । ओमित्येवसदाविप्रा पठत ध्यात केशवम्
कल्यमुत्थायदेवानां कृत्वा पूजांयथाविधि ॥
इति ये देवताःकुर्युरिमंसत्यंमनोरथम् । दैवतानि च यान्यस्मिन्वने विविधानिपादपे
नमस्करोम्यहं तेभ्यो भर्तुः शंसत मां हृताम् ॥
यानिकानिचिदप्यत्र सत्वानि विविधानि च । सर्वाणि शरणं यामि मृगपक्षिगणानिवै
रक्षन्तु त्वां विशालाक्षीं समग्रां वनदेवताः ॥
९७ आकाशप्रभवो ब्रह्मा शाश्वतोनित्यअव्ययः ॥
९८ चतुर्युगसहस्रंतु ब्रह्मणोदिनमुच्यते । पितामहसहस्रंतु विष्णोः सा घटिकामता
विष्णोर्द्वादशलक्षाणि कलार्धं रौद्रमुच्यते ॥
९९ नपद्माङ्का न चक्राङ्का न वज्राङ्कायतःप्रजा । लिङ्गाङ्का च भगाङ्का च तस्मान्माहेश्वरीप्रजा
पुल्लिङ्गंसर्वमीशानंस्त्रीलिङ्गंविद्धिचाप्युमाम् । द्वाभ्यांतनुभ्यांव्याप्तंहिचराचरमिदंजगत्
१०० अशक्तोहं गुणान्वक्तुं महादेवस्य धीमतः । ब्रह्मविष्णुसुरेशानां श्रेष्ठश्च प्रभुरेव च ॥
१०१ भूतमातृगणाध्यक्षं विरूपाक्षं च सोसृजत् ॥
१०२ अस्य चैवात्मजो रुद्रो ललाटाद्यः समुत्थितः ।
ब्रह्मानुशिष्टो भविता सर्वभूतधरः प्रभुः ॥
१०३ योसृजद्दक्षिणादङ्गाद्ब्रह्माणंलोकसम्भवम्, वामपार्श्वात्तथाविष्णुं लोकरक्षार्थमीश्वरः

६५ अकारः कथितो ब्रह्मा उकारो विष्णुरुच्यते ।
मकारश्च स्मृतो रुद्रस्त्रयश्चैते गुणाः स्मृताः ॥

६६ पुराणि षट् च नो देव भवन्त्वन्तर्महीतले ॥
सर्वकामसमृद्ध्यर्थं षट्पुरं चास्तु नः प्रभो ।
वयं च षट्पुरं गत्वा वसेम च सुखं विभो ॥

६७ गङ्गायाः पतनं राजन्पृथिवी न सहिष्यते ।
तां वै धारयितुं राजन्नान्यं पश्यामि शूलिनः ॥

६८ एतस्मिन्नेव कालेतु संकृतिर्मुनिसत्तमः ॥गुप्तश्चके तपस्तस्यां गर्तायां छन्नवर्ष्मकः ॥
ततस्ते शस्त्रमुद्यम्य निर्जघ्नुस्तं क्रुधान्विताः । न शक्नुस्ते यदाहन्तुंसंवृतंविष्णुतेजसा
कुण्ठतां सर्वशस्त्राणि गतानि विमलान्यपि ॥
कश्चिद्विप्रः समाधाय वैष्णवीं प्रतिमां पुरः । तपस्तेपे महाभाग क्षेत्रे वै हाटकेश्वरे ॥
यत्रत्वया तपस्तप्तं भीत्यासर्वदिवौकसाम् । अपिचौर्येणचास्माकं तपस्तपतितादृशम्
येनसर्वाणिशस्त्राणि कुण्ठतां प्रगतानि च । तस्यगात्रे प्रहारैश्चतस्मात्कुरु यथोचितम्
सगत्वा वैष्णवींमूर्तिंतमुत्क्षिप्यसुदूरतः ॥
श्वभ्राद्बहिः प्रचिक्षेप भर्त्स्यमानः पुनः पुनः ॥
जघान पादघातेन दक्षिणेनेतरेण तम् । अब्रवीन्मम वध्यस्त्वं यन्मच्छत्रुंजनार्दनम् ।
संपूजयसि चौर्येण तेन प्राणान्हराम्यहम् । एवमुक्त्वाथखाङ्गेनतं जघानसदैत्यपः ॥

८१ प्रजापतेश्च विष्णोश्च बभूव कलहः पुरा ॥
अहमेव जगत्कर्ता नान्यः कर्तास्तिकश्चन । अहं सर्वप्रपञ्चानां निग्रहानुग्रहप्रदः ॥

८१ त्वंविष्णो न जगत्कर्ता न त्वं ब्रह्मन् प्रजापते ॥
किन्त्वीश्वरोजगत्कर्ता परात्परतरो विभुः ॥

८३ वेदाहं त्वां महादेवललाटान्मे पुराभवान् । विनिर्गतोसि शंभोत्वं रुद्रनामाममात्मजः

८४ अयुध्यतान्चिरंकालं ब्रह्मणा कालभैरवः । ततस्तत्पञ्चमं वक्त्रं भैरवःप्राच्छिनद्रुषा ॥
ततोममारब्रह्मासौ कालभैरवहिंसितः ॥
अथ देवः प्रसन्नोसौ ब्रह्मणे स्वांशजायतु । माभैरित्यब्रवीच्छंभुर्भैरवं चाभ्यभाष ।

८५ अहंतान्न हनिष्यामि ममावध्या हि ते सुराः ।
किन्तु मन्त्रं प्रदास्यामि यो वै तान्निहनिष्यति ॥
एतमेव समुद्योगं पुरस्कृत्य महर्षयः । गच्छध्वं शरणं विष्णोः हनिष्यति स तान्प्रभुः

८६ मुक्तिं प्रार्थयमानं मां पुनराह त्रिलोचनः । मुक्तिप्रदाता सर्वेषां विष्णुरेव न संशयः

४० प्रवृत्तिलक्षणो धर्मोनिवृत्तौ च सुभाषितः। कर्मणा बध्यते जन्तुर्विद्ययातु प्रमुच्यते
तस्मात्कर्म न कुर्वन्ति यतयः पारदर्शिनः।
४१ कर्मणाजायते प्रेत्यमूर्तिमान्षोडशात्मकः। विद्ययाजायतेनित्यमव्यक्तं ह्यव्ययात्मकम्
४२ वेदप्रणिहितो धर्मो ह्यधर्मस्तद्विपर्ययः। वेदो नारायणः साक्षात्स्वयंभूरितिशुश्रुम॥
यदन्यद्वे दवादेभ्यस्तदशास्त्रमिति श्रुतिः॥
४३ त्यजत्यकारणे यश्च पितरं मातरं गुरुम्। पतितः स्यात्स कौरव्य यथा धर्मेषु निश्चयः
४४ अप्रामाण्यंचवेदानां शास्त्राणांचाभिलङ्घनम्। अव्यवस्थाचसर्वत्रएतन्नाशनमात्मनः
४५ निवृत्तिलक्षणं धर्ममव्यक्तं ब्रह्मशाश्वतम्॥
४६ एवमध्यापयेदेव वेदानां प्रत्यहं त्रयीम्॥
तेषामुच्छेदकर्त्ता यः पुरुषोनन्तपापकृत्। सतमस्यन्धतामिस्रे नरके हि निमज्जति
४७ दुर्लभस्य च धर्मस्य जीवितस्य शुभस्य च।
४८ राजानो वानरश्रेष्ठ प्रदातारो न संशयः॥
४९ राजमूलो महाप्राज्ञ धर्मो लोकस्य लक्ष्यते॥
५० आरण्यानां पशूनां च सिंहत्वं परमेश्वरः।
ग्राम्याणां गोवृषश्चासि भवांल्लोकप्रपूजितः॥
५१ वृषभं पृष्ठ आलभ्य ब्राह्मणानभिवाद्य च।
५२ सशपथमनुनीयब्रह्मणा गोमयाम्भः परिमृजितनिजोरावाशुसंवेशितोस्मि॥
५३ इतिनृप सततं गवां प्रदाने यवसकलोन्सहगोमयैः पिवानः॥
५४ हलस्यवोढारमनन्तवीर्यं प्राप्नोति लोकान्दशधेनुदस्य।
५५ वेदाः प्रणव एवाग्रे धर्मोहं वृषरूपधृक्॥
५६ ॐ इत्येकाक्षरंब्रह्म।
५७ ब्रह्मा देवानां प्रथमः संबभूव विश्वस्य कर्ता भुवनस्य गोप्ता॥
५८ पराद्रवत्प्राणपरीप्सुरुर्व्यां यावद्गमं रुद्रभयाद्यथा कः॥
५९ पुरा कृतयुगस्यादौ स्त्रियं दुहितरं विधिः। रूपयौवनसंपन्नां स तां यभितुमुद्यतः॥
६० तद्धृष्ट्वातादृशं रोषाच्छिरःखड्गेनपञ्चधा। चिच्छेदाहंच कापालं तद्ब्रह्महत्यासमुद्यते
६१ हस्तेकृत्वा जगामाशु तत्र तीर्थानि सेवितुम्। दिविभूमौ च पाताले तपश्चरणपूर्वकम्
६२ न गता ब्रह्महत्यामे कपालं तादृशं करे। तदावैकुण्ठमगमं द्रष्टुं लक्ष्मीपतिं हरिम्॥
६३ विनयावनतो भूत्वा नमस्कृत्य पुनः पुनः। सर्वमाख्यातवांस्तस्मै व्यसनं करुणात्मने
६४ तस्योपदिष्टमादाय बदरीं समुपागतः॥

१७ स्वशास्त्रपरितुष्टा वै श्रेयो नोपलभामहे । शास्त्रैश्च बहुभिर्भूयः श्रेयोगुह्यंप्रवेशितुम्
१८ उक्तवानस्मि कल्याणि धर्मस्य परमागतिः । लोकेनशक्यतेज्ञातुमपि विज्ञैर्महात्मभिः
१९ अनेकान्तं बहुद्वारं धर्ममाहुर्मनीषिणः ।
२० सूक्ष्मोधर्मस्तरसा सेवितव्यः ॥
२१ सूक्ष्मा गतिर्हि धर्मस्य यत्र मुह्यन्ति मानवाः ॥
२२ धर्माणां गतिं सूक्ष्मां दुरत्ययाम् ॥
२३ अप्रत्यक्षं बहुद्वारं धर्ममाश्रमवासिनाम् ॥
२४ त्रयीमिव कलियुगध्वस्तधर्मशोकगृहीतवनवासाम् ॥
२५ कृष्णं हि विद्धि पाण्डूनां मूलं सर्वत्र सर्वदा ॥
२६ एष नो विजये मूलमेष तात विपर्यये ॥
२७ भवान्हि नो गतिः कृष्ण भवान्नाथो भवान्गुरुः ॥
२८ आस्थीयतां जये योगो धर्मं संत्यज्य पाण्डवाः ॥
२९ धर्मेण निधनं श्रेयो न जयः पापकर्मणा ॥
३० तस्माद्धर्मेण योद्धव्यमितिस्वायंभुवोब्रवीत् ॥
यो वै जयत्यधर्मेण क्षत्रियो धर्मसङ्करः ॥
आत्मानमात्मनाहन्तिपापोनिकृतिजीवनः । कर्मचैतदसाधूनामसाधून्साधुनाजयेत्
धर्मश्चार्थश्च कामश्च त्रितयं जीवितः फलम् एतत्त्रयमवाप्तव्यमधर्मपरिवर्जितम् ॥
३१ नशक्या धर्मतोहन्तुं लोकपालैरपि स्वयम् ॥
मयानेकैरुपायैस्ते मायायोगेन चासकृत् । हतास्ते सर्वएवाजौ भवतां हितमिच्छता ॥
यदिनैवंविधैर्जातु कुर्यां जिह्ममहं रणे । कुतो वो विजयो भूयः कुतोराज्यं कुतोधनम्
३२ बुद्धियुक्तो जहातीह उभेसुकृतदुष्कृते । तस्माद्योगाय युज्यस्व योगः कर्मसु कौशलम्
३३ दोषबुद्ध्या भयातीतो निषेधान्ननिवर्तते । गुणबुद्ध्या च विहितो न करोति यथार्भकः
३४ यथावारिचरःपक्षीनलिप्यतिजलेचरन् । विमुक्तात्मा तथा योगी गुणदोषैर्नलिप्यते
३५ मिथ्याहतं वासुदेवस्य बुद्ध्या ॥
३६ त्वयाशक्तेनहि हता मिथ्याचारेणमाधव । ते परीताः कुरुश्रेष्ठा नश्यन्तःसमह्युपेक्षिताः
३७ अनार्यकर्म त्वार्येण सुदुष्करतमं भुवि ॥
इदं तु यदतिक्षुद्रं वार्ष्णेयार्थं कृतं त्वया । वासुदेवमतं नूनं नैतत्त्वय्युपपद्यते ॥
३८ आदिमध्यावसानान्तं सृज्यमानमचेतसम् । न गुणा विदुरात्मानं सृज्यमानंपुनःपुनः
३९ न सत्यं विन्दते कश्चित्क्षेत्रज्ञस्त्वेव विन्दति । तस्माद्गुणांश्चसत्वं च परित्यज्येहधर्मवित्
क्षीणदोषो गुणातीतः क्षेत्रज्ञं प्रविशत्यथ ॥

१ धारणाद्धर्ममित्याहु धर्मो धारयते प्रजाः। यत्स्याद्धारणसंयुक्तं स धर्म इतिनिश्चयः॥

२ धर्मो धारयते प्रजाः॥

३ नैवराज्यं न राजासीन्न च दण्डो न दण्डिकः। धर्मेणैवप्रजाः सर्वा रक्षन्ति स्म परस्परम्॥
पाल्यमानास्तथान्योन्यं नराधर्मेण भारत। खेदं परमुपाजग्मुस्ततस्तान्मोह आविशत्
प्रतिपत्तिविमोहाच्च धर्मस्तेषामनीनशत्।
विप्लुते नरलोके वै ब्रह्मचैव ननाश ह॥
ततस्तां भगवान्नीतिं पूर्वं जग्राह शङ्करः। सञ्चिक्षेप ततः शास्त्रं महार्थं ब्रह्मणाकृतम्

४ इमे ते लोकधर्मार्थंत्रयःसृष्टाःस्वयंभुवा। पृथिव्याःसर्जनेनित्यं सृष्टास्तानपिमेशृणु
वेदोक्तःपरमोधर्मः स्मृतिशास्त्रगतोपरः। शिष्टाचीर्णोपरःप्रोक्तस्त्रयो धर्माःसनातनाः

५ प्रत्यगात्ममिमं धर्मं सत्यं पश्याम्यहं ध्रुवम्। भारः सत्पुरुषैश्चीर्णस्तदर्थमभिनन्द्यते॥
क्षात्रं धर्ममहं त्यक्ष्ये ह्यधर्मं धर्मसंहितम्। क्षुद्रैर्नृशंसैर्लुब्धैश्चसेवितंपापकर्मभिः॥

६ कथं ह्यस्मद्विधो जातु जानन्धर्मविनिश्चयम्। परहस्तगतांनारींमुहूर्तमपिधारयेत्॥

७ नाहं त्वय्यन्यपूर्वायां भार्यार्थी वरवर्णिनि। कथमस्मद्विधोराजा परपूर्वांप्रवेशयेत्॥

८ एकस्य बह्व्यो विहितामहिष्यः कुरुनन्दन। नैकस्या बहवः पुंसःश्रूयन्तेपतयःक्वचित्

९ अधर्मोऽयं मम मतो विरुद्धो लोकवेदयोः। नह्येका विद्यते पत्नी बहूनां द्विजसत्तम॥
ततो द्वैपायनस्तस्मै नरेन्द्राय महात्मने। आचख्यौ तद्यथाधर्मो बहूनामेकपत्निता॥

१० षष्ठे त्वा च तथा काले द्रौपद्युपगमिष्यति॥

११ उपस्थायार्कमुद्यन्तंतर्पयित्वात्मनःकलाः,देवानृषीन्पितॄन्वृद्धान्विप्रानभ्यर्च्यचात्मवान्
गोविप्रदेवतावृद्धगुरून्भूतानि सर्वशः। नमस्कृत्यात्मसंभूति मंङ्गलानिसमस्पृशत्॥
सुग्रीवाद्यैर्हयैर्युक्तं प्रणम्यावस्थितोऽग्रतः॥

१२ कृत्वा पौर्वाह्लिकं कृत्यंस्नातः शुचिरलंकृतः। उपतस्थे विवस्वन्तं पावकं च जनार्दनः
ऋषभं पृष्ठ आलभ्य ब्राह्मणानभिवाद्य च। अग्निं प्रदक्षिणं कृत्वा पश्यन्कल्याणमग्रतः
अर्चयामास देवांश्चद्विजांश्च यदुपुङ्गवः। माल्यजाप्यनमस्कारैर्गन्धैरुच्चावचैरपि

१३ सूक्ष्मः परमविज्ञेयः सतां धर्मः॥

१४ तर्कोऽप्रतिष्ठः श्रुतयोविभिन्नानैको ऋषिर्यस्य मतं प्रमाणम्।
धर्मस्य तत्त्वं निहितं गुहायां महाजनो येन गतः स पन्थाः॥

१५ न धर्मः परिपाठेन शक्यो भारतवेदितुम्॥
सदाचारोमतोधर्मःसन्तस्त्वाचारलक्षणाः,साध्यासाध्यंकथंशक्यंसदाचारोह्यलक्षणः
पुनरस्य प्रमाणं हि निर्दिष्टं शास्त्रकोविदैः। वेदवादाश्चानुयुगं ह्रसन्तीति च नःश्रुतम्

१६ विनश्यमानं धर्मं हि योऽभिरक्षेत्स धर्मवित्॥

یدنیہ

اس کتاب کے نام کا تیسرا لفظ یدنیہ ہے، اس کا مادّہ یج ہے جسکے معنی ہیں (۱) پوجا پاٹھ کرنا، آؤ بھگت کرنا
عزت و تعظیم کرنا اور (۲) نذرانہ دینا، قربانی کرنا، قربانی کے ذریعہ سے پوجا کرنا مثلاً "پشو نا رودرم یجتے"
جانور کی قربانی کے ذریعہ سے شیو مہا دیو کی پوجا کرتا ہے۔ ایسے ہی "نرویدنیہ" کے معنی ہیں (۱) انسان کی خاطر
تواضع اور عزت کرنا، مہمان نوازی کرنا اور (۲) انسان کو قربان کر کے پرمیشور کی پوجا کرنا، ایسے ہی
جس جانور کو ذبح کر کے پوجا کی جائے اس کو "یدنیہ پشو" قربانی کا جانور کہتے ہیں۔

یدنیہ لفظ یج مادّہ سے بنا ہے۔ اس لفظ میں ایک مرکب حرف ج اور یان ہے جس کو جیان لکھنا چاہیئے
لیکن ج کا تلفظ ج اور گاف اور د تینوں طرح کا قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔ اس لئے جیان کو بعض لوگ
جیاں پڑھتے ہیں اور بعض گیان مثلاً گیان جو سر سنسکرت میں جیان، گیان، دنان اور فارسی زبان میں
دانستن اور اردو میں جاننا یہ تینوں ایک ہی ہیں مختلف تلفظوں سے علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتے ہیں۔ یہ تینوں
تلفظ سنسکرت میں مروج ہیں۔ پنجاب و شمال و مغرب میں گیان، بنارس میں بعض لوگ جیان کہتے ہیں
بمبئی کے علاقہ میں دنان تلفظ ہے۔ جو فارسی دانستن سے زیادہ مشابہ ہے۔ ایسے ہی ایودھیا اور اجودھیا
دونوں صحیح تلفظ ہیں۔ ج کا تلفظ مصری عربی میں بھی گ ہے، جمعہ کو گمعہ کہتے ہیں، ایسے ہی یہودی اور جہود
پچھلے سال علیگڈھ میں ایک مولوی صاحب نے جنکو گیان تلفظ کی عادت تھی۔ مجھ سے تعجباً کہا کہ یہ نیا
تلفظ دنان اور یدنیہ میں نے کیسے لکھا، جیان سے یجیان یا یگیا ہونا چاہیئے تھا۔ تب میں نے مختلف
تلفظوں کی تفصیل بیان کی۔ بمبئی کی طرف کا تلفظ یدنیہ بھی پرانا تلفظ ہے، کوئی بدعت یا غلط تلفظ
نہیں ہے، فارسی سے ملتا جلتا ہے، ہلکا اور صحیح ہے اور مجھے اس کی عادت ہے اس لئے میں نے
یدنیہ تلفظ اختیار کیا۔ قدرتاً نہ اختیاراً۔ اریائو نہیں یدنیہ کی تعریف۔

۱ **خود پرمیشور ہی یدنیہ ہے۔** شری کرشن وشنو فرماتے ہیں کہ میں ہی قربانی ہوں، میں ہی
نذرانہ ہوں، میں ہی منتر ہوں، میں ہی گھی ہوں، میں ہی ہوی ہوں (شلوک ۱۶ بھیشمہ پروہ گیتا ادھیایہ ۹)

۲ **خود پرمیشور قربانیوں کا نذرانہ نوش فرماتا ہے۔** شری کرشن وشنو فرماتے ہیں کہ میں ہی
سب قربانیوں کا نذرانہ خور ہوں، میں ہی ان کا مالک ہوں (شلوک ۲۵ مہابھارت بھیشمہ پروہ گیتا)

۳ **خود پرمیشور قربانی اور قربانی کا جانور ہے۔** اے وشنو تو ہی یدنیہ ہے، تو ہی نذرانہ ہے۔ تو ہی
اگ ہے، تو ہی وید کا منتر ہے، تو ہی قربانی کے کام کی لکڑی اور گھاس ہے، تو ہی قربانی کا برتن ہے

توہی قربانی کنندہ ججمان ہے، توہی دیوتا ہے، توہی اگنی ہوترم ہے، توہی آباو اجداد کا نذرانہ ہے۔ توہی سومہ وتی (ایک قسم کی بیل بوٹی جسکا شیرہ نکالکر قربانی کرنے والے برہمن پجاری پیا کرتے تھے) نذرانہ کیلئے ہے، توہی گھی ہے، توہی یدنیہ پشو قربانی کا ذبیحہ ہے، یعنی قربانی اور قربانی کے متعلق سب کچھ وہی خدا ہے (شلوک ۵۴ بھاگوت پران ۴ - ادھیایہ ۷ صہ ۱۲)

۴ یدنیہ خود پرمیشور ہے۔ شرتی (وید) کی رو سے یدنیہ خود وشنو کی ذات مبارک ہی ہے، قربانی کنندہ ہمیشہ ہمہ وجوہ کامیاب ہوتا ہے۔ (شلوک ۱۶ - برہما پران گوتمی مہاتمیم ادھیایہ ۹۱)

۵ برہما وشنو کی حمد میں کہتے ہیں:- اے وشنو توہی یدنیہ ہے، توہی یدنیہ روپ ہے، توہی یدنیہ انگ ہے۔ (شلوک ۳۰ سکند پران ماہیش کھنڈ ا-کے - ادھیایہ ۹ صفہ ۱۶)

۶ یدنیہ خود پرمیشور وشنو ہے اور قربانی کا کام کرنیوالے برہمن خود وشنو کے اعضا ہیں

۷ پرش وہی وشنو ہے جو خود یدنیہ ہے (شلوک ۴) اور وہ برہمن جو قربانی کرتے ہیں وہ بھی خود آتما وشنو کے جسم سے پیدا ہوئے ہیں (شلوک ۵) ان سولہ برہمنوں کی تفصیل شلوک ۵-۶-۷-۸-۹-۱۰ امیں موجود ہے - ہری ونش پران، بھوشیہ پروہ، ادھیایہ ۱۰)

یدنیہ کے لئے وید پیدا ہوئے، یدنیہ بغیر وید مہمل ہیں - ایک دفعہ نارد رشی نے برہما سے عرض کیا کہ حضور تمام مخلوقات کے پیدا کرنے والے اپنی عظمت و جلال سے دنیا کو مبہوت کئے دیتے

۸ ہیں - برہما نے جواب دیا - میری نہیں بلکہ ویدوں کی عظمت سب کو تعجب میں ڈالتی ہے، وید ہی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں، اس لئے مجھ سے بھی زیادہ بوالعجب اور بانصیب وید ہیں (شلوک ۶۶)

۹ برہما کا جواب سنکر نارد رشی نے ویدوں کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور سے بڑھکر متبرک علوم اور شے کچھ بھی نہیں، حضور کی عظمت مایہ تعجب و خوش نصیبی ہے (شلوک ۷۱) ویدوں نے جواب دیا

۱۰ سنو اے نارد، قربانیوں کی عظمت سب کو تعجب میں ڈالتی ہی، آتما کا گھر قربانیاں ہیں، ہم تو قربانیوں کے جاری کرنے والے پیدا کئے گئے ہیں، قربانیوں سے علیحدہ ہو کر ہماری کوئی حیثیت اور وقعت نہیں، ہم بغیر قربانیوں کے برقرار نہیں رہ سکتے - برہما سے آگے ہم ہیں، اور ہم سے آگے قربانیاں ہیں - (شلوک ۲۷-۳-۷۴) ویدوں کا جواب سنکر نارد رشی قربانیوں کے پاس گئے - اور ان کی عظمت اور طہارت کی تعریف کی - اور کہا کہ حضور ہی دنیا بھر کے مقصد و مدعا ہیں

۱۱ وغیرہ - قربانیوں نے جواب دیا کہ وشنو ہی ہمارا مقصد و مدعا ہی (شلوک ۹، ہری ونش پران وشنو پرو،

۱۲ **بغیر قربانی کے وشنو نہیں ملتا**۔ جو لوگ میری ذات میں مبہوت رہتے ہیں وہی خواہشات نفسانی سے بری رہتے ہیں، وہ ویدوں کی تلاوت اور طرح طرح کی قربانیاں کرتے رہتے ہیں (شلوک ۳۲)

۱۳ ایسے صاحب دِل حلیم بزرگ مجھے پا لیتے ہیں۔ نفس پرور لوگ مجھ تک نہیں پہنچ سکتے (شلوک ۳۲)

۱۴ **قربانی خود وشنو کے اعضا ہیں**۔ قدیم زمانہ میں ڈوبی ہوئی زمین کو پانی میں سے اوپر نکال لانے کے لئے وشنو نے سوّر کا روپ اختیار کیا اور سوّر بنکر اوتار لیا۔ اس لئے اس وقت سے وشنو کو یدنیہ وراہا یعنی سوّر کے روپ میں قربانی بھی کہتے ہیں (ہری ونش پران، بھوشیہ پروہ ادھیایہ ۳۴) اور اسکی یوں تعریف کرتے ہیں:۔ اس سوّر صورت قربانی کے چار پیر چار وید ہیں۔ اس کی کنٹلیاں قربانی کے جانور باندھنے کے ستون ہیں، اسکے دانت قربانیاں ہیں، آگ جیسکا مُنہ ہے (شلوک ۳۴ ہری ونش پران بھوشیہ پروہ۔ ادھیایہ ۳۴ صـ۲۵۲)

ایسے ہی بزرگ کشیپہ رشی وشنو کی حمد وثنا میں کہتے ہیں اے وشنو خداوند تو ہی قربانی ہے، تو ہی قربانی کے جانور باندھنے کا ستون ہے (ہری ونش پران۔ بھوشیہ پروہ۔ ادھیایہ ۴۸)

ایسے ہی ہری ونش پران کے بھوشیہ پروہ ادھیایہ ۸۰ میں وشنو کو یدنیا تمکہ یعنی قربانی بنفسہ اور یدنیہ پتی یعنی قربانی کا مالک کہا ہے (شلوک ۴۸)

۱ **وشنو خود قربانی میں موجود ہے اور قربانی ہی کے ذریعہ سے پہچانا جاتا ہے**۔ شیو مہادیو کی شکایت میں پجاری لوگ عرض کرتے ہیں۔ اے وشنو پر مشہور۔ ہم تیری ماہیت کو جان نہیں سکتے لیکن دھرم کی علامت یدنیہ ہے جس کے اندر تو خود موجود ہے ہم تجھے پہچان سکتے ہیں۔ (شلوک ۲۷ بھاگوت پران ۴۔ ادھیایہ ۷ صـ۱۱)

برہما (وید) کے حکم سے قربانی کیجاتی ہے۔ خود برہما (وید) نے یدنیہ کا حکم دیا، اور یدنیہ برہما ہی کی نذر کیجاتی ہے، تمام مخلوقات کی ہستی یدنیہ پر منحصر ہے، اور یدنیہ کی مخلوقات پر۔ (شلوک ۳۴ مہابھارت۔ شانتی پروہ ادھیایہ ۲۶۸ صـ۱۴۶)

وشنو قربانی کرنے کا حکم دیتے ہیں، برہمن کشتری اور بنیوں کا فرض۔ ایکدفعہ دیوتاؤں نے وشنو کے حضور میں عرض کیا کہ ہم حضور کی پناہ میں آباد ہیں، حضور کی عبادت سے رات دن مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ وشنو نے جواب دیا کہ جو درجے میں نے تمہیں بخشے ہیں انکو قربانی کے ذریعہ سے قائم رکھو اور میرا حکم مانو (شلوک ۱۶) یہ اعلیٰ مقامات تمہیں تمہاری قربانیوں

کے صلہ میں عطا کئے گئے ہیں، ان کو قائم رکھو، اور قربانی کرتے رہو۔ (شلوک ۷) جو برہمن کشتری اور بنئے ہمیشہ قربانیاں کرتے رہتے ہیں وہ کامیاب ہوتے رہتے ہیں اور ان کی مرادیں ہمیشہ حاصل ہوتی رہتی ہیں، اعلیٰ بہشت انھیں ہی نصیب ہوتا ہے، ایماندار لوگ قربانی کی بدولت سب مرادیں پالیتے ہیں۔ مگر بے ایمان قربانی نہیں کرتے۔ (شلوک ۹-۱۰-۱۱- ہری ونش پران)

۱۸ برہما پرمیشور خود قربانی میں موجود ہے۔ یدنیہ وید کے حکم سے جاری ہوئی، اور وید کو لم یزل برہمانے پیدا کیا، اس لئے ہمہ اوست لم یزل برہما ہمیشہ یدنیہ میں حاضر و ناظر رہتا ہے۔ (شلوک ۱۵
(مہابھارت بھیشمہ پروہ گیتا۔ ادھیایہ ۱۳ صہ ۳۱)

۱۹ جو قربانی نہیں کرتا وہ دونوں جہانوں کو کھو بیٹھتا ہے۔ یہ قطعی فیصلہ ہے کہ قربانی نہ کرنے والوں کے لئے نہ یہ دنیا ہے اور نہ وہ۔ وید کا یہ حکم قطعی ہے' اور وید کے سب علماء اس پر متفق ہیں (شلوک ۱۲)
(مہابھارت۔ شانتی موپروہ۔ ادھیایہ ۲۶۹ صہ ۱۴۶)

۲۰ جو قربانی نہیں کرتا وہ مصیبت اُٹھاتا ہے۔ جب پانڈووں نے فتح پائی تب یدھشٹھر کے دل میں سنیاس نے زور مارا، اور اس نے کہا کہ میں تو سنیاسی بنکر زندگی بسر کرونگا، کیا کرنا ہے مجھے راج وغیرہ۔ اُسوقت کنبے والوں نے اُسے سمجھایا۔ ان میں سے نکل راجہ نے کیا خوب کہا۔ کہ برہمانے خلقت پیدا کی اور اس لئے کہ انسان اسکے حضور میں قربانیاں کیا کرے، نباتات، درخت، اناج پھل اور قربانی کے لائق پاکیزہ جانور اور ہوی کے لائق سامان پیدا کیا۔ اب جو کوئی خالق کی بخشیدہ نعمتوں اور قربانی کے لائق جانوروں سے مالامال ہوکر بھی قربانی نہ کرے اس کو ہمیشہ بدبختی گھیرے رہتی ہے۔
(مہابھارت شانتی پروہ ادھیایہ ۱۲۱)

۲۱ قربانی کنندہ دونوں جہانوں کی برکتوں سے مستفید رہتا ہے۔ قربانی کا نذرانہ تقسیم کرکے بچا کچا نوالہ کھانے والا امرت (آبحیات) نوش کرتا ہے، اور ازلی برہما میں حلول کرجاتا ہے، مگر یدنیہ نہ کرنے والا دونوں جہانوں کی برکتوں سے محروم رہتا ہے (شلوک ۱۳ مہابھارت بھیشمہ پروہ گیتا ادھیایہ ۴ صہ ۳۶)

۲۲ یدنیہ روحانی کام ہے اسکو دنیا کا کام نہ سمجھو۔ شری کرشن فرماتے ہیں۔ یدنیہ کرنیکے علاوہ اور سب کام دُنیا کے انسان کو پھانس لیتے ہیں، کیونکہ یہ روحانی نہیں ہوتے، اس لئے اے ارجن دُنیا کے کاموں سے تعلق نہ رکھو۔ اگر کرتے ہو بلاتعلق کرو (شلوک ۹ بھیشمہ پروہ گیتا۔ ادھیایہ ۳ صہ ۳۰)

وشنو کے پوجنے کے لئے قربانی۔ وشنوی لوگ شیو مہادیو سے ناراض ہوکر وشنو سے عرض کرتے

۲۳ ہیں: کہ اے ذات معصوم وشنو تیری عظمت کے لئے برہمانے یدنیہ کرنے کا حکم دیا اور دکشہ نے قربانی کری

شروع کی۔ مگر شیو مہادیو نے ناراض ہو کر اسے خراب کر ڈالا۔ اے مجسم یدنیہ وشنو اب تو ہی اس یدنیہ کو پھر رونق بخش، اور تازہ کر۔ (شلوک ۵۳۔ بھاگوت پران ۴۔ ادھیایہ ۷ صفہ ۱۱)

۲۴ **بنیوں کو قربانی کرنے کا حکم، اور نہ کرنے کی سزا**۔ جس بنئے کے پاس بہت مال مویشی ہو اور وہ
۲۵ قربانی نہ کرے، راجہ کو اس سے مال چھین لینا چاہئے۔ (شلوک) جس بنئے کے پاس سو گائیں ہوں اور وہ قربانی کر کے آگ میں ہون نہ کرے، اور جس کے پاس ہزار گائیں ہوں اور وہ قربانی نہ کرے بلا پرسش اسکا مال سرکار میں ضبط کر لینا چاہئے (شلوک ۹) اور راجہ کو قربانی کے کام میں لانا چاہئے (مہا بھارت۔ شانتی پروہ۔ ادھیایہ ۱۶۵ صفہ ۲۷)

۲۶ **قربانی بار بار کرنی چاہئے**۔ شیو مہادیو فرماتے ہیں:۔ کہ دان بار بار دینا چاہئے، اور قربانی بار بار کرنی چاہئے (شلوک ۷۔ مہا بھارت انوپروہ۔ ادھیایہ ۱۴۱ صفہ ۱۴۱)

۲۷ **قربانی کے فائدے**۔ انسان کے ساتھ قربانی کو پیدا کر کے برہما نے ہدایت کی کہ لو یہ قربانی تمہاری مرادیں پوری کرنے والی گائے ہے، قربانی کرو اور پھلو پھولو، قربانی کر کے تم دیوتاؤں کو نذرانہ دو۔ اور دیوتا تمہیں برکت دیکر نہال کریں (شلوک ۱۰۔ ۱۱ مہا بھارت بھیشمہ پروہ گیتا ادھیایہ ۳ صفہ ۳۰)

۲۸ **قربانی سے بہشت ملتا ہے**۔ جو برہمن وید شاستر کے حکم کے مطابق قربانی کے جانور ذبح کرتا ہے ہرگز اس کو گناہ نہیں ہوتا، اور اس کا درجہ برہمنیت کا جانور ذبح کرنے سے نہیں گھٹتا، گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے، اور وہ ذبیحہ کے ساتھ ساتھ بہشت میں جا پہنچتا ہے (شلوک ۱۴ شانتی موکشہ پروہ ادھیایہ ۲۶۹)

۲۹ مہا بھارت کے بطل (ہیرو) ارجن فرماتے ہیں:۔ اس دنیا میں کوئی بغیر ہنسا کئے زندہ نہیں رہ سکتا، جانوروں پر جانور زندگی بسر کرتے ہیں، درختوں پر درخت وغیرہ (شلوک ۲۰) زمین کھود درختوں کو کاٹ نباتات کو چھانٹ، جانوروں اور پرندوں کو ذبح کر کے جو لوگ قربانی کا فرض ادا کرتے ہیں، وہی بہشتی ہیں (شلوک ۲۸۔ مہا بھارت۔ ادھیایہ ۱۵ شانتی پروہ صفہ ۱۲)

۳۰ جو برہمن قربانی کا کام کرتے ہیں وہی ججمان کو بہشت میں پہنچا دیتے ہیں، ایسے بزرگوں کے دکھائے ہوئے، راستہ پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوتا (مہا بھارت انوپروہ ادھیایہ ۱۲۱ شلوک ۷ صفہ ۱۳)

۳۱ **بہشت حاصل کرنے کے لئے قربانی کرنی چاہئے**۔ وید کی شرتی سے بہشت حاصل کرنیکے لئے ہمیشہ قربانی کرتے رہنا چاہئے (شلوک ۱۸۔ شانتی پروہ۔ ادھیایہ ۲۶۸۔ صفہ ۱۴۵)

۳۲ **قربانی کئے بغیر بہشت میسر نہیں آسکتا**۔ تمام حیوانات، انسان، درخت اور نباتات سب کے سب

بہشت میں جانے کے آرزومند ہیں، اور قربانی میں یہ سب کام آتے ہیں، اس لئے کہ بغیر قربانی کے بہشت نصیب نہیں ہو سکتا (شلوک ۴۴- شانتی موپروہ، ادھیایہ ۲۶۸- صفحہ ۱۴۶)

۴۳ قربانگاہ ہی بہشت ہے۔ جہاں جانور قربان کیا جائے وہی بہشت ہے (شتہ پتھ برہمنم ۲-ادھیایہ ۵)

۴۴ قربانی سے برہما ملتا ہے۔ دریاؤں کے سنگم، قربانگاہ، اور خلوت نشینی سے برہما سے وصال نصیب ہوتا ہے۔ (شلوک ۲۱- اشومیدھ پروہ- ادھیایہ ۲۸ صفحہ ۲۱)

۴۵ پاکیزہ جانور ذبح کرنا برہمنوں کا فرض ہے۔ جنگل میں رہنے والے برہمنوں کا فرض ہے کہ یدنیہ کے لئے اور متعلقین کی پرورش کے لئے پاکیزہ جانور، اور پرندے ذبح کیا کریں۔ جیسے اگستی رشی کیا کرتے تھے۔ (شلوک ۲۲- منو ادھیایہ ۵)

نوٹ۔ اگستی رشی قدیم زمانہ کے مشہور بزرگوں اور اولیاؤں میں سے ہو گذرے ہیں، وہ شکار کے ایسے شائق تھے کہ قربانی کی نیت باندھے ہوئے اور قربانی کے احکام میں مصروف بھی شکار کو نکل جایا کرتے تھے، انہوں نے ثابت کر دیا کہ شکار کوئی نامشروع کام نہیں، اس سے عبادت کی نیت نہیں ٹوٹتی، قربانی کی نیت شکار میں جانے سے نہیں ٹوٹتی، شکار بھی شرعی کام ہے اور قربانی بھی۔ چنانچہ مہابھارت، آوی پروہ میں وارد ہے کہ۔ اگستی رشی قربانی کی نیت باندھے ہوئے

۴۶ جس میں کوئی دنیوی کام کرنا جائز نہیں، شکار کے لئے نکل جایا کرتے تھے۔ اور پاکیزہ جنگلی جانور جو قدرتاً پاک ہیں اور جن پر پاکیزگی کے لئے پانی چھڑکنے کی ضرورت نہیں، شکار کرتے تھے۔ یہ دھرم کی رسم اس سے بخوبی ثابت ہے، تم ہم پر کیا الزام لگا سکتے ہو (شلوک ۱۴- ۱۵- مہابھارت) برہمن ہی اپنے ہاتھ سے قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ کیونکہ ہر موقعہ پر یجروید کے منتر اور اور دعائیں پڑھی جایا کرتی تھیں۔ یہ سب برہمنوں کا کام تھا اسی پر دینداری اور برہمنوں کی روزی کا انحصار تھا، جیسے ہم لوگ آپس میں خیریت پوچھتے ہیں ویسے ہی برہمن ایک دوسرے قربانی کا حال پوچھا

۴۷ کرتے ہیں مثلاً کہو آجکل کیا حال ہے، خوش ہو، کیا تمہارے حلقہ میں قربانیاں اچھی طرح جاری ہیں خوب قربانیاں کرتے ہونا۔ (ہرش چرتیم۔ اُچھواس سوم)

جس زمانہ کا یہ تذکرہ ہے تب آریا لوگ زندہ قوم کے تھے، رات دن ویدوں پر عمل کرتے تھے۔ ایک دوسرے سے دھرم کی باتیں پوچھتے تھے جب ویدوں پر عمل نہ رہا ویدک کارروائی معیوب کیا گناہ ہو گئی۔ لوگ غلط معنی بیان کرنے لگے، اور غیر مذہب کے حاکموں کا دھرم سیکھ کر اُسی کو اپنا

دھرم بنا بیٹھے، وید پر نیا دھرم مڑھ دیا، وید کا نام باقی رہ گیا۔ مگر عمل دوسرے دھرموں پر ہوتا رہا، یہی کیفیت ہو جاتی ہے ہر قوم کی جب دھرم کے کام مشکل معلوم ہوں۔ اور فرائض پر عمل کرانا حکام کے ہاتھ ہو۔ آریوں میں راجہ دھرم کا مالک اور نگہبان رہتا تھا۔ دھرم کے کام چلتے رہتے تھے، آخر راجہ لوگ خود غیر دھرموں کے شکار ہو گئے۔ وید کی عملی کارروائی کو چھوڑ خیالی نجات کو تلاش کرنے لگے۔ ان کی حالت اس شلوک کے مطابق ہو گئی۔ جو آدمی صحیح بات کو چھوڑ غیر متیقن راہ چلتا ہے، وہ صحیح کو کھو بیٹھتا ہے، اور گمراہ ہو جاتا ہے۔

۳۸

قربانی کا منکر چور ہے - دیوتا یدنیہ سے خوش ہو کر تمہاری مرادیں پوری کرتے ہیں، جو کوئی تم میں سے دیوتاؤں کے عطیہ کے شکریہ میں یدنیہ نہ کرے اور اکیلا کھا بنا رہے اس کو خدائی چور کہنا چاہئے شلوک ۱۲

۳۹

قربانی کا دشمن قابل قتل ہے - راجہ بھیم سین کا ایک بیٹا گھٹوتکچہ نام دیونی سے تھا، جو بڑا بہادر تھا، اور جادو وغیرہ میں کامل تھا۔ جب وہ لڑائی میں مارا گیا تو پانڈووں میں کہرام مچا اور رنج وغم پھیلا۔ لیکن شری کرشن نے اسکے مرنے پر بڑی خوشی منائی، ارجن نے متحیر ہو کر اُن سے پوچھا کہ آپ کی مسرت کا کیا سبب ہے؟ ہم سب تو بہت مغموم ہیں۔ شری کرشن نے یوں جواب دیا کہ اگر کرن اس کو نہ مار ڈالتا تو میں مارتا، کیونکہ وہ راکشس (دیو) برہما کا دشمن اور قربانی کا مخالف دھرم کو غارت کرنے والا تھا، جو لوگ دھرم کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے ان کو میں ہلاک کرتا ہوں۔ (شلوک ۲۵-۲۶ تا ۲۸- درونہ پروہ- ادھیایہ ۱۸۱ صـ ۱۴۹ مہابھارت)

۴۰

نوٹ - شری کرشن وشنو قربانی کے چھوڑنے والے کو قابل قتل تصور فرماتے ہیں، اب تو آریہ لوگ نہ خود قربانی کرتے ہیں اور نہ اوروں کو کرنے دیتے ہیں، قربانی کرنے والوں سے لڑتے ہیں، مرتے مارتے ہیں۔ مگر اپنے آپ کو شری کرشن کا پیرو کہتے ہیں۔

قربانی بغیر زندگی عبث ہے - بھیشمہ بزرگ فرماتے ہیں:- جو لوگ وید پر عمل نہیں کرتے اور قربانی نہیں کرتے، ان کی زندگی اکارت جاتی ہے۔ (انو پروہ ادھیایہ ۹۵ صـ ۵ مہابھارت)

قربانی کا گوشت کھانا لازمی ہے - وید کی حکم دی ہوئی قربانی کر کے جو کوئی اس قربانی کا گوشت نہ کھائے وہ مرنے کے بعد بیسیوں دفعہ جانور کی جون میں پیدا کیا جائیگا (شلوک ۳۵ منو ادھیایہ ۵) جائز گوشت کھانا نہ کھانے کی برابر ہے۔ جائز گوشت کھانے والے کو کون گوشت خوار کہہ سکتا ہے۔ جو جائز گوشت کھائے، اس کو گوشت خوار نہ کہنا چاہئے، وید کے حکم سے قربانی کا گوشت کھانا

ایسا ہی ہے جیسا ترکاری کھانا (شلوک ۱۲۔ مہابھارت۔ انوپروہ ادھیایہ ۹۳ صفحہ ۱۱)

۴۴ مباشرت کرنا، گوشت کھانا، اور شراب پینا قدرتی طور پر انسان کی زندگی کے لوازم ہیں۔ کچھ کہنے سُننے کی ضرورت نہیں۔ مگر حدود کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ مباشرت کے لئے بیاہ کرنا چاہئے، گوشت کھانے کے لئے قربانی کرنی چاہئے، اور شراب پینے کے لئے سوترامنی قربانی کرنی چاہئے جس میں شراب پی جاتی ہے۔ مگر ان کا ترک کر دینا ہی پسندیدہ ہے (شلوک ۱۱ بھاگوت پران ۱۱۔ ادھیایہ ۵ صفحہ ۱)

۴۵ جانور کی قربانی اور نیا اناج۔ برہمن۔ کشتری، اور بنیوں کو جو بڑی عمر تک جینے کے آرزومند ہوں بغیر جانور کی قربانی کئے نیا اناج اور گوشت نہ کھانا چاہئے (منو ادھیایہ ۴۔ شلوک ۲۷)

۴۶ قربانی کو ایذا رسانی مت کہو۔ یدنیہ کے لئے ہی سویمبھو (پرمیشور) خدا نے جانور پیدا کئے اس لئے پرمیشور کے حکم سے قربانی میں جانور ذبح کرنے کو ہنسا یعنی ایذا رسانی نہ کہنا چاہئے (اش ۳۹)

نوٹ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کے لائے جانے سے پہلے زمانہ میں بھی ہنسا اور اہنسا کا جھگڑا پھیلا ہوا تھا، ویدوں نے قربانی کا قطعی حکم صادر کیا، اسلئے منو نے یہ قانون بنایا کہ قربانی کو ہنسا نہ کہو یہ تو برہما کا حکم ہے۔ اسی بحث کے متعلق مشہور کتاب "وشوگنہ چمپو" میں دو دیوتاؤں کی ایک دلچسپ گفتگو مندرج ہے، جس کا اصل اور ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

ایک دفعہ دو دیوتا ویمان پر سوار آسمان سے اُترتے ہوئے، زمین کی آبادیوں کو دیکھتے ہوئے وہاں کے لوگوں کی نسبت رائے لگاتے ہیں۔ چنانچہ ایک ندی کے کنارہ آبادیوں کو دیکھ کر ایک دیوتا دوسرے

۴۷ سے کہتا ہے:۔ دیکھو تو اس ندی کے کناروں پر برہمنوں کی معافیاں ہیں، ہر بستی میں جو تشٹوم یدنیہ کیجا رہی ہے، اور ویدوں کے منتروں اور قربانی کے اوناروں کی آواز آرہی ہے، ان برہمنوں کا چلن سمندر رجھاگ جیسا صاف اور شفاف کیسا دلپسند ہے۔ (شلوک ۳۰) یہ سُنکر دوسرے دیوتا نے اعتراض کیا کہ واہ اس کل یگ میں بھی یہ لوگ جانور کی قربانی کرتے ہیں، کیسے ان کی تعریف کرتے ہو، اس زمانہ میں تو نہ قربانی کی رسومات جاننے والے برہمن ملتے ہیں نہ ججمان قربانی کنندہ میسر آتے ہیں، نہ حلال کا پیشہ دستیاب ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں لوگوں کا دل بھی صاف نہیں عقیدہ کمزور ہے، یہ برہمن تو شہوت پرست ہیں، جانور پر جانور کاٹے جاتے ہیں حالانکہ خود معمولی نہانے دھونے کے دھرم سے بھی واقف نہیں، اگنی ہوتر کی رسوم اور دکشنا کے عمل کا تو کیا ذکر ہی

۴۸ یہ سُنکر دوسرے دیوتا نے جواب دیا۔ تم تو ان کی بُرائی کرتے ہو۔ مگر یہ تو ان کی تعریف کی بات ہے،

کہ اس بُرے وقت بھی یہ لوگ، بھلے آدمیوں سے روپیہ پیسہ کی مدد لیکر علم سیکھ کر تربیت یافتہ قربانی کنندہ پجاری بہم پہنچا کر مخلصانہ پر پیشور کے لئے یدنیہ کرتے ہیں، اور کلی یُگ کو کریتہ یگ کر دکھاتے ہیں۔ بُرے وقت نیکی ہی کرتے ہیں۔ دیکھو تو لوگ بھی کیسا غضب کرتے ہیں کہ دھرم کی یدنیہ کو ہنسا کہتے ہیں، بعضے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس جو مال ہے وہ یدنیہ کے لائق نہیں، اس لئے ہم جانور کی قربانی نہیں کرتے! صرف اناج پات کی کر دیتے ہیں۔ لوگوں کے اس نامعقول عذر پر ذرا غور تو کرو۔ کیا اناج پات خرید کرنے کے لئے مال پاک ہو جاتا ہے، اور جانور خریدنے کے وقت وہی ناپاک۔ بات اتنی ہے کہ کوشش سے جو مال ہاتھ لگے اس سے اگر خدا کے حضور میں یدنیہ کیجائے، تو کیا وہ یدنیہ، یدنیہ نہ کہلائے گی۔ کہلائے گی اور ضرور کہلائے گی۔ اور بھی سُنو:۔ جو وید ایذا رسانی کو منع کرتا ہے وہی وید قربانی میں "پشو" ہنسا جانور ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ایسی حالت میں کیا کوئی وید کا سمجھنے والا یدنیہ کرنے سے ہچکچائیگا۔ قربانی کے حکم میں شک کرنے والے سے بڑھکر اور کون وید کا دشمن ہوگا۔ لو دیکھو بزرگ رامانج آریا فرماتے ہیں کہ یدنیہ میں جانور ذبح کرنا ہنسا نہیں ہے۔ پس انکے پیر دھی اگر یدنیہ نہ کریں تو انسے بڑھکر اور کون اپنے گرو کا بدخواہ ہوگا۔ (شلوک ۳۶۶) اور ہاں یہ تو بتاؤ جینیوں کے علاوہ اور لوگ جو وید پرستی کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حکم شدہ قربانی کو ناجائز اور ہنسا کہتے ہیں، دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ حلال کو حرام کہتے ہیں۔ ایسے شخصوں کے نزدیک اپنی منکوحہ بی بی سے اولاد پیدا کرنا کیوں ویسا ہی ناجائز نہو جیسا کہ غیر عورت سے۔ کیونکہ جس وید نے غیر عورت کو حرام ٹھیرایا ہے، اسی وید نے منکوحہ بی بی کو حلال قرار دیا ہے۔ ایسے ہی جس وید نے ہنسا کو منع کیا ہے اسی وید نے قربانی کا حکم دیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر وید کے حکم سے جائز شدہ عورت کو ہم ناجائز کہیں تب حکم شدہ ہنسا بھی ناجائز ہوگی۔ جو لوگ جائز قربانی کو ہنسا کہتے ہیں انھیں چاہیئے کہ منکوحہ بی بی کو بھی ناجائز کہیں۔ یہ کیا کہ منکوحہ عورت تو جائز اور ماذون و حکم کردہ قربانی ناجائز؟ ان دونوں ایک سی صورتوں میں یکساں حکم ہونا چاہیئے۔ خاص عورت کو بی بی بنا لینا وید نے جائز رکھا ہے ایسے ہی خاص جانوروں کو قربان کرنا وید نے جائز رکھا ہے۔ جیسے غیر عورت ناجائز ہے ویسے ہی غیر جانور بھی حرام ہے، اس لئے قربانی میں جانور کو ذبح کرنا کسی طرح ہنسا نہیں۔ (دشوگنہ چمپو صـ ۱۹۷)

قربانی میں جانور کاٹنا ہنسا نہیں۔ ایسے ہی منو بزرگوار کا حکم ہے، کہ دہرم تو وید سے نکلا ہی جس ہنسا کرنے کی وید میں اجازت کا حکم ہے اس کو ہنسا کہنا ہی غلط ہے، جانور کاٹنے میں ہنسا ضرور

ہے، مگر پرمیشور کے حکم سے قربانی میں جانور کاٹا جاتا ہے، اس لئے یہ ہنسا کسی طرح ہنسا نہیں ہے، ہنسا اور اہنسا میں فرق جس پرمیشور نے خود ہمیں سکھایا ہو، اسی پرمیشور نے قربانی کا حکم دیا ہے۔ اگر قربانی ہنسا ہوتی تو پرمیشور کیسے وید میں قربانی کرنے کا حکم دیتا۔ (شلوک ۴۴۔ منو ادھیایہ ۵)

۵۲ **مال و دولت اور انسان سب قربانی کے لئے ہیں۔** خالق نے دولت قربانی کے لئے پیدا کی اور یدنیہ کا حکم دیا اور انسان کو یدنیہ کرنے کے لئے ٹھیرایا۔ اس لئے دولت کا استعمال قربانی میں ہی کرنا چاہیئے۔ اور سب خواہشات کی طرف اسکے بعد توجہ کرنی چاہیئے۔ اور سب خواہشات کا پورا ہونا یدنیہ پر منحصر ہے۔ (مہا بھارت۔ شانتی راپروہ۔ ادھیایہ ۲۱۔ صفحہ ۱۶)

شری کرشن اور قربانی۔ شری کرشن وشنو یوگیشور یوگ کے خدا کہلاتے ہیں۔ ویدک اور یوگ کی تعلیم میں کوئی تعلق نہیں۔ ایک دوسرے سے علیحدہ، اور ہر ایک کا مقصد علیحدہ۔ لیکن یدنیہ، دان، تپ ان تینوں عبادتوں کی خوبی اور اہمیت کو مدنظر رکھ کر شری کرشن نے انکو یوگ کی تعلیم میں داخل کر لیا چنانچہ گوالوں سے زبردستی قربانی کرائی (دیکھو ہری ونش پران، وشنو پروہ۔ ادھیایہ ۱۶۔ شلوک ۴۴ جسکا مفصل تذکرہ آیندہ آئیگا۔ یوگیشور شری کرشن کے حکم کے مطابق یوگی کو قربانی کرنی چاہیئے (دان) خیرات دینی چاہیئے۔ اور تپ (ریاضت) کرنی چاہیئے۔ راجہ یدھشٹھر کو شری کرشن ہدایت

۵۳ فرماتے ہیں:۔ دستور کے موافق بہت دکشنیہ (نذرانہ) دیکر اشومیدھ اور اور قربانیاں کر، ان کی بدولت تیری بہت شہرت ہوگی، اور تو اعلیٰ درجہ نجات کا حاصل کریگا۔ (مہا بھارت۔ اشومیدھ پروہ

۵۴ ادھیایہ ۱۳ صفحہ ۸ شلوک ۲۰۔ ۲۲) اور پھر ایک اور موقعہ پر یوں تاکید فرمائی:۔ قسما قسم کی قربانیاں کرکے دیوتاؤں اور بزرگوں کو نذرانہ دیتے رہو (شلوک ۳۔ اشومیدھ پروہ ادھیایہ ۲) ہری ونش پران بھوشیہ پروہ ادھیایہ ۱۰۳ میں شری کرشن کا حال یوں مذکور ہے کہ وہ برہمنوں کو عطیات بخشتے اور اگنی ہوترم کی رسومات پوری ادا کرتے تھے (یعنی آگ دیوتا کو نذرانہ دیتے رہتے تھے) اور برہما چاری بنکر بھی لوگوں کو خوش رکھتے تھے، اور قربانیاں کرکے بزرگان سلف کو نذرانہ دیکر پوجتے تھے

صرف دھرم کے لئے قربانی۔ یودھشٹھر نے بھیشم بزرگ سے پوچھا کہ کونسی قربانی ایسی ہے جو صرف دھرم کے لئے ہو، یعنی جس میں نیت نہ کرنی پڑے اور نتیجہ یا ثواب جس سے مقصود نہو۔

نوٹ۔ ویدک قربانیوں کے لئے نیت کرنا ضروری ہے اور قربانی کا مقصد ٹھیرالینا لازمی ہے مثلاً ۱۸ اولاد کے لئے یا دولت کے لئے یا بہشت حاصل کرنے کے لئے قربانی کی جاتی ہے یا کسی اور مقصد سے

یہ۔ حکم ہے کہ جس مراد کے لئے قربانی کرنی ہو اُسکو پہلے ٹھیرالینا چاہیئے۔ مہا بھارت، شانتی موپروہ ادھیایہ ۲۶۸

ہر حالت میں قربانی کا مقصد ٹھیرالینا اور نتیجہ کا منتظر رہنا قربانی کنندہ کا فرض ہے، یودھشٹھر راجہ وید کی قیود سے آزاد اور یوگ دھرم کا معتقد ہے۔ یوگ دھرم میں کسی نیّت سے کام کرنا اور مقصود یا ثمرہ کو پیش نظر رکھنا بالکل ممنوع ہی بحیثیت مہاراجہ ہونے کے یودھشٹھر کو قربانیاں کرنی لازمی تھیں مگر قربانیاں وید کے حکم کے مطابق ہونی چاہئیں جس میں نیت کرنا اور مقصد کا خواستگار ہونا ضروری ہے۔ اسلئے وہ بھیشمہ بزرگ سے پوچھتا ہے کہ ایسی قربانی کونسی ہی جس میں نیت و مقصد کچھ نہ ہو جس میں بہت دکشنا نہ دینی پڑے تاکہ قربانی ویدک نہ رہے اور یوگ کی طرح کی ہو جائے۔ اسلئے اس نے یہ نرالا سوال پیش کیا۔ بھیشمہ بزرگ ہر فن ماہر یودھشٹھر کا عندیہ سمجھ گئے، اور یوں جوابدیا سُنو۔ ایک مفلس برہمن صرف دھرم کے لئے نہ کہ ثواب کی اُمید میں یدنیہ کرنے کو تیار ہوا۔ اسکی بیوی نے اس سے کہا کہ اناج پات کی یدنیہ سے کیا ہوگا، اس سے بہشت جیسی نعمت ہاتھ نہ آئے گی۔ (یعنی جانور کی قربانی کرنی چاہیئے) جس سے بہشت ملے ایسے خشک زہد سے کیا فائدہ، وہ کہنے کو تو کہہ گئی مگر خاوند کے ڈر کے مارے ناج پات کی قربانی کرنے کی تیاری کرنے لگی۔ اس برہمن کے پڑوس میں ایک ہرن رہتا تھا۔ اُس نے یہ انوکھی ناج پات کی قربانی کی تیاری دیکھ کر تعجب کیا، اور برہمن سے کہا کہ مہاراج کیا غضب کئے ڈالتے ہو، وید کے منتروں کی تعمیل بغیر جانور کاٹنے کے کیسے ہو سکتی ہے۔

۵۵ لیجئے مجھے نذرانہ بنائیے، اور آگ میں ہَون کیجئے، اور معاً بہشت میں قدم رکھئے (شلوک ۱ شانتی پرو پروہ ادھیایہ ۲۷ صـ۱۵۳) اسی اثنا میں قربانی کی دیوتا ساوتری دیوی وہاں آ ظاہر ہوئیں، اور ہرن کی تائید کرنے لگیں، برہمن نے عرض کیا کہ یہ ہرن تو میرا پڑوسی ہے، میں کیسے اسے حلال کردوں، یہ سُنکر وہ دیوتا تو ہون کی آگ کے کنڈ میں اُتر گئی، اور برہمن دست بستہ کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ اتنے میں ہرن پھر بولا۔ کہ لو مہاراج مجھے آگ پر چڑھاؤ۔ یہ سُنکر برہمن نے اسے گلے سے لگایا، اور کہا جیتے رہو، تجھ جیسے ہمسایہ کو میں کیسے ذبح کروں۔ یہ سنکر وہ ہرن بھی چلدیا، اور آٹھ قدم چلکر پھر واپس آیا۔ اور پھر کہا کہ مہاراج لیجئے مجھے قربان کیجئے۔ لو میں روشن ضمیری بخشتا ہوں، دیکھئے یہ بہشتی پریاں اور اُڑن کھٹولے ہمیں لینے آئے ہیں، یہ نظارہ دیکھتے ہی برہمن کی مایوسی جاتی رہی اور وہ قربانی کے رمز کو سمجھ گیا

۵۶ کہ ہنسا (قربانی) میں ہی بہشت سمایا ہوا ہے (شلوک ۱۶۔ مہابھارت شانتی پروہ ادھیایہ ۲۷۲) اور یقین آتے ہی اُس نے اُس ہرن کو قربانی میں ذبح کیا، اور نذرانہ دیا۔

یہ قصہ سُنا کر بھیشمہ بزرگ نے پھر کہا کہ یہ ہرن خود دھرم دیوتا تھا، اور اس روپ میں لوگوں کو

قربانی کیطرف توجہ دلانے کے لیئے پھرا کرتا تھا، اُس نے یوگ کی طرف مائل برہمن کو جو جانور کی قربانی کو

۵۷ ہنسا تصور کرتا تھا اور ناج پات کی قربانی کرنے کو تیار تھا، جانور کی قربانی کی طرف متوجہ کر دیا، اور اسکے یوگ کے تپہ کو کھرچ ڈالا۔ (شلوک ۱۸- ادھیایہ ۲۷۲ صفہ ۲۵۴) اور وہ صاف ستھرا سناتن دھرمی ہنگیا اور سمجھا کہ یدنیہ میں جانور ذبح کرنا ہنسا نہیں ہے۔ اس کے بعد بھیشمہ بزرگ نے کہا کہ:-

۵۸ جیسے ہنسا نہ کرنا دھرم ہے ویسے ہنسا کرنا دھرم ہے، دونوں پر عمل کرنا چاہیئے (شلوک ۲۰ ادھیایہ ۲۷۲) ویسے جانوروں کو ایذا نہ دینی مگر قربانی کے لئے ذبح کرنا چاہیئے۔ اور یاد رکھو کہ ہم لوگ کشتری ہیں ہمارا دھرم یدنیہ کرنے کا ہی، اور میں سچ کہتا ہوں کہ یہی سچّا دھرم ہے۔

نوٹ - یودھشٹھر اور بھیشمہ بزرگ کی اس گفتگو سے ظاہر ہے کہ قدیم زمانہ سے یوگی لوگ ویدک دھرم کو مٹا ڈالنے کی فکر میں لگے رہتے تھے، پانڈوؤں کا زمانہ بھی ویدک زوال کا زمانہ تھا۔ وید ایسے زوروں پر نہ تھا جیسے راماین کے زمانہ میں تھا۔ رام مہاراجہ کا خاص لقب یجور ویدی تھا، یعنی رام یجور وید (قربانی کے وید) کے عامل۔ مگر یودھشٹھر کا لقب اجات شترو۔ یعنی صلح کل مزاج کا شخص۔

سناتن دھرم والے کشتریوں نے ویدک دھرم کو اصلی صورت میں قائم رکھنے کی کوشش نہیں کی، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ دھرم برہمنوں کے ہاتھ تھا۔ گو زبردست اور اقبال مند کشتریوں نے اپنے زمانہ میں برہمنوں کی قوت کو بڑھنے نہ دیا۔ انہوں نے برہمنوں کے ہاتھ سے گائے، آدمی وغیرہ جانوروں کی قربانیاں کرائیں، زبردست کشتریوں کے حضور میں برہمن بھی ویدک دھرم کے پابند رہتے تھے، اور خود حلال کر کے قربانی کا گوشت کھاتے اور کھلاتے تھے، انھیں میں سے پوشیدہ یوگیوں نے اپنی تلقین سے کشتری راجاؤں کا عقیدہ بدل دیا، اور اُن کے جذبات اور دلی ولولہ کو سرد کر ڈالا۔ رفتہ رفتہ یہانتک نوبت آپہنچی کہ وہ ناج پات کی قربانی کے طرفدار بن گئے اور جانور کاٹنے کو ہنسا کہنے لگے۔

بھیم سین نے ایک دفعہ راجہ یودھشٹھر کو شرمندہ کیا کہ آپ تو یوگ کے عقیدہ کے موافق خیال کرتے ہیں کہ دھرم صرف دھرم کے لئے ہے نہ کہ انسان کے لئے، آپ کا یہ خیال بالکل ردّی ہی۔ دھرم تو انسان کی بہبودی کے لئے ہے نہ کہ خود اپنے لئے۔ (شلوک ۲۱) آپ کا دھرم تو بربادی پسند ہے، آپ تو اپنا اور اپنوں کا ناس کئے دیتے ہیں اس کو تو مصیبت کہنا چاہیئے۔ نہ کہ دھرم

۵۹ ون پروہ - (ادھیایہ ۳۳ صفہ ۳۱) جو کوئی دھرم کو دھرم ہی کے صدقہ مانے اس کو تو احمق اور

بدنصیب کہنا چاہیئے۔ سچ تو یہ ہی کہ وہ دہرم کا مطلب ہی نہیں جانتا جیسے کہ اندھا سُورج کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا۔ (شلوک ۲۳۔ ون پروہ۔ ادھیایہ ۳۳ صفہ ۳۱ مہا بھارت)

بھیم سین کے اس طعنہ سے یودھشٹھر مہاراجہ کا اصل عقیدہ اور اس کی نیت کی صحیح حالت معلوم ہوتی ہی۔ وہ تو ویدک دھرم سے بیزار اور یوگ دھرم کا عاشق تھا۔ مگر اپنے بھائیوں اور راج سے مجبور تھا، اور انھیں کی وجہ سے سناتن دھرم کی بعض رسومات کو پورا کرتا تھا۔ مگر یوگ کا اثر اس پر ایسا غالب تھا کہ گو چار دفعہ اس کی رانی دروپدی پر مخالفین نے حملہ کیا۔ مگر یودھشٹھر میں حمیت کے خون نے جوش نہ مارا، اور مصیبت زدہ دروپدی نے لاچاری اور بے بسی کی حالت میں شری کرشن سے پانڈوؤں کی یوں شکایت کی:۔ میں ملامت کرتی ہوں لڑائی کے میدان میں بہادر پانڈوؤں کو کہ مجھ جیسی وفادار بیوی کو مصیبت میں گرفتار دیکھ کر بھی انہوں نے میری مدد نہ کی۔ (مہابھارت۔ ون پروہ۔ ادھیایہ ۱۲ صفہ ۱۴)

۶۰

لیکن مہا بھارت شانتی پروہ میں وارد ہے کہ سوئمبھو (خدا) نے دھرم تو انسان کی بہبودی اور ترقی کے لئے پیدا کیا۔ نہ کہ دھرم کو دھرم کے لئے، بذات خود دھرم مہمل ہے۔ اسکے استعمال سے معلوم ہوگا کہ دھرم بُرا ہی یا اچھا ہے، سودمند ہے یا نقصان دہندہ ہی۔ اس میں رمز یہ ہے کہ یوگ نفع نقصان کو نہیں مانتا۔ ترقی وتنزل، عزت و ذلت کو یکساں تصور کرتا ہے، اسلئے یوگی کو دھرم کی ضرورت نہیں۔ اوپر تذکرہ آچکا ہے کہ شری کرشن یوگیشور نے ویدک دھرم میں سے یدنیہ، دان اور تپہ کو یوگ دھرم میں داخل کیا، اور تاکید کی کہ ہر شخص کو ان تینوں خیراتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔

۶۱

پھر ان تینوں نیکیوں کو لفظ ست سے تعبیر فرمایا۔ یدنیہ، دان، اور تپہ یہ تینوں نیکیاں ضرور کرنی چاہئیں، کیونکہ یہ انسان کے گناہوں کو دھوتی رہتی ہیں، اور دل کو روشنی بخشتی ہیں۔ (شلوک ۵۔ بھیشمہ پروہ گیتا۔ ادھیایہ ۱۸ صفہ ۶۷)

۶۲

یدنیہ، دان، اور تپہ اِن تینوں کو لفظ ست (سچ حقیقی) سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور ان کے متعلق جو عمل کیا جاتا ہے وہ بھی ست کہلاتا ہے۔ (شلوک ۲۷۔ بھیشمہ پروہ گیتا۔ ادھیایہ ۷ صفہ ۶۹)

۶۳

اور مہا بھارت میں ست کی عظمت یوں بیان کی ہے:۔ جو کوئی ست (سچ) کو چھوڑ بیٹھتا ہے، اس کے خیالات بھی فاسد ہو جاتے ہیں، اور وہ سچ کو چھوڑ جھوٹے خیال باندھنے لگتا ہی، اسلئے چاہیئے کہ ست کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیشہ قربانیاں کرتا رہے (شلوک ۵۔ ۴۷ ادیوگ پروہ ادھیایہ ۱۳۱)

۶۴

۶۵ اور رام مہاراجہ ست کی یوں تعریف فرماتے ہیں:- کہ ست ہی دُنیا میں ایشور ہے، ست میں ہی دھرم ہے، سب کا دارومدار ست پر ہے، یدنیہ، دان و تپہ اور وید سب ست پر مبنی ہیں، اسلئے انسان کو ست پر قائم رہنا چاہیئے (شلوک ۱۳-۱۴- ایودھیا کانڈم- سرگ ۱۰۹)

۶۶ بزرگ بھر گو رشی ست کی یوں تعریف کرتے ہیں:- سچ پر دُنیا قائم ہے، سچ ہی سے بہشت نصیب ہوتا ہے (شلوک ۱- شانتی موکشہ پروہ- ادھیایہ ۱۹۰ صفحہ ۵۳)

نوٹ- ان بزرگوں کے اقوال پڑھ کر جب کوئی یدنیہ کے مخالفین کے غلط معنوں اور غلط بیانوں کو دیکھے اور سنے تو کہے کہ یہ لوگ ست کو چھوڑ بیٹھے، اور نفسانیت کے پیرو بن گئے، نہ اُن کے اعمال درست ہیں نہ اقوال صحیح ہیں، غلط معانی بتا کر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں، سوائے دھوکہ بازی کے اور کچھ انھیں نہیں آتا، سچ کو اختیار کرو، رام مہاراج اور شری کرشن کی پیروی کرو۔

۶۷ شری کرشن یدنیہ کی عظمت کو لوگوں کے دلوں پر بٹھانے کے لیئے پھر ارشاد فرماتے ہیں:- جو لوگ قربانی کر کے نذرانہ دیتے ہیں اور بچا کُچا نوالہ خود کھاتے ہیں وہ گویا آبحیات نوش کرتے ہیں، اور ابدی عالم برہما میں جگہ پاتے ہیں- اور جو یدنیہ نہیں کرتے اور نذرانہ نہیں دیتے وہ دونوں جہانوں کی برکت سے محروم رہتے ہیں (شلوک ۳۱ بھیشمہ پروہ گیتا- ادھیایہ ۴ صفحہ ۳۶)

پانڈوؤں کے زمانہ میں ویدک قربانیوں کا اور ویدی عمل کا زور بہت گھٹ گیا تھا، مہاراجہ یدہشٹھر کے دل میں قربانی کی اُمنگ موجزن نہ تھی- بھیشمہ بزرگ جہاندیدہ اور وید اور دھرم شاستر کے عاشق تھے- وہ یودہشٹھر کی عدم توجہی اور ویدک دھرم سے بے پروائی سے خائف تھے، جہاں موقعہ ملتا تھا یودہشٹھر کو نصیحت کرتے تھے کہ ویدک دھرم کو نہ بھولنا- چنانچہ جب پانڈوؤں کو فتح نصیب ہوئی اور میدان جنگ سے یودھشٹھر اپنے پایہ تخت کو جانے لگا- اسوقت بھی اُنھوں نے اُس کو آبائی ویدک سناتن دہرم کی طرف توجہ دلائی اور قربانی کرنے کی تاکید کی-

۶۸ "اے یودھشٹھر- ہر طرح کی قربانیاں کرتے رہنا، خیرات کا کھانا کھلاتے اور دکشینہ دیتے رہنا- دھرم پر اعتقاد قائم رکھنا، اپنے نفس کو دبائے رکھنا، اور اپنے کشتری دھرم پر عمل کر کے آباء و اجداد اور دیوتاؤں کو نذرانہ دیتے رہنا، اور قدیم مشہور مہمان نواز اور قربانی کنندہ، راجہ یاتی کی پیروی کرنا، اور ویسے ہی اولوالعزم اور فراخ حوصلہ ہونے کی شہرت حاصل کرنا" (شلوک ۹-۱۰-۱۱ مہابھارت- انو پروہ- ادھیایہ ۱۶۶ صفحہ ۱۶۵)

نوٹ - یہ یاتی مشہور مہمان نواز اور قربانی کرنے میں مشہور تھے، ایک جگہ قربانی کر کے اپنی چھڑی پھینکتے تھے، جہاں وہ جا پڑتی تھی، وہاں پھر قربانی کرتے تھے - اس طرح لکڑی کی پھینک قربانی کرتے ہوئے قربانی کی برکت سے سمندر تک ملک فتح کر لیا - بھیشمہ بزرگ اُن کو بطور نمونہ کے یودھشٹھر کے سامنے پیش کر کے اُس کے اعتقاد کو پھر جمانا چاہتے ہیں - یودھشٹھر یوگ پرست تھا، اس لئے اسکو یہ یاتی جیسے فاتح کی مثال دی تاکہ وہ کشتری دھرم کو قائم رکھے اور فتوحات سے فائدہ اُٹھائے اور دھوم دھام سے بہت قربانیاں کرے، اور قربانی کو ہنسا (خونریزی) اور بیرحمی تصور نہ کرے -

ویاس مہاراج مصنف مہابھارت جو خود وشنو کے اُتاروں میں سے ہیں، انھوں نے ایک دفعہ کوئی ایک کیڑا دیکھا، اور اس سے گفتگو کی - اس نے کہا کہ میں اپنے گذشتہ بداعمالی کی وجہ سے کیڑے کی جون میں پیدا ہوا ہوں - رشی ممدوح نے جواب دیا کہ رنجیدہ نہو، پھر بڑھتے بڑھتے تو برہمنیت کے اعلیٰ درجہ پر سرفراز ہوگا - ایسا ہی ویسا ہی ہوا اور کیڑا کچھ عرصہ بعد برہمن کے گھر آدمی کی صورت میں پیدا ہوا، اور ایسا کامیاب ہوا کہ اس نے اس عطیہ کے نذرانہ میں سو ستوں قربانی کے گاڑے، اور بڑی دھوم دھام سے قربانی کی جسکی برکت سے اُسے برہما سے وصال کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوا (ش ۱۴)

نوٹ - برہمنوں کو دیکھئے ہر کوئی اہنسا اہنسا کا جپ کرتا ہے، قربانی کے نام سے رام رام چلا اٹھتا ہے یوگ کے ذریعہ اب کوئی روحانیت میں ترقی کرنے اور بے پر کے اُڑنے کا آرزومند ہے، اس لئے ویدک عمل کو جو مشکل ہے اور جس میں روپیہ پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے چھوڑ بیٹھتا ہے

قربانی ہوگے جانور - راجہ یدھشٹھر نے پوچھا کہ یوگ دھرم اور ویدک دھرم میں سے کونسا دھرم اچھا ہے - بھیشمہ بزرگ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ دونوں اچھے ہیں، مگر دونوں برتنے میں مشکل ہیں دونوں رائج ہیں، اُن کا صحیح معیار بتانے کے لئے میں تمہیں کپیلہ منی اور ایک ذبح کی ہوئی گائے کی گفتگو سناتا ہوں - غور سے سنو - وید کے احکام مدنظر رکھ کر راجہ نہوشہ مہمانوں کی ضیافت میں بہت گائے بیل ذبح کیا کرتا تھا - ایک دفعہ توشٹو کی مہمانی میں اس نے ایک گائے کاٹی، اتفاقاً اُسوقت کپیلا منی وہاں جا نکلا اور کٹی پڑی ہوئی گائے کو دیکھ کر چلا اُٹھا کہ - ہائے وید - دیکھو یہ وید کی کرتوت، نہ وید حکم دیتا نہ گائے کاٹی جاتی - (شلوک ۶ و ۸ - مہابھارت شانتی سو پردہ ادھیائے ۲۶۹)

کپیلہ منی کی فریاد سنکر منی سیوم اشمی نام برہمن بھوت بنکر اُس گائے کے دھڑ میں جا سمایا وہ کٹی ہوئی گائے بول اٹھی کہ ہیں تو نے یہ کیا کہا - کیا وید پر اعتراض کرتا ہے، وید کے سوائے اور کیا سچا دستور العمل

۶۹

۷۰

ہو سکتا ہے، وید کے منتروں اور نکتوں کے ماہر بزرگ اسکے ہر ایک نقطہ کو مانتے ہیں، اور لفظ کو پوجتے ہیں - تجھ جیسے تارک الدنیا والدین، خشک زاہد اور نا اُمید شخص کو وید سے کیا تعلق، اور تجھے ایسی نکتہ چینی کی کیا ضرورت - وید تو اس دنیا اور اُس دنیا سے متعلق ہے اور تجھے تو ان دونوں سے سروکار نہیں یہ سُنکر کپیلہ منی نے جواب دیا کہ نہیں میں وید کی بُرائی نہیں کرتا اور نہ انپر عیب لگاتا ہوں - بات اتنی ہی کہ سب دھرموں کا مطلب ایک ہی ہی - سب کے سب نجات کا راستہ دکھاتے ہیں، جانور کے ذبح کئے بغیر بھی نجات حاصل ہو سکتی ہے" اور ذبح کرنے سے بھی - جیسے یتی زاہد نفس کش نجات حاصل کرتا ہی ویسے ہی وید کا پیرو بھی - فرق دونوں میں یہ ہی کہ یتی آسانی سے اور جانوروں کو ستائے بغیر، اور وید پرست مشکل سے اور قربانی میں جانوروں کا خون بہا کر - دوسری مشکل یہ ہی کہ وید میں کہیں تو ایک کام کے کرنے کا حکم ہے، اور کہیں اسی کام کے نہ کرنے کا - ایسی حالت میں نہ کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ کرنے میں گناہ کبیرہ سرزد ہونے کا اندیشہ ہے، اور نہ کرنے میں کچھ بھی ڈر نہیں - ذرا دیر کے لئے وید اور شاستر کے احکام کو نظر انداز کرکے سوچ کہ آزار نہ دینے سے بہتر اور کیا طریق پسندیدہ تر ہو سکتا ہی یہ سُنکر سیوم رشمی نے جواب دیا کہ ہم ہمیشہ سے سُنتے چلے آئے ہیں کہ جسکو بہشت مطلوب ہو، اُسے قربانی کرنی چاہیئے - دیکھو یہ شرتی (وید کا منتر یا حاشیہ) کیا کہتی ہے -

۷۱ بکری، بھیڑ، گائے، گھوڑا، اور پرندے اور نباتات سب انسان کی خوراک ہیں - (شلوک ۱۹ مہابھارت - شانتی سو پروہ - ادھیایہ ۱۶۸ صفحہ ۱۴۵) اور یہ بھی سُنو - جانور اور غلہ انسان

۷۲ کی روزمرہ کی خوراک ہیں، اور سب کے سب یدنیہ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں - (شلوک ۲۰ ایضاً)

۷۳ اور یہ بھی سُنو - جانوروں کو خالق نے یدنیہ کے حکم کے ساتھ ساتھ پیدا کیا، اور اسنے یدنیہ کرکے خود خالق نے دیوتاؤں کو نذرانہ دیا - (شلوک ۲۱ - مہابھارت، شانتی موپروہ - ادھیایہ ۱۶۸)

۷۴ اور یہ بھی سُنو :- آبادی کے جانوروں میں سے سات اور جنگلی جانوروں میں سے سات بہ لحاظ شرافت ذات قربانی کے لئے منتخب کئے گئے ہیں - (شلوک ۲۲ - مہابھارت - شانتی موپروہ - ادھیایہ ۱۶۸)

آب ذرا غور کیجئے کہ جب ہمارے بزرگ اور بزرگوں کے بزرگ نسلاً بعد نسلٍ وید کے حکم پر عمل کرتے چلے آئے ہیں تو اب کونسا لکھا پڑھا شخص اپنی قدرت کے موافق قربانی نہ کریگا -

۷۵ نوٹ - ان جانوروں کی تفصیل ہم مہابھارت کے حاشیہ سے نقل کئے دیتے ہیں - گائے[۱]، بکرا[۲]، انسان[۳]، گھوڑا[۴]، بھیڑ[۵]، خچر[۶]، گدھا[۷] یہ سات آبادی کے جانور ہیں - شیر[۱]، چیتا[۲]، سور[۳]، بھینس[۴]،

ہاتھی۔ ریچھ۔ بندر یہ سات جنگلی جانور ہیں۔ (شانتی پروہ ادھیایہ ۲۶۹۔ حاشیہ۔ مہابھارت)

۷۶ ان اعلیٰ جانوروں کی قربانی بہ حکم وید کیجا سکتی ہے۔ آبادی والوں میں سے اعلیٰ انسان اور جنگلیوں میں سے شیر ہے، ویسے تو اور سب جانور ایک دوسرے کی خوراک ہیں۔ ایک اور شرتی بھی سنو:

۷۷ غلّہ، جانور، درخت، نباتات، گھی، دودھ، دہی، ہوی، قربانگاہ، اطراف، شرادھ، وقت یہ ۱۲ قربانی کے اعضاء ہیں (شلوک ۲۵) اور پھر رگوید، یجروید، اور سام وید، اور ججمان ملاکر یہ سولہ قربانی کے اعضاء ہوئے۔ اور آگ سترھواں عضو قربانی کا ہے (شلوک ۲۶) یہ سب قربانی کے اعضا کہلاتے ہیں۔ اور پورا جسم قربانی کا خود قربانی ہے۔ گھی، دودھ، دہی، گوبر، امیکشہ کھال، پونچھ، سینگ، پیر سنبھ یہ سب گائے کے اعضاء قربانی میں کام آتے ہیں (شلوک ۲۹) یہ سُنکر کپیلہ منی نے کہا کہ یہ سب کچھ سہی۔ مگر ان سب وید کے احکام کی تعمیل سے دُنیا ہی کا عیش و آرام میسر آتا ہے، خانہ داری کا مزہ ملتا ہے، بیوی بچّے، دولت وغیرہ کے حصول کی مسرت نصیب ہوتی ہے۔ یہ ظاہری دُنیاوی مسرّت ہے۔ اس سے ظاہری مسرّت و اطمینان میسر آسکتا ہے، دِلی مسرّت نہیں ملسکتی۔

۷۸ تیاگ کرنا ہی حاصل کرنا ہے، تیاگ کرنیکے بعد کچھ کرنے کو باقی نہیں رہتا۔ جس نے تیاگ کیا اس نے سب کچھ کرلیا۔ اسی قناعت سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

۷۹ اِس لئے وید کے ذریعہ سے ظاہری حالت درست کرکے سنیاس کے ذریعہ سے قلبی صفائی اور نجات حاصل کرنی چاہیئے (شلوک ۴۲) یعنی وید سے دھرم، ارتھ، کام کی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ اور اصل چیز جس کا نام موکشہ (نجات) ہے وید سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے نجات حاصل کرنے کے لیے سنیاس (ترک دنیا) پر عمل کرنا چاہیئے۔ وید کی تعلیم دنیوی امور کے لئے ہے، روحانیت سنیاس سے حاصل ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا سوال اور بھیشمہ بزرگ کے جواب سے صاف ثابت ہے کہ پانڈوؤں کے زمانہ میں یوگ اتنا زور پکڑ گیا تھا کہ بھیشمہ نے اس کو ویدوں کے برابر صحیح اور سچا مانا۔ یوگ دھرم کی آسانی کو دیکھ کر اور خدا کو فاعل حقیقی اور مستحق ثواب و عذاب سمجھ کر انسان کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور کوئی بوجھ یا جواب دہی اعمال نیک و بد کی اسکے ذمہ عائد نہیں ہوتی۔ قدیم زمانہ میں جب دائرہ خیال تنگ تھا، اور انسان کی عقل اور علم نے کمال کی طرف کافی ترقی نہ کی تھی ایسا راستہ جس پر چلکر انسان ذمہ داری کی قیود سے نکل جائے بہت غنیمت اور اعلیٰ خیال تھا اُس زمانہ کے اعلیٰ علماء و اولیاء اسی خیال کے تھے۔

یوگ کے ہمہ اوست اعمال سے پہلے سنیاس کا رواج تھا، یوگی تو بُرا بھلا کام کر کے کام کو خدا کا کام سمجھتا ہے۔ میں نے کچھ نہیں کیا، خدا نے کیا اور وہی خدا ثواب و عقاب کا اہل ہے، اس لئے یوگی کو کچھ خوف نہیں ہے۔ نجات اُسے میسّر آگئی۔

سنیاسی کہتا ہے کہ میں کچھ کام ہی نہیں کرتا سب کو چھوڑ بیٹھتا ہوں، اسلئے مجھے عقبیٰ و آخرت سے خوف نہیں، نہ کام کرونگا نہ گناہ میں مبتلا ہونگا، اسلئے سنیاسی، سنیاس (ترک کرنا) لیتا ہے، اور کوئی تعلق دنیوی پیدا نہیں کرتا اور یوں سمجھتا ہے کہ میں گنہگار ہی نہیں ہوا، مجھے کیا خوف۔

القصّہ جب سیوم رِشی برہمن نے جو کٹی گائے کی لاش میں گھسا ہوا تھا کپیلہ منی کی سنیاسی تقریر سُنی اور سنیاسی کا آسان راستہ دیکھا تو اسکے دل پر اثر پیدا ہوا اور اُس نے اپنے شبہے کپیلہ منی سے پوچھے اور حل کئے، اور آخر سنیاسی بن گیا۔

قدیم سے وید پرستوں کی حالت کمزور ہی دکھائی دیتی ہے۔ مگر زبردست راجہ مثلاً دشرتھ بزرگ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ویدوں ہی کا اثر تھا، سنیاس یا یوگ سے کم متاثر تھے، اُنکے زمانہ میں کمزور خیال کے برہمنوں کو دم مارنے کا موقعہ نہ تھا۔ کمزور راجاؤں کے وقت میں سیوم رشی جیسے ویدک دھرم میں کمزور برہمن زور پکڑ گئے، اور ایسے برہمنوں کو دیکھ کر اور لوگ بھی پھسلتے گئے اور ویدک فرائض کی جگہ کو چھوڑ سنیاس اور یوگ کے آسان حلقوں میں داخل ہو گئے۔

جسقدر وقت گذرتا گیا اسی قدر وید سے دُور ہٹتے گئے۔ یہانتک کہ وید کا نام ہی نام رہ گیا۔ بعض لوگوں نے غور کیا کہ ہمارے بزرگ تو ویدک حکم کے پابند تھے، اب ہم وید کو بالکل چھوڑ بیٹھے یہ تو ٹھیک نہیں، آؤ پھر وید کو سنبھالیں، اور الہامی کتاب کو ماننے والے آریا کہلائیں۔ سیکڑوں بلکہ ہزاروں برس کی آرام طلبی کی عادت کہاں، اور وید کے احکام کی پابندی کہاں، پھر قدیم وید پرستوں کے آزاد دماغوں کے خیالات کہاں، اور قیدیوں کے غلامانہ اور مقید خیالات کہاں۔ دونوں میں آسمان اور زمین کا فرق سا اب کیا کریں۔ ایسے روشن خیال اور دلاور نہیں کہ وید کے احکام کے مخالف خیالات کو جو اُن کے دل میں پیدائش سے آئے تھے اور جن کو پیدا ہونے کے وقت سے سنتے چلے آئے ہیں دل سے محو کر دیں اور ویدک خیال کو پھر اپنا طرز خیال بنائیں اور اسی کو اپنے اعمال اور زندگی کا معیار ٹھیرائیں۔ اس کے لئے چاہئے بہت بڑا دل، اور کدورت سے پاک دماغ، اس کے لئے چاہئے کام کرنے کی ہمت، سچائی کو جھوٹ سے الگ کرنے کی جرأت۔

یہ کہاں، یہ کبھی ان کو خواب و خیال میں بھی نہیں میسّر آسکتی۔ اسلیئے انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قدیم آریا بزرگوں کی تحریروں اور خیالات کو ملنے سے پورا انکار تو نہیں کرتے مگر لفظوں کے معنی بگاڑ کر شیر کو مکھی کر دکھلاتے ہیں، خود شیر نہیں بنتے جیسے کہ قدیم آریا تھے، مکھی بنتے ہیں، کیونکہ شیر سے تو یہ خود خائف ہیں، اور مکھی سے خوش ہوتے ہیں کہ ناپاک چیز پر بھی شوق سے ہجوم کر آتی ہے، جیسے ناقص خیالات ویسی ہی ناقص ان کی اصلاح۔ جو کوئی یہ کہے کہ ہم قدیم آریوں جیسے ویدپرست ہیں انکو ویدک احکام کی پابندی کرنی چاہیئے۔ عالمانہ خیالات کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بزرگوں پر الزام لگاکر کوئی اپنی سچائی ثابت نہیں کر سکتا۔

۸۰ مہابھارت میں مذکور ہے کہ ۔ تینوں طبقوں (برہمن، کشتری، بنئے) کے لوگ اپنی اپنی قربانیاں کرتے ہیں، اور وید پڑھتے ہیں جبتک کہ راجہ نگراں رہتا ہے۔ (شلوک ۴۳)

قربانی پر ہی کشتریوں کی دولت اور شجاعت کا دارومدار تھا۔ یدنیہ کی محفل کے موقعہ پر مہاراجہ کو اپنے زیردست راجاؤں کی اطاعت کے جانچنے کا موقعہ ملتا تھا، اور گردن کش کے ساتھ لڑنا بھڑنا پڑتا تھا، اسوقت ماتحت راجہ نذرانہ دیتے اور ہر طرح کی مدد کرتے تھے۔ ایک قسم کی بہادری اور سرگرمی کا خون ضرور رگوں میں جوش مارتا تھا۔ یہ جوش قدیم آریہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ جب باہر سے یہاں آئے تھے۔ قربانی کنندہ یہودیوں کے بادشاہ کی رعایا یا برابر کے پڑوسی تھے، وہی خیالات قربانی کے اپنے ساتھ لائے۔ ہندوستان میں آباد ہو کر طرح طرح کی تبدیلیاں خیالات اور طرز عمل و عبادت میں پیدا ہوگئیں، سرد سیر ملکوں کی عادات گرم سیر ملکوں میں پنپنے نہیں پاتیں۔ قربانی کرنے کے لیئے چاہیئے ہمت مردانہ۔ وہ گرم سیر ملکوں میں مفقود۔ ہندوستان کی آب و ہوا منفی مزاج لوگوں سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا، بیکار پڑے پھرنا، جہاں نیند آئی سو رہنا، کسی کام میں امنگ سے ہاتھ نہ ڈالنا ایسی صفات ہیں جو بالکل ایک سنیاسی میں ہونی چاہیئیں۔ ایسی صفات کے لوگ یہاں کروڑوں ہیں۔ اس لئے سنیاس دھرم اور یوگ دھرم ان کے مزاج سے ملتے جلتے ہیں، اور اسی لئے، ویدپرست بھی عملاً سنیاسی بنکر رہتا ہے، اور نہیں سمجھتا کہ ویدپرستی آسان نہیں۔ بہت مردانہ ہمت چاہیئے۔ قربانی آسان نہیں، بہت ہمت اور بڑا دل اور پکا عقیدہ چاہیئے۔

اوپر ہمنے کپیلہ منی کی رائے درج کی ہے کہ کام کرنے میں گناہ کا اندیشہ ہے اور نہ کرنے میں کچھ بھی

ڈر نہیں۔ ایسی رائے ایسے شخص کی ہو سکتی ہی جو کسی الہامی حکم کا پابند نہو، اپنی رائے پر چلتا ہو۔
لیکن ویدپرست کیسے اسکو مان سکتا ہے، پرمیشور نے کرنے کا حکم دیا اور نہ کرنے کا بھی۔ دونوں
کی تعمیل ماننے والے پر فرض ہے۔ ویدپرست ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ پرمیشور کے حکم کے نہ ماننے میں
کوئی گناہ نہیں۔ کپیلہ منی ویدپرست نہیں۔ وہ تعلقات کو چھوڑ کر ایک آزاد شخص ہے وہ جو
چاہے کہے۔ لیکن عقل سلیم اگر فتوے دے کہ یہ کام کرنا چاہیئے۔ آدمی نہ کرے تو بھی کم عقل کہا
جائیگا۔ اگر ڈاکٹر کسی مریض کو دوا بتلائے کیا وہ مریض کہیگا کہ پینے میں ڈر ہے، نہ پینے میں کچھ بھی
ڈر نہیں۔ عقل سلیم حکم دے گی کہ بتائی ہوئی دوا پینے سے آرام ہو جائیگا اور نہ پینے سے وہ مر جائیگا۔ وید
کے نہ ماننے والے کپیلہ منی کا فیصلہ کیسے سوم رشمی نے مان لیا۔ پرمیشور ہمارا ڈاکٹر ہے اس نے وید
بطور نسخہ کے لکھا وید کی بتائی دوا پینے سے آرام ہوگا، نہ پینے سے موت آئے گی، گناہ ہوگا۔
گرویدہ آدمی ہر پہلو پر کم نگاہ ڈالا کرتا ہے۔ سوم رشمی برہمن سنیاس کی ظاہری اشانی دیکھ کر گرویدہ
ہو گیا، اور ڈاکٹر کا عطا کیا ہوا نسخہ چھوڑ بیٹھا۔ پرمیشور کی نافرمانی کرنے اور قربانی نہ کرنے کا خوف
اسے نہ رہا۔ کیونکہ قربانی میں ہنسا ہونے کا احتمال ہے اس لئے نہ کرنا ہی اس نے بہتر تصوّر کیا۔
ویدپرست کپیلہ منی کو ایسا جواب دیگا جیسا کہ برہما پران گوتمی ماہاتمیم ادھیایہ ۷، امیں سمندر کے دیوتا کا ہی
۸۱ نجات دو طریقوں سے حاصل ہو سکتی ہی (۱) کام کرنے سے (۲) کام نہ کرنے سے۔ لیکن وید کا قول
فیصل یہ ہے کہ کام کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے"۔ (شلوک ۱۰) سمندر دیوتا کا یہ جواب سُنکر
۸۲ راجہ جنک اپنے دربار کو لوٹ آئے اور حسب ہدایت دیوتا کے وید کے حکم کی تعمیل کی۔ اور اشومیدھ
گھوڑے کی قربانی کرنے میں مشغول ہو گئے۔ (شلوک ۲۱۔ ادھیایہ ۷، اگوتمی ماہاتمیم۔ برہما پران)
نوٹ۔ راجہ جنک کو بھی سنیاس اور یوگ کا بڑا شوق تھا اُنپر بھی یہ کمزوری سوار ہونے کو تھی۔
کہ قربانی ہنسا ہے نکرنی چاہیئے۔ خوش قسمتی سے ان کو ہدایت ہوئی کہ سمندر کے خدا کی رائے لیں
اسلئے وہاں گئے۔ اور ورونہ دیوتا نے ان کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ غلطی میں نہ پڑو نہ کرنے میں گناہ ہی
وید کے حکم کی تعمیل لازمی ہے۔ یہ فیصلہ سُنتے ہی راجہ نے واپس آتے ہی گھوڑے کی قربانی دھوم دھام
سے شروع کر دی۔
نوٹ۔ دیکھئے فرق سوم رشمی برہمن اور راجہ جنکہ میں۔ یہ راجہ اولیا صفت بزرگ تھے، لوگ
اپنے روحانیت کے رموز سیکھنے اور سمجھنے کے لئے جایا کرتے تھے۔ ان کو اطمینان ہو گیا کہ وید کے

احکام کی تعمیل ہی نجات ہے، وید سے باہر نجات نہیں، اس لیے انھوں نے گھوڑے کی قربانی کی سوم اشمی برہمن کپیلہ منی کے ڈرانے سے ڈر گیا اور ویدک احکام کی سختی کو چھوڑ سنیاس (ترکِ دنیا) کی آسانی کے مخمصہ میں گرفتار ہو گیا۔ دنیا ترک کر دینے کا خیال بھی اُن کی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ دُنیا کے کاروبار کرنے والوں کے گھروں سے مانگ کر کھا پی لیتے ہیں اور اسی کو ترک دنیا کہتے ہیں۔ یہ تو دُنیا داری سے بھی زیادہ مہلک طریقہ زندگی بسر کرنے کا ہے۔ (۸۳) مہابھارت میں راجہ بھیم سین نے کیا خوب کہا ہے:- کہ ایسے لوگ ظاہر میں دنیا کو ترک کر دیتے ہیں۔ مگر دیکھو تو خانہ دار لوگوں کی ہی امداد و پناہ میں پرورش پاتے ہیں۔ مگر ظاہر میں آزادی کا رعب جمائے رہتے ہیں۔

شری کرشن نے کپیلہ منی کے سنیاس میں اپنی اور کشتریوں کی حالت کے مناسب اصلاح کی اور ہدایت کی کہ جو چاہو کرو، برائی بھلائی کا خیال نہ کرو۔ خدا کو فاعل سمجھو، جو کرتا ہے خدا کرتا ہے فعل انسان کا کام نہیں، خدا کا کام ہے۔ انسان کی ڈور اسکے ہاتھ ہے کام کرنا انسان کا فرض ہے

جانور چار موقعوں پر حلال کئے جائیں

منو کا حکم ہے کہ جانور صرف چار موقعوں پر ذبح کئے جائیں۔ (۱) مدھوپرکہ کے لئے (۲) قربانی کے وقت (۳) شرادھ کے وقت (۴) دیوتاؤں کو نذرانہ دینے کے لئے۔ (شلوک ۴۱ منو ادھیایہ ۵ صفحہ ۱۸۶) (۸۴)

(۸۵) **ان چار موقعوں پر قربانی کرنے کا نتیجہ۔** وید کے ماہر دوئیجہ ان چار موقعوں پر قربانی کرنے والے اور قربان کردہ جانور دونوں نجات کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ جاتے ہیں (شلوک ۴۲ منو ادھیایہ ۵)

نوٹ۔ اُوپر شلوک میں لفظ دوئیجہ آیا ہے۔ اسکے لفظی معنی ہیں دوبارہ پیدا ہوا ہوا۔ پیدائش کے وقت سے جنئے اُو کی ڈوری گلے میں ڈالنے کے وقت تک پہلی زندگی گنی جاتی ہے، جسکا وقت برہمنوں کشتریوں کے بنیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہے۔ جنئے اُو گلے پڑتے ہی ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ زندگی کے فرائض نوجوان کے ذمہ لگ جاتے ہیں۔ ڈوری کا نام "یدنیہ اوپہ ویت" ہے یدنیہ کے معنی قربانی کے ہیں، اوپہ کے معنی قریب کے ہیں، ویت کے معنی پہننے کے ہیں۔ جسکے پہننے سے قربانی کا فرض قریب آجاتا ہے، پہننے والے کے ذمہ چپک جاتا ہے۔ جنئے او پہننے والے کو یدنیو پہ وتی کہتے تھے جبسے لوگوں نے قربانی چھوڑ دی تب سے اس ڈوری کا رواج مہمل ہو گیا۔ عورتوں اور شودروں کو اس کے پہننے کا حق حاصل نہیں ہے۔

ان چار قربانیوں کی تفصیل

اوّل مدھوپرکہ۔ مدھوپرکہ اس قسم کے کھانے کا نام ہے جسے شہد چھتر کہا جاتا ہے۔ خاص معزز مہمان کے لئے

تیار کیا کرتے تھے۔ اسکے ساتھ گائے کا گوشت لازمی تھا۔
گائے جانوروں میں سب سے زیادہ متبرک اور معزز گنی جاتی ہی، اسلئے پرمیشور کے حضور میں گائے کی قربانی کرتے تھے اور مہمان کی عزت افزائی کے لئے گائے ذبح کرتے تھے اور بحالت مجبوری فریقین مدھوپرکہ کھانے کے ساتھ زندہ گائے پیش کرتے تھے۔ اسلئے ویدک زمانہ میں مہمان کو گوگھنہ کہا کرتے تھے۔ یعنی ایسا معزز اور متبرک شخص جس کے لئے گائے ذبح کیجاتی ہے۔ جیسے جیسے کشتری ویدک دھرم سے علیحدہ ہوتے گئے ویسے ویسے ویدک احکامات کو لوگ عدول کرتے گئے۔ یہانتک کہ گائے کا ذبح کرنا یا زندہ مدھوپرکہ کے ساتھ پیش کرنا تو کیا۔ خود مدھوپرکہ کی رسم ہی جاتی رہی، اور گوگھنہ کے اچھے معنی برے معنوں میں بدل گئے، اور گائے خور گائے حلال کرنے والا قصائی کے رکھے۔
مدھوپرکہ کی چند مثالیں۔ ایک دفعہ والمیکی مہاراج کی کٹی میں کچھ مہمان آئے، ان کی آؤبھگت میں مہاراج نے گائے ذبح کی۔ اور مدھوپرکہ معہ گائے کے گوشت کے مہمانوں کو کھلایا۔ اس مہمانوازی کے متعلق والمیکی بزرگ کے دو شاگردوں میں دلچسپ گفتگو ہوئی جس سے اصل حال اس رسم کا اچھی طرح معلوم ہوتا ہے اسلئے ہم اسکو ذیل میں درج کرتے ہیں :۔
سودھاتکی۔ (والمیکی استاد کا ایک شاگرد) کہتا ہے۔ مرحبا ان سفید ریش بزرگوں کو جنکی بدولت آج ہمیں چھٹی ملی ہینسکر۔ ارے ڈنڈاین بتا تو کیا نام ہے اُن عورتوں کے قافلہ سالار کا جو آج آیا ہے۔
ڈنڈاین۔ (والمیکی استاد کا ایک اور شاگرد) ارے اس میں ہنسی کی کونسی بات ہے۔ اپنی بیوی دیوی اروندھتی کے ساتھ راجہ دشرتھ کی رانیوں کو لیکر بھگوان وسشٹھ آج رونق افروز ہوئے ہیں۔
سودھاتکی۔ ہاہا۔ کیا خوب۔ کیا یہی ہیں وسشٹھ مہاراج۔
ڈنڈاین۔ اور تو کیا سمجھا تھا؟
سودھاتکی۔ سچ مچ۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہاں کوئی بھیڑیا آگھسا۔
ڈنڈاین۔ چل دور۔ تو تو بڑا زبان دراز نکلا۔
سودھاتکی۔ ارے تجھے کچھ خبر بھی ہے، اُس نے تو آتے ہی وہ بیچاری بھوری بچھیا پھاڑ کھائی اسے بھیڑیا نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔
ڈنڈاین۔ ارے تجھے کچھ دھرم کی بھی خبر ہے۔ سُن دھرم شاستر کا حکم :۔ معزز مہمان کے لئے مدھوپرکہ جوان گائے یا بیل کے گوشت کے ساتھ دیا جانا چاہیئے۔ وید کے ماننے والے بزرگ۔

ویدکے عالم مہمان کو جوان گائے یا بیل کا گوشت پکاکر کھلاتے ہیں، اور دھرم شاستر بنانے والے بزرگ اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور اُس کو مانتے ہیں۔

سودھاتکی ۔ چل کیوں بک بک لگائی۔

ونڈاین ۔ میں نے کیا جھوٹ کہا۔

سودھاتکی ۔ تو، تو کہتا ہے کہ اُستاد والمیکی نے بحکم وید وسشٹھ کی خاطر گائے ذبح کی۔ میں کہتا ہوں کہ دیکھ آج ہی ہمارے اُستاد نے راجہ جنکہ کو شہد کا مدھوپرکہ کھلایا، اور بچھیا زندہ نذر کی اگر گائے کا گوشت کھلانا لازم ہوتا تو اس موقعہ پر بھی گائے ذبح کیجاتی۔ تو ہی بتا والمیکی نے راجہ کو گائے کا گوشت کیوں نہیں کھلایا۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ وسشٹھ نے فرمایش کرکے گائے کا گوشت پکوایا، اور اسی لئے میں اسے بھیڑیا کہتا ہوں۔

ونڈاین ۔ سُن میں اس کی وجہ بتاتا ہوں، جنکہ راجہ کو اپنی بیٹی سیتا دیوی کی مصیبت کا حال سُنکر ندامت ہوئی وبخیالنہ فقیر بنے ہوئے اور ترک حیوانات کئے ہوئے۔ اسلئے انھیں اُستاد نے گائے کا گوشت نہیں کھلایا۔ مگر رسم پوری کرنے کو زندہ بچھڑی نذر دی (اتر رام چرتیم مصنفہ بھوبھوتی۔ انکہ ۴) (سودھاتکی کم لکھا پڑھا شاگرد ہے، دھرم کے مسائل سے واقف نہیں۔ اس لئے گفتگو بھی پراکرت میں کرتا ہے۔ ونڈاین سنسکرت میں جواب دیتا ہے، واقف اور مستعد طالب علم ہے)

زندہ گائے مدھوپرکہ کے ساتھ پیش کرنے کی مثالیں :- پرہلاد راجہ نے سودھنول رشی کی خدمت میں مدھوپرکہ مع ایک موٹی کی ہوئی سفید گائے کے پیش کیا (شلوک ۲۶ - ادیوگ پروہ ادھیایہ ۳۵)

نوٹ ۔ مہمان نوازی میں موٹی کی ہوئی گائے ذبح کی جاتی تھی اور اس سے خوش ہوتے تھے، دبلی یا بیمار، یا عیب دار کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ یہی صفت قربانی کے اور مہمان نوازی کے شوق کو اچھی طرح ثابت کرتی ہے۔ دیکھو اس مثال میں کیسے تپاک اور شوق سے راجہ پرہلاد مہمان رشی سے کہتا ہے کہ میں آپ کی آؤ بھگت میں مدھوپرکہ اور موٹی کی ہوئی گائے پیش کرتا ہوں۔ قدیم آریوں کے شوق قربانی کے برابر مشکل ہے کہ اور قوموں میں مثالیں ملیں۔ ایسی بے مثال مثالیں قدیم ہندی آریاؤں کی قربانی کی آیندہ صفحوں میں ملیں گی۔ جو ہم نے سنسکرت کی معتبر کتابوں میں پڑھی ہیں۔

راجہ جنکہ نے شوکہ آچاریہ کے حضور میں مدھوپرکہ مع گائے پیش کیا (شلوک ۵ - ۷ شانتی پروہ ادھیایہ ۳۲۶ صفحہ ۱۲۳ مہابھارت)

۸۷

۸۸

۸۹ راجہ ارجن سہسر باہو نے پُلستی رشی کے حضور میں مدھوپرکہ مع گائے کے پیش کیا۔ (رامائن۔ اُترکانڈم۔ سرگ ۳۳ صفحہ ۱۳۳)
۹۰ یدھشٹھر نے نارد رشی کی خدمت میں مدھوپرکہ مع گائے کے پیش کیا (مہابھارت۔ سبھاپروہ۔ ادھیایہ ۵ صفحہ ۶ شلوک ۱۵)
۹۱ راجہ جراسندھ نے شری کرشن ارجن اور بھیم کی آؤبھگت میں دستور کے موافق مدھوپرکہ مع گائے کے پیش کیا (شلوک ۳۱۔ سبھاپروہ ادھیایہ ۲۱ صفحہ ۲۴)
۹۲ جب شلیہ راجہ ملنے آیا تب پانڈوں نے مدھوپرکہ مع گائے کے پیش کیا (ادیوگ پروہ۔ ادھیایہ ۸ صفحہ ۵ شلوک ۲۶)
۹۳ اندر نے گائے مدھوپرکہ کی رسم میں اگستی رشی کی خدمت میں پیش کی۔ (شلوک ۴۔ ادیوگ پروہ۔ ادھیایہ ۱۷ صفحہ ۱۰)
۹۴ راجہ جنمے جیا نے ویاس مہاراج کے حضور میں مدھوپرکہ مع گائے کے پیش کیا (شلوک ۱۳۔ آدی پروہ ادھیایہ ۶۰ صفحہ ۶۲)
۹۵ دُریودھن نے شری کرشن کے حضور میں مدھوپرکہ مع گائے کے پیش کیا۔ (ادیوگ پروہ۔ ادھیایہ ۹۰ صفحہ ۸۳ شلوک ۹-۱۰)
۹۶ جب اگنی اندر دیوتا کا پیغام لیکر راجہ مُرت کے پاس آیا تب راجہ نے مدھوپرکہ مع گائے کے پیش کیا (اشومیدھ پروہ ادھیایہ ۹ صفحہ ۵)

۹۷ شری کرشن مدھوپرکہ میں گائے پیش کرتے ہیں :۔ شری کرشن نے گائے مدھوپرکہ میں نارد رشی کے سامنے پیش کی (شلوک ۴۷، ہری ونش پران، وشنو پروہ ادھیایہ ۱۲۱ صفحہ ۲۷۴)
۹۸ رام مہاراجہ نے بزرگ رشیوں سے ملاقات کی اور گائے پیش کی (شلوک ۱۳-۱۴ رامائن اُترکانڈم سرگ ۱-۲)
۹۹ بھرت دواج مہاراج کو جب رام مہاراج کے تشریف لانے کی خبر ملی تو فوراً مہمان نوازی کا سامان مع گائے کے پیش کیا۔ (شلوک ۱۷۔ رامائن۔ ایودھیا کانڈم۔ سرگ ۵۴)
۱۰۰ نوٹ ۔ اوپر شلوک میں لفظ گام آیا ہے جسکے معنی گائے یا بیل کے ہیں۔ مگر شرح نویس نے سچ کو جھٹلایا۔ اور گام کے معنی "بیل جو مدھوپرکہ کا جزو اعظم ہے" لکھے حالانکہ صحیح معنی "دودھ پلانے والی بچھیا یا بوڑھی یا جوان بیل"، اس کے معنی ہیں۔

نوٹ ۔ جھوٹ بولنا اور غلط بتانا کمزوری اور جہالت کی دلیل ہے۔ سچائی کے چھپانے کے لئے لوگ جھوٹ بولکر اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ایسے جھوٹ سے نہ صرف اپنی بلکہ اپنے بزرگوں کی فضیحت کرتے ہیں، غلط معنی بتانے سے ذرا نہیں شرماتے۔ بلکہ اس کو ہشیاری اور زیرکی تصور کرتے ہیں۔ جب پرانی کتابوں میں کچھ ایسے مضامین پڑھتے ہیں جو اس زمانہ میں پسند نہیں کئے جاتے تو اپنی سرخروئی ظاہر کرنے کے لئے یا تو غلط معنوں کی قلعی پھیرنیکی

کوشش کرتے ہیں۔ یا اُن کتابوں کے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کتابوں کے مضامین پر آریا بزرگوں کا عمل تھا۔ والمیکی اور ویاس جیسے بزرگوں نے محنت و جانفشانی کر کے ان مضامین و احکامات کو قلمبند کر دیا۔ یہی کتابیں آریوں کی قومی تاریخیں ہیں۔ ہمیں کئی معزز پنڈتوں سے گفتگو کا موقعہ ملا، ایسے جھوٹے جواب اُنسے سُنے۔ اور اُنسے پوچھا کہ اگر موجودہ کتابیں جھوٹی ہیں تو صحیح کتابیں کونسی ہیں جنسے آریا بزرگوں کا سچا حال اور عملدرآمد معلوم ہو۔ اگر بزرگوں نے کوئی صحیح کتاب نہیں چھوڑی تو انپر کیا فخر کیا جائے۔ اگر وہ غلط کار اور غلط پسند تھے تو کیسے اُن کی عزت کا خیال ہمارے دل میں پیدا ہو۔ اس کا کچھ جواب یہ غلط پسند معنی بگاڑنے والے لوگ نہیں دیتے اور بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔ لاہور میں ایک جگہ والمیکی بزرگ کی تصنیف راماین کا تذکرہ تھا۔ ہنومان بندر دیوتا کی بابت ایک غلط بیان شخص نے کہا کہ وہ کوئی بندر تھوڑا ہی تھے، بندر تو ایک قوم کا نام تھا، اس قوم میں سے وہ بھی تھے۔ ہمنے کہا کہ والمیکی مہاراج نے تو صاف صاف حال اُن کے بندر ہونے کا لکھا ہے۔ جب وشنو نے رام کی صورت میں دنیا میں اوتار لینے کا ارادہ کیا تب بہت سے ریچھ اور بندر اُس کی مدد کے لیئے خاص طور پر خالق نے پیدا کیئے۔ مثلاً ہوا دیوتا نے کیسری بندر کی بیوی سے مقاربت کر کے ہنومان دیوتا کو پیدا کیا۔ خالق کے اس خاص حکم سے جو بندر یا ریچھ پیدا ہوئے وہ سب معجزہ کی طرح کی پیدایش کے تھے۔ سب کام روپی تھے یعنی جیسا روپ چاہتے تھے ویسا ہی بھر لیتے تھے۔ کبھی پہاڑ جیسے بڑے اور کبھی مکھی جیسے چھوٹے بنجاتے تھے ہوا میں سیکڑوں میل تیرتے چلے جاتے تھے، جب چاہتے آدمی بنجاتے تھے، اور علمی گفتگو کرتے تھے۔ ان کے لمبی دُم تھی۔ اس کو ہلا کے چنگھارا نکالتے تھے جس سے سُننے والا ڈر جاتا تھا۔ جب ہنومان کو لنکا میں راون کے نوکروں نے گرفتار کر لیا تو بطور سزا اس کی دُم پر کپڑہ لپیٹ اور خوب تیل چپڑ آگ لگا دی۔ ہنومان نے اپنی دُم اتنی لمبی کر لی کہ اس سے شہر کی تمام بڑی بڑی عمارتوں میں آگ لگا دی۔ اور دیکھئے بندر ہونیکا ثبوت (خود بندروں کے راجہ اور رام مہاراج کی شہادت) جب بندروں کے راجہ والی کو رام مہاراج نے تیر سے زخمی کیا تو اُس نے شکایت کی کہ آپ نے مجھے بلاقصور مارا۔ رام مہاراج نے جواب دیا کہ راجہ لوگ شکار میں بندروں کو تفریحاً مارا کرتے ہیں۔ ہم نے تجھے مارا تو کیا انوکھی بات کی۔ جانوروں کو شکار کرنے میں کوئی ہرج نہیں (کشکندھ کانڈ سرگ ۱۸۔ صفحہ ۴۹۶۔ شلوک ۴۰)

۱۰۱

علاوہ اس مہاراجہ رام کی شہادت کے جس سے ثابت ہے کہ یہ بندر ہی تھے، آدمی نہ تھے۔ دیکھئے والمیکی بزرگ کا بیان کہ جب سمندر کے کنارہ پر بندروں کا ہجوم تھا تو وہاں پہاڑ کی چوٹی پر گرد ڈ (پرندوں کا بادشاہ) ان بندروں کو اُچک مار کھانے کی تاک لگائے بیٹھا تھا۔ علاوہ اس کے اور بہت سے بیانات سے اُن کا خاص قسم کا بندر اور ریچھ ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ غلط بیان لوگ سچ کو چھپاتے ہیں اور اعتراض سے بچنے کو کہدیتے ہیں کہ وانر آدمی کی ایک قوم کا نام تھا۔

پھر دیکھئے لاکھوں مندر اور مورتیں ہنومان کی ہندوستان میں ہیں۔ ہر جگہ بندر کی صورت، وہی چار پیر اور وہی دُم موجود ہے۔ اگر ان کی بندر کی صورت نہ ہوتی تو پجاری لوگ کیوں بندر کی مورت بناتے، آدمی کی صورت کیوں نہ بناتے۔ یا تو یہ ہو کہ سب پجاری قدیم سے غلطی پر ہوں، یا یہ غلط بیان لوگ افترا پردازی کرتے ہوں، پجاری لوگ کیوں دانستہ غلطی کرتے۔ یہی مفسد پرداز لوگ غلط معنی لگا کر والمیکی کو جھٹلاتے ہیں، حق کا خون کرتے ہیں، اس کو ہنسا نہیں کہتے۔ گو سوہ کو ہنسا کہتے ہیں، جو سچا ویدک حکم ہے، اور جس کو ویدک زمانہ سے لوگ مانتے آئے ہیں۔

ایک اور نکتہ ہنومان کی کرامات کا یاد آگیا، لکھے دیتا ہوں تاکہ ان غلط بیان لوگوں کا قافیہ تنگ ہو جائے۔ جب رام مہاراج جلاوطنی کا زمانہ طے کر کے ایودھیا کو واپس آرہے تھے تو وہاں پہنچنے سے پہلے ہنومان بندر کو بھرت مہاراج کے پاس بھیجا، تاکہ رام کے پہنچنے کی خبر پہنچا دیں۔ اُسوقت ہنومان نے آدمی کا روپ بھرا، اور فوراً ایودھیا پہنچا (شلوک ۱۹۔ راماین یدھ کانڈم۔ سرگ ۱۲۵) ۱۰۲

والمیکی کے اس بیان سے کہ ہنومان نے آدمی کا روپ بھرا صاف ظاہر ہے کہ وہ بندر تھا اور کرامت سے آدمی کا روپ بھرا بھرت مہاراج کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔ جیسے راماین میں تذکرہ ہے ویسا ہی مہابھارت میں بھی ہنومان کو بندر ہی لکھا ہے۔ اور ہزارہا برس سے سب لوگ ان کو بندر ہی مانتے چلے آئے ہیں۔ مگر بعض لوگ ایسے ہیں جن کی آنکھیں اس زمانہ کی روشنی سے کچھ متاثر ہو گئی ہیں وہ سناتن دھرم اور ان باتوں کو نہیں مانتے، اس لئے غلط تاویل کر کے اور غلط معنی بنا کر پرانے خیال کو حال کے خیال کی برابر روشن کر دکھانا چاہتے ہیں، اس لئے اپنے بزرگوں کی تصانیف کو کبھی رد کر دیتے ہیں، کبھی غلط معنوں سے کام چلاتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ دشمنوں نے یہ قصے ملا دئے ہیں، اصل میں نہ تھے۔ آپ ان سے کہو کہ اس کا کیا ثبوت ہے تو کچھ جواب نہیں دے سکتے، اور کوئی صحیح کتاب نہیں دکھا سکتے۔

بات یہ ہے کہ قدیم زمانہ سے یہی طرز خیال تمام دُنیا میں رائج تھا، اور اب بھی ہے۔ تعجب کی باتیں موثر ہوتی تھیں، اس لئے مصنفین ایسے ڈھب ایجاد کرتے تھے جن سے لوگوں کا اعتقاد بنا رہے دیوتاؤں کو پوجتے رہیں، نئے نئے اولیاء پیدا ہوتے رہیں، اور ان کے تصرفات اور کرامات کا تذکرہ لوگوں میں پھیلتا رہے۔ والمیکی جیسے بزرگ نے رامائن کے ذریعہ سے ہنومان دیوتا کی پوجا تمام ہندی دُنیا میں پھیلادی۔ اور ایسے ہی بہت سے کئی عجائب پرستی کے قصّے مقبول کرادئے، لاکھوں برہمنوں کی ضرورت انسے پیدا ہوگئی، پجاری بنے، آمدنی کا سلسلہ بندھا، کئی طرح سے روٹیاں ملنے لگیں، جس پُرانی کتاب کو دیکھو ایسے قصّوں سے بھری ہوئی ملے گی۔ مصنف برہمن تھے، ہر ایک کا یہ فرض تھا کہ جس طرح ہو برہمنوں کی قدر و منزلت بڑھے اور مانگ میں کمی نہ آئے، ایسے قصّوں کا سُنانا اور ان کے معانی کی تفسیر بتانا برہمنوں کا کام تھا، جا بجا کتھا ہوا کرتی تھی برہمن پوجے جاتے تھے، اور مالا مال ہوتے رہتے تھے۔ آخر وقت بدلا اور غیر قوموں نے ہندوستان پر قبضہ کیا۔ علم برہمنوں ہی میں محدود نہ رہا، ہر کس و ناکس لکھنے پڑھنے کا مجاز ہوگیا۔ اسی عرصہ میں چھاپہ کی آمد نے کتابوں کو عام کردیا۔ جو کتابیں ہزار ہا روپیہ میں میسر نہ تھیں وہ کوڑیوں میں ملنے لگیں۔ سرکاری مدارس ہر کسی کے لئے کُھلے جن سے لوگوں کی آنکھیں کُھلیں۔ بداعتقادی پھیلی اور خرافات جس پر عملدرآمد تھا نہ بھائی تب سے لفظوں کے معنی بگاڑنے کی کوشش شروع ہوئی جو بعقلی اور بے ایمانی کی علامت ہے۔

قربانی اور غلط تاویل کے متعلق ایک اور لطیفہ یاد آیا۔

جب میں میور کالج الہ آباد میں پڑھا کرتا تھا۔ میرے ایک ہم جماعت کبھی کبھی اپنے آریا بزرگوں کی کرامات کے قصّے ہمیں سُنایا کرتے تھے، ایک دن اُنھوں نے کہا کہ پہلے زمانہ میں آریا لوگ گوشت کھایا کرتے تھے مگر ان میں روحانیت ایسی زبردست تھی کہ کھاپی کر جانور کو پھر زندہ کردیا کرتے تھے۔ سالہا سال کے بعد اب مجھے سنسکرت کی کتابوں کے پڑھنے کا موقعہ ملا، قربانی اور گوشتخواری کے حالات معلوم ہوئے، تب قلعی کھلی۔ جانور کو قربانی میں ذبح کرنے کے بعد زندہ کرنے کی نہ کوئی ضرورت تھی، اور نہ کوئی ایسا قصّہ ان کتابوں میں نکلا۔ کیونکہ قربانی کا جانور کٹتے ہی سیدھا بہشت میں جا پہنچتا ہے، جہاں سے واپسی نہیں ہوسکتی۔

میرے ایک اُستاد پنڈت جی نے گائے ذبح کرنے اور گوشت خواری کی ایک حکایت سے ناراض ہوکر کہا کہ جو لوگ پشو ہنسا (جانور کی قربانی) کرتے ہیں، وہ بڑے گنہگار ہیں۔ میں نے کہا کہ

مہاراجہ رام جن کو ہنومان یجروید کا ازحد پابند" (رامائن سندر کانڈم سرگ ۳۵) اور وسشٹھ مہاراج جیسے مہاتما اور اور پرانے وقتوں کے بزرگ اور باشندے گنہگار ٹھیرے اور صرف آپ لوگ گوشت نہ کھانے کی بدولت معصوم بنگئے۔ پنڈت جی نے اپنی بات کو ہیٹی ہونے نہ دیا، اور کہا کہ بیشک وہ گنہگار تھے۔ پھر ایک موقعہ پر پنڈت جی نے پینترا بدلا۔ اور کہا کہ پہلے زمانہ میں لوگ ایسی روحانیت والے تھے کہ جانور کو مار کے اور اُسکا گوشت کھا کے اس کو پھر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ بھی تو برہمن اور یوگ کے ماہر ہیں، آپ کیوں اسی طرح عمل نہیں کرتے اور کیوں قربانی کر کے ہوی دیجئے اور گوشت کھا کھلا کر پھر جانور کو زندہ نہیں کر دیتے۔ کہا کہ اب کلی یگ ہے برہمہ و جسم روحانیت باقی نہیں رہی۔ میں نے کہا کہ آپ کے مانے ہوئے وید جیسے متبرک بھاگوت پران میں کلی یگ کو ستیہ یگ سے بھی بہتر لکھا ہے، اور اس پران کو برکت کے لئے آپ روزانہ پڑھتے ہیں پھر بھی کلی یگ کو بُرا کہتے ہیں۔ پنڈت جی نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے کہا کہ میں بتاتا ہوں کہ کیوں آپ میں پہلے بزرگوں کی سی روحانیت نہیں، آپ نے تو ویدوں کو چھوڑ دیا، اور بھگوت گیتا اور بھاگوت پران کو اختیار کیا۔ مگر انپر بھی عمل نہیں کرتے۔ شری کرشن نے تو قربانی کو لازمی ٹھیرایا ہے۔ آپ کیسے چیلے ہیں گُرو کا حکم نہیں مانتے، یدنیہ نہیں کرتے، یدنیہ کا بچا کچا نوالہ امرت جیسا پاک نہیں کھاتے۔ جسکو قدیم آریا ڈھونڈ ڈھونڈ کر بہم پہنچاتے تھے، اور کھاتے تھے، اور اسی سے روشنضمیر بنجاتے تھے۔ آپ تو پیشاب اور گوبر کو ہی ذریعہ نجات ٹھیراتے ہیں، آپ کے دل میں روشنی پیدا ہو تو کہاں سے ہو۔ کلی یگ پر الزام لگانا آسان ہے۔ مگر اپنا قصور ماننا مشکل۔ آریاؤں کی طرح آپ بھی مدھوپرکہ کھلائیے، گائے کی قربانی کیجئے، نذرانہ دیجئے، بچا کچا امرت کا نوالہ آپ بھی کھائیے پھر دیکھئے روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔

۱۰۳ بھگود گیتا میں شری کرشن روشن ضمیری کی یوں تعریف کرتے ہیں:۔ جو شخص کتیا، گائے اور ہاتھی کو عالم و فاضل برہمن کو اور کتے کھانے والے چنڈال کو یکساں سمجھے وہی روشن ضمیر ہے (شلوک ۱۸ بھیشمہ پرو گیتا۔ ادھیایہ ۵ صفحہ ۳۸) یوگیشور شری کرشن کے مقولہ کو جو کوئی اپنا معیار بنائے اُس کے روشن ضمیر ہونے میں کیا شک ہے۔ وہ کیوں قربانی نہ کرے، کیوں گائے کے ذبح کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہو

۱۰۴ شری کرشن کا ارشاد پیشاب اور گوبر کے بارہ میں یوں ہے:۔ گوبر اور پیشاب میں لتھڑی ہوئی گھاس پھونس کو گائے نہیں کھاتی اور ایسا گھاس پھونس دودھ کے لئے مضر ہے (شلوک ۲ ہری ونش پران ادھیایہ ۸

گائے کا مُنہ ناپاک ہے

۱۰۵ جس کھانے میں بال پڑا نکلے، یا کوئی کیڑا پڑا نکلے، یا جسکو گائے نے سونگھا ہو، یا جس میں گائے نے مُنہ ڈالا ہو، یا جس میں مکھی نکلے وہ کھانا ناپاک ہے (شلوک ۱۲۴ ہری ونش پران۔ ادھیایہ ۱۱۳)

۱۰۶ بکری اور گھوڑے کا مُنہ پاک ہے، گائے اور اسکے بچہ کا مُنہ ناپاک ہے (شلوک ۱۱۹۔ ادھیایہ ۱۱۳ ")

نوٹ۔ ان احکامات میں اور رواج میں کتنا بڑا فرق ہے۔ اصلیت کو کوئی نہیں دیکھتا۔ گوشت نہ کھانے والی زبردست قوموں نے پیشاب پینے اور گوبر کھانے کی رسومات کو ایسی ترکیبوں سے جاری کیا کہ وہ دھرم میں جگہ پاگئیں اور پاکیزگی کا نمونہ بن گئیں۔

جانور ذبح کرنے کا دوسرا موقعہ قربانی

قربانی کی مختلف مثالیں۔ ایک دفعہ دیوتاؤں اور رشیوں میں مباحثہ ہوا۔ دیوتاؤں نے کہا کہ

۱۰۷ نر بکرے کی قربانی کیا کرو (شانتی موپروہ۔ ادھیایہ ۳۳۷ صفحہ ۲۴۳)

رشیوں نے کہا کہ نہیں۔ اناج پات کی قربانی کافی ہے۔ کیونکہ لفظ آجہ کے معنی بیج کے بھی ہیں، اور بکرے کے بھی۔ ہم ایسے معنی کیوں لیں جن کی وجہ سے جانور کی ہتیا ہو۔ بہتر ہے کہ بجائے بکرے کے بیج سے کام لیں۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وسو راجہ آسمانوں میں گھومتا گھامتا وہاں آنکلا۔ اسے دیکھتے ہی برہمنوں نے دیوتاؤں سے کہا کہ لو یہ راجہ ہمارا فیصلہ کر دیگا۔ یہ تو خود بہت قربانیاں کیا کرتا ہے اور بہت دان دیا کرتا ہے، اور سب کا بھی خواہ ہے، کسی کی طرفداری نہ کریگا۔ آخر دونوں فریقوں نے ملکر اُسکے سامنے اپنا مقدمہ پیش کیا۔ وسو راجہ نے دیوتاؤں کا ساتھ دیا، اور انہیں کی سی کہی کہ بکرے کی قربانی کرنی چاہئے۔ اس پر برہمن بگڑ گئے اور اس کو بددعا دی۔ اور فوراً اُس کی روحانی قوت آسمانوں میں اُڑنے کی سلب ہو گئی اور وہ نیچے زمین پر آگرا، اور زمین میں دھنستا چلا گیا۔

اس قصّہ سے ثابت ہے کہ (۱) ویدان کسی روحانی قوّت کا نام تھا (۲) اور یہ کہ جانور ہی کی قربانی کثرت سے مروج تھی۔ مگر بعض برہمن سنیاس اور یوگ کے پیرو اسکے خلاف تھے، اور اس کو بند کر دینے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ تریتا یُگ میں وید مروج ہوئے اور قربانیاں شروع ہوئیں۔ فاتحوں کے تابعدار اور نمک خوار برہمن قربانی کا سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے، قصائی پن قربانی کنندہ برہمنوں کا فرض تھا، اس کو وہ اپنا فخر سمجھتے تھے، اور اسی وجہ سے جنّت کے رہنما گنے جاتے تھے۔ انہیں برہمنوں کی سر انجام دی ہوئی قربانیوں کی بدولت بڑے بڑے فاتح راجہ جنّت حاصل کرتے تھے۔

یہ قصہ زیادہ تفصیل کے ساتھ سکند پران - وٹی کھنڈ ۲ - ادھیایہ ۶ - ۷ میں بھی ہے -
کسی ایک یتی (نفس کُش زاہد سالک) نے ایک ادھریو (جانور کو کاٹنے والا برہمن) کو قربانی کرنیکے لئے جانور پر پانی چھڑکتے ہوئے دیکھکر کہا کہ تجھے خدا کا خوف نہیں، جانور پر جانور مارے چلا جاتا ہے - ادھریوں نے جواب دیا کہ خدا کے حضور میں قربانی کرنا بیرحمی میں شمار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ خدا کے لئے قربانی میں کاٹنے سے جانور مرتا نہیں - بلکہ سیدھا بہشت کو سدھار جاتا ہے - یہ شرتی کا حکم ہے، میں تو شرتی کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں، اس لئے مجھے کچھ بھی ڈر نہیں - یتی نے جواب دیا کہ ایسی صورت میں یوں کہنا چاہئے کہ جانور کو فائدہ پہنچانے کے لئے قربانی کیجاتی ہے - ایسا ہو تو اپنے عزیزوں کو اسی طرح فائدہ پہنچا - دیکھ تو وہ کیا کہتے ہیں - یاد رکھ کہ گلا کاٹنے میں کچھ بھی فائدہ نہیں - قربانی کرکے جانور کا گوشت ایندھن کیطرح آگ میں ڈالدیا جاتا ہے (ہوی کا نذرانہ آگ میں ڈالکر دیوتاؤں کو بھیجا جاتا ہے، اس کو یہ یتی (زاہد) طنزاً ایندھن قرار دیتا ہے اسکے نزدیک آگ میں ڈالنے سے نذرانہ دیوتاؤں کو نہیں پہنچتا، بلکہ ایندھن کی طرح جلکر رہجاتا ہے) اسلئے قربانی کرنا چھوڑ اور کشت وخوں سے توبہ کر - ہنسا (ایذارسانی) نہ کرنا ہی دھرموں میں بڑا دھرم ہے - یہ سُنکر ادھریو نے جواب دیا کہ تو اپنی تو خبر لے - کیا تو ہنسا نہیں کرتا کیا تو خوشبو نہیں سونگھتا، کیا تو طرح طرح کے رس نہیں پیتا، کیا تو تاروں کی خوبصورتی کو نہیں دیکھتا کیا تو ہوا نہیں کھاتا، کیا تو سانس نہیں لیتا - ان سب افعال میں طرح طرح سے تو ہنسا کا مرتکب ہوتا رہتا ہے - تو اس کو تو خود جانتا ہے، مگر نہیں مانتا، اور اپنے آپ کو ہنسا سے بری تصور کرتا ہے - بتا تو دُنیا میں ایسا کونسا کام ہے جس میں ہنسا نہیں - یہ سُنکر یتی (زاہد) نے یوگ کی سی خیالی، عقلی گفتگو شروع کی - مگر یہ ادھریو بھی تھا اپنی بات کا پکّا، اور وید کا پورا معتقد، وید کے حکم پر اڑا رہا اور کہتا رہا کہ ہم تو وید کے تابعدار ہیں، وید کے منتروں کی تعمیل ہمارا فرض ہے - آخر یہ یتی چُپ ہو رہا اور ادھریو نے جانور ذبح کیا، اور قربانی کی رسم ادا کی (مہابھارت، اشومیدھ پروہ ادھیایہ ۲۸ ص ۲۱)

ایسے ہی مہابھارت ون پروہ - ادھیایہ ۲۰۸ صفحہ ۱۷۸ میں ہنسا اور اہنسا (ایذا نہ پہنچانا) کے متعلق ایک اچھا بیان مندرج ہی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ کاشتکاری کرتے ہیں ان کو بھی ہوذی کہنا چاہئے، کیونکہ ہل اور بیلوں کے چلنے سے بہت سے جانور مر کٹ جاتے ہیں، ایسے ہی کھیت کو پانی دیتے ہوئے نولاتے ہوئے، گھاس کھودتے ہوئے - علاوہ ازیں اناج میں طرح طرح کی جانیں موجود ہیں، کھانیوالے انھیں نکال پھینکتے ہیں، درختوں کو کاٹتے ہیں، لکڑیاں جلاتے ہیں، پھل پھول توڑتے اور برتتے ہیں

نباتات کا استعمال کرتے ہیں، ان میں جانیں موجود ہیں - غرض یہ ہی کہ تمام دُنیا جان اور جاندار وں سے بھری ہی، مچھلی مچھلی کو کھاتی ہے، ایک جانور دوسرے جانور پر زندگی بسر کرتا ہی، چلتے پھرتے پیروں تلے جانور مرتے رہتے ہیں ؎ آہستہ خرام بلکہ مخرام + زیر قدمت ہزار جانند

المختصر اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے انسان جانوروں کو ہلاک کرتا رہتا ہے - انجان اور اَن پڑھ ہی نہیں بلکہ لکھے پڑھے دانشمند بھی دانستہ اور نادانستہ دونوں طرح ہنسا کرتے ہیں - مخلوقات کی پیدایش، زندگی اور موت کے قواعد پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ہنسا مبہوت لوگوں نے ایجاد کیا ہے - سچ پوچھو تو دُنیا میں کوئی شخص اور کوئی جانور ہنسا کرنے سے بچا ہوا نہیں - (ہنسا تو ایک قدرتی قاعدہ ہے، قدرت نے ہنسا پیدا کی، بغیر ہنسا کے دُنیا کا انتظام نہیں چل سکتا، ایسے ہی اور بھی کام ہیں جو ہنسا کے برابر ہیں اور انہیں پر ہی انسان کی پیدایش منحصر ہے)

مفلس دیندار مانگ کر قربانی کیا کرتے تھے - متر شرما نام برہمن یدنیہ کرنی چاہتا تھا مگر مفلس تھا - جانور کی تلاش کرتے کرتے ایک گانوں میں جا نکلا، اور وہاں ایک مالدار رجمان سے درخواست کی - اُس نے ایک خوب تیار جانور قربانی کے لئے اسے دیا - (بیج تنترم ۳)

ایک دفعہ دالبھیو بکہ اور اور کئی رشیوں نے سرسوتی کے متبرک تیرتھ پر قربانی کرنے کے لئے اکیس[۲۱] جانور مہیا کئے - دالبھیو رشی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم ان جانوروں کو آپس میں بانٹ لو، میں اپنے لئے اور جانور لاؤں گا - یہ کہکر وہ دھرتراشٹر راجہ کے پاس گیا، اور اس سے جانور مانگے، وہاں ۱۰۸ چند مُردہ گائیں پڑی ہوئی تھیں - راجہ نے غصہ سے کہا کہ: - لے یہ گائیں لیجا اور قربانی کر (شلوک ۹) دالبھیو رشی نے تعمیل کی اور مُردہ گایوں کا گوشت کاٹ کاٹ کر ہون کیا (شلیہ پروہ ادھیایہ ۱۴۱ ۱۰۹ صفحہ ۱۴۰ - مہابھارت - شلوک ۱۱ - ۱۲) مشہور عالم برہسپتی نے بھی سرسوتی کے متبرک تیرتھ پر دیوتاؤں (وشنویوں) کی جیت اور اسوروں (شنکر مہادیو کے پجاریوں) کی ہار کے لئے گوشت کا نذرانہ آگ کے ذریعہ سے وشنو کے حضور میں پیش کیا جس سے اسور ہار گئے - (شلوک ۹ و ۲۰ ۱۱۰ شلیہ پروہ - ادھیایہ ۴۳ - صفحہ ۱۴۱ - مہابھارت) بھرت راجہ نے بھگوان قربانی صورت وشنو کے حضور میں مختلف جانوروں کی چھوٹی بڑی سب طرح کی قربانیاں کیں (بھاگوت پران ۵ ادھیایہ ۷ صفہ ۱ فقرہ ۵) راجہ یودھشٹھر نے کیفیت پوچھی - بھیشم بزرگ نے جواب دیا کہ ۱۱۱ دان تین ہیں - تینوں کا ایک نام اور ایک ہی ثواب ہے (۱) گائے کا دان (۲) زمین کا دان

(۳۴) علم کا دان - لفظ گو کے تین معنی بیان کئے گائے - زمین - علم - ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بھیشمہ بزرگ نے کہا کہ گائے اور بیل سے یدنیہ کا کام لینا تو وید کے حکم کی تعمیل ہے، وہ تو ہونی چاہیئے کاشتکاری کا کام لینا قابل مذمت ہے - کیونکہ اس میں طرح طرح کی ہنسا ہوتی ہے اور یہ وید کے حکم کے خلاف ہے، قربانی میں ان کا ذبح کرنا حکم کی تعمیل ہے اور کام اُن سے لینا جائز نہیں - اس لئے

۱۱۲ کاشتکاری کے رواج کے وقت سے نیکی دُنیا سے اُٹھ گئی - (مہا بھارت - انوپروہ ادھیا ۶۹)

گائے کی عظمت" اور قربانی

راجہ رنتی دیو کی قدردانی اور قربانی کا کارنامہ - بھیشمہ بزرگ گائے کی فضیلت اور اس کی قربانی

۱۱۳ کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :- گائیں تپسوی (عابد و زاہد نفس کُش) لوگوں سے بھی بڑھ کر متبرک ہیں، اس لئے مہیشور خود ان میں بستا ہے" یہ عالم الٰہی میں بستی ہیں جس مقام کے حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے اولیاء آرزومند رہتے ہیں - یہ اپنے دودھ، دہی، گوبر، چمڑے، ہڈی سینگ، سنبھ، پونچھ وغیرہ سے ہم پر احسان کرتی ہیں، گرمی، سردی، برسات میں یکساں ہماری پرورش کرتی ہیں، اور برہمنوں کے ساتھ اعلیٰ مقام پر جا پہنچتی ہیں، ان کی فضیلت کو

۱۱۴ مدنظر رکھ کر راجہ رنتی دیو نے صرف گائے کی قربانیاں کیں - اور اتنی کثرت سے گائیں قربان کیں کہ ان کے خون کی ایک ندی بہ نکلی، جس کے کنارے انھیں کی کھالوں کے بن گئے، اور اسی وجہ سے وہ ندی چرمن وتی کہلائی - قربانی سے بچی کچی گائیں رنتی دیو نے دان دیں، اس لئے گائے کا دان بھی کرنا چاہیئے (شلوک ۲ ۴ ۳۴ وغیرہ - انوپروہ ادھیایہ ۸۱ - مہا بھارت)

۱۱۵ مہابھارت میں بھیشمہ بزرگ نے رنتی دیو موصوف کی یوں تعریف کی :- رنتی دیو راجہ نے مہمان نوازی اور کھانا کھلانے کی بدولت جنت حاصل کی (شلوک ۱۲ مہا بھارت، انوپروہ ادھیایہ ۱۱۲) پھر مہا بھارت میں نارد رشی نے سولہ مشہور ترین خدا پرست راجاؤں کا تذکرہ کیا ہے - منجملہ انکے

۱۱۶ راجہ رنتی دیو کا حال یوں بیان کیا ہے :- مرحوم رنتی دیو کا حال ہم یوں سنتے ہیں کہ برہمن مہمانوں کی خدمت کے لئے دو لاکھ باورچی حاضر رہا کرتے تھے - اور پکا اور کچا کھانا ہر قسم کا تقسیم کرتے

۱۱۷ رہتے تھے - رنتی دیو نے وید کی تعلیم مکمل کر کے تمام دشمنوں کو زیر کیا - قربانی کے پلاؤ جانور خود بخود اُسکے پاس آتے رہتے تھے، تاکہ قربان ہو کر بہشت میں داخل ہو جائیں، اور وہ انکی قربانی دھرم کے حکم کی مطابق کرتا رہتا تھا، اس کے باورچی خانہ سے خون کی ندی بہتی رہتی تھی -

قربانی کے جانوروں کی کھال کے ڈھیر کے کنارے بنجاتے تھے، اسلئے وہ چرمن وتی کہلاتی تھی (شلوک ۱تا ۵
۱۱۸ درونہ پروہ ادھیایہ ۶۷ صفحہ ۴۳) اِسی کتاب میں آگے چلکر یوں بیان ہے - جب راجہ رنتی دیو
کے کوئی مہمان آتا تھا تو اکیس ہزار گائیں اس کے لیئے ذبح کرتے تھے، کھانا پکاتے تھے - اور جب
مہمان کھانے کو بیٹھتا تو باورچی پکار پکار کر معذرت کرتے اور کہتے معاف کیجیئے آج گوشت تھوڑا ہے،
مہربانی کیجیئے اور شوربے پر گذر اوقات فرمائیے (درونہ پروہ ادھیایہ ۶۷ صفحہ ۴۳)
نوٹ - ایسے بڑے پیمانہ پر مہمان نوازی کہ اکیس ہزار گائیں ذبح کیجائیں اور پھر ایسی کسر نفسی کہ گوشت
کم ہے، ماحضر شوربا قبول فرمائیے - اِس بیان سے ظاہر ہے کہ راجہ رنتی دیو کے دل میں ویدوں کے
حکم کی کتنی عظمت تھی، اور کیسی فراخ حوصلگی سے وہ احکام کی تعمیل کرتا تھا - لیکن ہم نے دیکھا کہ
منافق لوگ گو وید وید پکارتے ہیں، مگر ویدک احکام پر عمل کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں - راجہ رنتی دیو جیسے
بزرگ کو گناہگار اور بدکار کہتے ہیں - مگر آدمیوں کا گلا کاٹنے کٹوانے کو ثواب تصور کرتے ہیں -
اِس لیئے ہم نے اس بات کی تفتیش کی کہ قدیم زمانہ کے آریا رنتی دیو جیسے ججمان قربانی کنندہ کی
نسبت کیا رائے رکھتے تھے - اِس تحقیقات کا نتیجہ غور سے پڑھیئے اور رنتی دیو کے حق میں مغفرت کی دعا کیجیئے
عرب حاتم طائی کی تعریف کی طرح جو اپنے مہمانوں کی خاطر بیش بہا گھوڑے اور اونٹ قربان کیا کرتا تھا
بزرگ، مہمان نواز راجہ رنتی دیو کی تعریف قدیم زمانہ کے سارے ہندوستان میں پھیلی تھی - اُسکی مثالیں دیکھیئے
(۱) قدیم زمانہ کے برہما دیو خالق متبرک ندیوں کے زمرہ میں رنتی دیو کے باورچیخانہ کے بہتے خون کی ندی
۱۱۹ چرمن وتی نام کو متبرک ندیوں کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں - متبرک ندیوں میں کاویری، سریو، شپرا
اور چرمن وتی شمار کیجاتی ہیں - (شلوک ۲۵ سکند پران - وشنو کھنڈ ۲ - کارتک ادھیایہ ۴)
۱۲۰ (۲) مارکنڈے یہ رشی بیان کرتے ہیں کہ :- میں نے وشنو کے پیٹ میں متبرک سمندروں، گنگا، جمنا
سرسوتی وغیرہ ندیوں کے برابر برابر چرمن وتی کو دیکھا (شلوک ۱۰۱-۱۰۳-۱۰۶ مہابھارت ون پروہ ادھیایہ ۱۸۸)
۱۲۱ (۳) اس بے مثال، غریب پرور کو خدا جزائے خیر دے جس کی مہمان نوازی کی ایسی تعریف اور شہرت
تھی کہ ون پروہ ادھیایہ ۲۰۸ صفحہ ۱۷۶ میں ایک اور روایت یوں منقول ہے - گذشتہ زمانہ میں
رنتی دیو راجہ کے باورچیخانہ میں روزانہ دو ہزار جانور ذبح ہوتے تھے، علاوہ ان کے دو ہزار گائیں
بھی روزانہ کاٹی جاتی تھیں، کیونکہ یہ راجہ ہمیشہ گوشت والا کھانا لوگوں کو کھلایا کرتا تھا، اور اِس
سبب سے اسکی مہمان نوازی کی بیحد شہرت تھی (شلوک ۸-۹-۱۰ ون پروہ - ادھیایہ ۲۰۸ صفحہ ۱۷۶)

۱۲۲ (۴) نارد آسمانی رشی یدھشٹھر سے کہتے ہیں کہ:- چرمن وتی ندی میں غسل کرنے کا ثواب اگنشٹوم قربانی کرنے کے برابر ہے، جس سے بہشت نصیب ہوتا ہے (شلوک ۵۴ - ون پروہ - ادھیایہ ۸۲ ص ۶۹)

نوٹ - اس شلوک میں شرط لکھی ہی کہ رنتی دیو کی اجازت سے یہ ثواب حاصل کرنے کا موقعہ ملیگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اُس زمانہ میں رنتی دیو کی کتنی عظمت لوگوں کے دلوں میں تھی، گویا رنتی دیو بزرگ کی اجازت سے بہشت ملتا تھا۔ اب تو منافق لوگ اس کا نام سُنکر سہم جاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس نے بہت ہنسا کی، اور اس لئے اس کو عذاب کا مستحق شمار کرتے ہیں۔

۱۲۳ (۵) مشہور برہمن آستک نام نے بھی راجہ جنمے جیا کے دربار میں اور بڑی قربانیوں کے ساتھ اس گائے کی بڑی قربانی کا خاص طور پر تذکرہ کیا۔ یہ گائے کے خون کی ندی گنگا جیسی متبرک قرار دی گئی، جو ورُون (سمندروں کے دیوتا) کے دربار میں متبرک ندیوں کے برابر برابر بہتی ہی۔ (مہا بھارت۔ آدی پروہ)

(۶) ہندوستان کے مشہور شاعر کالیداس نام اپنی ایک لاجواب کتاب میں بادلوں کو اپنا قاصد بناتے ہیں، اور رنتی دیو مرحوم نے جو گائے اور جانوروں کی قربانی کی اور مہمان نوازی میں بیشمار گائیں ذبح کیں اس کی اس فراخ حوصلگی کی عظمت کو یاد کر کے بادلوں سے کہتے ہیں "اے بادلو! بھولنا مت جاتے جاتے شروَنم (سرکنڈے کے بن) پر سے گذرتے ہوئے اور شنڈانن (سکند) پسر شیو مہادیو کی حمد و ثنا گاتے ہوئے آگے بڑھنا، دیکھنا راستہ میں ضرور زیارت کنندوں کی بھیڑ بھاڑ ہوگی۔ مگر تمہاری بوچھاڑ کے ڈر کے مارے سدھ لوگوں کے غول بین بجاتے ہوئے اور حمد و ثنا کے گیت گاتے ہوئے الگ کو ہٹ جائیں گے، اور تمہارا راستہ چھوڑ دینگے، تم بھی ادب سے آگے بڑھنا، اور رنتی دیو کی اس بڑی نیکنامی کی عزت میں سر جھکانا جو گائے کی قربانی کرنے کی وجہ سے پھیلی اور اب بھی بہتی ہوئی ندی چرمن وتی کی صورت میں موجود ہے۔ (میگھدوت، پوروہ میگھ)

نوٹ - سدھ - آسمانی دیوتاؤں کی ایک قسم ہے۔ کالیداس جیسے فاضل برہمن کے دل میں گائے کی اس قدیم قربانی کی ایسی عزت اور قدر تھی کہ گویا اس قربانی کا سماں اس کی آنکھوں کے سامنے بندھا تھا۔ یہاں تک کہ آسمانی دیوتا اس قربانگاہ کے ارد گرد آفرین اور تحسین کے گیت گاتے ہوئے اسے دکھائی دیتے تھے جن کی کثرت اور اژدہام کی وجہ سے بادلوں کو ہوا میں راستہ ملنا دشوار تھا۔ مگر یہ سوچکر کہ بارش کے ڈر کے مارے بین بجانے والے دیوتا الگ کو ہٹ جائینگے۔ اور بادلوں کو وہاں پہنچنے کا راستہ ملیگا اپنا پیغام ان سے کہتے ہیں۔

اس زمانہ کو دیکھئے اور دو ہزار برس پہلے کو۔ گائے کی قربانی کی ایسی وقعت تھی کہ شاعر بھی مہمان کو اور اس کی مہمان نوازی کو عزت اور فخر سے یاد کرتے تھے۔ اب تو ویدک دھرم، ادھرم گنا جاتا ہے۔ قربانی اور یجور وید کے نام سے گھبرا جاتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ یہ حصہ وید کا کسی نے ملا دیا ہے۔ اصلی نہیں ہے، کوئی اسکے معنی اُلٹ پلٹ کرکے جان بچاتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ قربانی قحط سالی میں کرنی چاہیئے، جب غلہ وغیرہ نہ ملے۔ ایسی ایسی تاویلوں سے لوگ ویدک دھرم کو خیرباد کہتے ہیں۔ اصلی وجہ وہی ہے جو ہم نے لکھی ہے کہ دلوں میں سنیاس اور یوگ کا پورا اثر ہے جنہیں کچھ کرنا نہیں پڑتا، ویدک قربانی فراخ دلی اور حریت پر مبنی ہے، جن دونوں صفتوں کے ہندوستان کا طرز معاشرت خلاف ہے

گائے کی کھال پر بیٹھ کر کھانا کھائے۔ سوداس راجہ نے ایک دفعہ اپنے گرو وشسٹھ مہاراج سے پوچھا کہ کونسی چیز ایسی پاکیزہ ہے جس کو یاد کرکے انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ گرو ممدوح نے گائے کی پاکیزگی بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیشہ گائے کا گوبر مل کر غسل کرے، اُپلوں پر بیٹھے، اور پانی سے تر کی ہوئی گائے کی کھال پر بیٹھ کر کھانا کھائے۔ (شلوک ۱۹-۲۰)

نوٹ۔ اصل شلوک میں مبہم ہے کہ کس کھال پر بیٹھ کر کھانا کھائے۔ عام طور پر رواج ہرن کی کھال کا ہے۔ مگر شرح نویس نے یہی معنی لکھے ہیں کہ گائے کی کھال کو تر کرکے بچھائے اور اس پر بیٹھ کر کھانا کھائے، اس میں گائے کی زیادہ عزت متصور ہے اور اسکا متبرک ہونا ثابت ہوتا ہے (انوپرو ادھیایہ ۸۰)

شری کرشن اور جانور کی قربانی۔ جن دنوں شری کرشن متھرا کے گھوسیوں میں رہا کرتے تھے، ایک دفعہ اندر دیوتا کے عرس کا وقت آیا، آپ نے لوگوں سے کہا کہ اندر دیوتاؤں کے آقا ہیں اس لئے دیوتاوں کو ان کی پوجا کرنی چاہیئے۔ ہمیں اندر کی پوجا سے کیا واسطہ۔ ہم اپنے پہاڑ دیوتا کی پوجا کریں گے، اور خاص کر گایوں کو پوجیں گے۔ بہبودی کے لئے پہاڑ کو پوجو اور گائے کی پوجا کرو (شلوک ۴۱-۴۳) میں زبردستی تم سے گائے کی قربانی کراؤں گا، اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے، اور اگر تم میرے دلی دوست ہو (شلوک ۴۳-۴۴ ہری ونش پران، وشنو پروہ ادھیایہ ۱۶ صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ بمبئی دنکیٹ شور پریس مالک کھیم راج ۱۸۴۵ء)

شری کرشن کی ہدایت۔ سنکر گوالوں کے ایک سردار نے کہا کہ آپ تو ہمارے سردار اور بہی خواہ ہیں۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ اس کے بعد آپ نے گوالوں کو پوجا کا سامان جمع کرنے کا حکم دیا، اور کہا کہ:۔ حلال جانور بھینس وغیرہ ذبح کئے جائیں اور سب گھوسی جمع ہو کر قربانی کریں (ش ۱۵ ر ادھیایہ ۱۶)

۱۲۴/۱
۱۲۴/۲
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷

۱۲۸ اس قربانی میں منجملہ اور اشیاء کے گوشت کے بڑے بڑے ڈھیر اور چاولوں کے بڑے انبار لگے تھے،
۱۲۹ اور تمام گھوسی جمع تھے (شلوک ۱۸) اس طرح گھوسیوں نے برہمنوں کے ساتھ ملکر پہاڑ کے نذرانے
کی قربانی کی (شلوک ۲۰ - ہری ونش - وشنو پروہ - ادھیایہ ۱۷ صفحہ ۱۱۶)
۱۳۰ قربانی کے اختتام پر تمام نذرانے کا کھانا اور گوشت شری کرشن نے پہاڑ بنکر نوش فرمایا، اور قربانی
قبول فرمائی (شلوک ۲۱ ہری ونش - وشنو پروہ - ادھیایہ ۱۷ صفحہ ۱۱۶)
نوٹ۔ مصنف نے گائے کے لفظ کو چھپایا، اور بھینس وغیرہ کو شامل کیا۔ اوپر شلوک ۱۵ میں
صاف صاف شری کرشن حکم دیتے ہیں کہ حلال جانور بھینس وغیرہ ذبح کئے جائیں، سب سے زیادہ
حلال اور متبرک گائے ہے۔ اور دیکھئے شلوک ۲۴ - ادھیایہ ۱۶ میں وشنو شری کرشن فرماتے ہیں
کہ میں تم سے زبردستی گائے کی قربانی کراؤں گا۔ ظاہر ہے کہ گوالے گائے کی قربانی نہ کرنا چاہتے
ہوں گے، اور اور جانوروں پر ٹالتے ہوں گے۔ شری کرشن نے خاص حکم گائے کے لئے اسی لئے
دیا کہ لوگ اس کو گناہ نہ سمجھیں۔ اوپر شری کرشن کی رائے ہم پڑھ چکے ہیں کہ روشن ضمیر شخص ہاتھی
کتیا اور گائے کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔
ایسے ہی برہما پران میں ہے کہ جب شری کرشن کی موجودگی میں گھوسیوں نے اندر دیوتا کا عرس کرنا
چاہا تو شری کرشن نے اُن سے کہا کہ ہم لوگ گھوسی ہیں، ہمیں اندر دیوتا سے کیا مطلب۔
کاشتکار بنئے لوگ اندر کی پوجا کرتے ہیں کیونکہ اندر کی عطا کی ہوئی بارش اُن کے لئے مفید ہے،
ہمیں تو جنگل اور بن اور پہاڑ کی پوجا کرنی چاہئے، جہاں ہماری گایوں کو چارہ ملتا ہے اس لئے
آؤ پہاڑ کی پوجا کریں۔ برہمن لوگ وید کے منتروں کی پوجا کرتے ہیں، کاشتکار لوگ ہل کی، اور
۱۳۱ ہم گھوسی لوگ پہاڑ اور گائے کی (شلوک ۲۰) اس لئے آپ شاستر کے حکم کے مطابق پاکیزہ
۱۳۲ جانوروں کو ذبح کر کے طرح طرح سے گو دودھ سے پہاڑ کی پوجا کیجئے (شلوک ۲۱ برہما پران ادھیایہ ۷۹)
۱۳۳ شنو یہ میری رائے ہے، خوشی سے اسے قبول کرو، اس میں گایوں کی اور میری خوشی ہے (ش ۲۴ ۔ ۷۹)
۱۳۴ یہ سُنکر برہمن خوشی سے پھولے نہ سمائے اور شری کرشن کی رائے کی داد دی۔
۱۳۵ تب انھوں نے دھوم دھام سے پہاڑ کی پوجا کی، اور دہی، دودھ، گوشت سے پہاڑ کو نذرانہ دیا
۱۳۶ (شلوک ۲۷ برہما پران، ادھیایہ ۷۹) اور شری کرشن گووند (گائے پرور) نے پہاڑ کے روپ میں
گوالوں کا لایا ہوا نذرانہ نوش فرمایا (شلوک ۲۹ - ۳۰ - برہما پران)

یہ بیان ہمارا پران کا صاف شہادت دیتا ہے کہ شری کرشن نے گائے کی قربانی کا حکم دیا، اور شلوک ۲۴ میں فرماتے ہیں کہ اس میں گایوں کی خوشی ہے، یعنی گائیں قربانی کی منتظر ہیں۔ قربانی کے بیان میں آچکا ہے کہ تمام مخلوقات قربان ہوکر بہشت میں داخل ہونے کی منتظر رہتی ہے۔ بہرحال شری کرشن کا حکم دینا اور جانوروں کا ذبح کئے جانا ان دونوں پرانوں سے ثابت ہے۔

پچھلے دنوں ایک پنڈت جی جو میرٹھ میں سنسکرت کے معلم ہیں، اور اچھے مستعد عالم ہیں مجھ سے ملنے کو تشریف لائے۔ میری جمع کی ہوئی قربانی کی کتاب کے بارہ میں کچھ گفتگو ہوئی۔ پنڈت جی نے سن کر کہا کہ قربانی کرنے کی غلطی کی اصلاح شری کرشن نے کی، اور کوئی حکم قربانی کا نہیں دیا اور نہ کی۔ تب میں نے ان کو مذکورہ بالا بیان دکھائے۔ پنڈت جی نے پھر کچھ جواب نہ دیا۔ قدیم آریوں اور ویدک زمانہ میں قربانیاں اور گوشت خواری قومی شعار میں داخل تھیں، گوشت خواری کے بیان میں ویدور مہاراج کا قول ہماری تائید کرتا ہے کہ یوگیوں اور جینیوں نے ویدک رسومات بند کرادیں

دیوتاؤں نے شری کرشن کے حضور میں قربانی کرنے کے لئے گائیں رکھی تھیں، مخالف اُن گایوں کو چرالے گئے۔ وشنو شری کرشن نے اُن چوروں کو ہلاک کیا اور گائیں پھر قربانی کنندوں کو واپس عطا کیں، اور وہ انکو قربانی میں ذبح کرتے رہے

دیوتاؤں کی کتیا کا نام سرما تھا، یہ قربانی کی گایوں کی نگرانی کیا کرتی تھی، راکشسوں نے آکر گائیں چھین لیں، دیوتاؤں نے وشنو کے حضور میں فریاد کی۔ وشنو شری کرشن نے اپنے مخالفین پر

۱۳۷ جو قربانی کی گائیں چرالے گئے تھے حملہ کیا۔ گنگا کے شمالی کنارہ وشنو نے تیروں سے انہیں ہلاک کیا اور وہ دیوتاؤں کے دشمن سب مارے گئے۔ (شلوک ۲۴)۔

۱۳۸ جس جگہ دیوتاؤں کو گائیں پھر ملیں اُس کو بان تیرتھ کہتے ہیں اور وہیں دنیا میں مشہور وشنو کو تیرتھ

۱۳۹ بھی ہے۔ (شلوک ۲۶) اُن قربانی کے جانور گایوں کو انھوں نے گنگا کے جنوبی کنارہ پر رکھنے کا بندوبست کیا اور وہیں گنگا کے جزیرہ میں قربانیاں ہوائیں اور اور نذرانہ دئے گئے (شلوک ۲۷، ۲۸)

۱۴۰ اُس قربانی کی جگہ کو یدنیہ تیرتھ اور گو دویپ کہنے لگے۔ دیوتاؤں نے جو قربانیاں وہاں کیں نہایت کامیاب اور بابرکت ہوئیں، اور خود گنگا دنیا کی مصیبتوں سے بچانے کے لئے نجات کا سفینہ بن گئی۔

گائے کی قربانی کی یوگی کیسے تاویل کرتا ہے۔ جاجلی نام ایک رشی برسوں جنگل میں تپسیہ کیا کرتا تھا، اور ایسا ساکن ہوگیا تھا کہ پرندے اس کے بالوں میں گھونسلے بنالیتے، انڈے دیتے اور

بچے نکالتے۔ مگر اُسے خبر تک نہ ہوتی۔ آخر اُسے یہ گھمنڈ ہوا کہ میں کامل درویش ہو گیا، میں آسمان اور زمین کے پردوں کی سیر کر آتا ہوں، سمندر پر چکر لگاتا ہوں، میں سب کو دیکھتا ہوں، اور کسی کو نظر نہیں آتا۔ مجھ جیسا کامل عامل اور ولی اور کون؟ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ غرور کی اُسے سزا ملی اور بھوتوں نے اُسے للکارا کہ ہیں تو نے تو بڑی بڑائی ماری۔ تجھ سے زیادہ باکمال بنارس کا بنیا تلادھار بھی ایسی آسمان کی نہیں لیتا۔ یہ سُنتے ہی جاجلی کے کان کھڑے ہوئے اور اس نے بنارس جانے اور تلادھار بنئے سے ملنے کا عزم کیا۔ بھوتوں نے اسے اوپر اچھال راستہ دکھا دیا، اور وہ پلک مارتے ہی بنارس پہنچ تلادھار سے جا ملا۔ اثنائے گفتگو میں اس نے جانور کی قربانی اور بہشت کا تذکرہ کیا، تلادھار تو یوگی تھا، قربانی کو ہنسا سمجھتا تھا۔ اُس نے کہا کہ قربانی کر کے بہشت حاصل کرنے کا طریق تو بدمعاشوں نے ایجاد کیا ہے، لٹیروں نے امیروں کی جیب کاٹنے کا اُسے آلہ بنا رکھا ہے۔ قصہ مشہور ہے کہ نہوشہ راجہ بہشت حاصل کرنے کے لئے قربانیاں کیا کرتا تھا اور بے شمار گائے بیل کاٹتا تھا، قربانی کرنے والے برہمن بھی اُکتا گئے، اور تھک کر اس سے کہا کہ تو تو ماں جیسی پیاری گائے اور باپ جیسے پیارے بیل نابود کئے دیتا ہے، اس سے بیماریاں پھیلیں گی اور ہم سب مصیبت اُٹھائیں گے۔ راجہ نے نہ مانا، بیماریاں پھیلیں، رشی لوگ اکٹھے ہو کر فریاد کو اُس کے پاس گئے، اور کہا کہ اب ہم مجبور ہیں جانور نہ کاٹیں گے، تو تو آنکھیں بند کر کے باپ دادا کی پیروی میں مرمٹا ہے، اور مہمانوں کے لئے گائے، بیل کاٹے جاتا ہے، اور ذرا سوچتا نہیں۔ تلادھار کے بیان میں جاجلی نے لقمہ دیا اور کہا کہ قربانی وید کے حکم سے کیجاتی ہے، کچھ اعتراض اس پر نہیں ہو سکتا۔ اس کے جواب میں تلادھار نے پھر روحانی باتیں سُنائیں، اور کہا کہ یوگ کے طریق پر کیوں روحانی قربانی نہ کی جائے، گائے کے کاٹنے کی کیا ضرورت ہے، زندہ گائے کے ہر ایک عضو سے کام نکال لو۔ اسی کو برہمایدنیہ کہتے ہیں (مہابھارت شانتی موپروہ۔ ادھیایہ ۲۶۳۔ صفحہ ۱۳۹)

جاجلی نے پھر اس کو رد کیا، اور وید کے حکم پر اڑا رہا۔ جب تلادھار بنیا جاجلی برہمن کو قائل نہ کر سکا تو اس نے قربانی کی یوں تاویل کی:۔ گائے کی قربانی ایسا شخص کر سکتا ہے جو صاحب کرامت ہو، اور جانور خود بخود اس کی خدمت کے لئے حاضر ہوں، اور خود دکشینہ دے کر قربان ہوں وغیرہ (شلوک ۳۱-۳۲ شانتی موپروہ۔ ادھیایہ ۲۶۳ صفحہ ۱۳۹)

الغرض تلادھار کی لچھے دار تقریر سُنکر جاجلی وید کا حامی یوگ کا شکار ہو گیا۔

دیکھو خیالی باتیں کیسا تیز اثر رکھتی ہیں اور کیسے مشرقی لوگوں کو بہلا کر اپنا شکار بنالیتی ہیں۔ جانور کی قربانی کا اور گائے، بیل کاٹنے اور اُس کا گوشت کھانے کا عام رواج تھا، یہ اس حکایت سے بھی ثابت ہے۔ نہوشہ راجہ کشتری وید کا پیرو ہے، قربانی میں سرگرم ہے، وید کے حکموں کو بجا لاتا ہے۔ جاجلی برہمن ہے اور یوگ اور سنیاس کا عامل ہے گو وید کا معتقد ہے، روحانیت کا مغلوب ہے۔ اسلئے ذرا سی ٹھیس نے اُسے پھسلا دیا، اور وہ وید کے دشوار گذار فرائض کو چھوڑ بیٹھا۔ اور جاجلی ہی پر کیا منحصر ہے۔ اس روشنی کے زمانہ میں یورپ و امریکہ کے تعلیم یافتہ ہندوستانی گو اعلیٰ درجہ کی علمی باتیں سُناتے ہیں، آزادی کے عاشق بنتے ہیں۔ مگر قربانی کے معاملہ میں وہ بھی روشن ضمیری کو چھوڑ اندھیرے میں قدم رکھنے لگتے ہیں۔ یوروپین اور امریکن ملکوں میں اپنی روشن ضمیری دکھلانے کے لئے منوں گوشت کھا جاتے ہیں۔ مگر ہندوستانی حلقوں میں آکر پھر اندھیرے میں دھس جاتے ہیں۔ یہ نہ قربانی کے مسئلہ کا قصور ہے نہ ہندوستان کی ہٹی کا۔ یہ طرز خیال کا قصور ہے۔ ہندوستان میں آزاد خیال نہ کبھی تھا اور نہ اب ہے۔ بھیڑا چال یہاں کی چال ہے، اسلئے غلط طرز خیال کی عادت ہے، وید کی تعلیم کے خلاف عملدرآمد ہے اسی کو صحیح سمجھتے ہیں۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ شری کرشن نے روشن ضمیری کی بھگود گیتا میں یوں تعریف کی ہے کہ جو کوئی کُتیا، گائے اور ہاتھی کو ایک نگاہ سے دیکھے وہی روشن ضمیر ہے۔ پس جو شخص یوگیشور شری کرشن کے مقولہ کو اپنا معیار بنائے اُسکے روشن ضمیر ہونے میں کیا شک ہے، وہ کیوں فراخ حوصلہ نہو، کیوں آزاد خیال نہ ہو، کیوں جانور کی قربانی نہ کرے، غلط طرز خیال کو کیوں نہ چھوڑے، اور سیدھا راستہ کیوں نہ اختیار کرے، کیوں گائے کے ذبح کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہو۔ دیکھو گائے کی قربانی کرنے کی بدولت راجہ نہوشہ کو اعلیٰ درجہ نیکنامی اور نجات کا نصیب ہوا۔ چنانچہ بھیشمہ بزرگ مہابھارت

۱۴۲ میں فخریہ کہتے ہیں:۔ بزرگ لوگ گائے صدقہ کر کے اعلیٰ مرتبہ حاصل کرتے ہیں مثلاً راجہ مان دھاتا یوونا شو۔ یہ یاتی، اور نہوشہ ایسے مرتبے حاصل کر گئے جیسے دیوتاؤں کو بھی بمشکل میسر آتے ہیں۔

گائے کی قربانیوں کے ثواب سے اور نیکیوں کے ثواب کا اندازہ کیا کرتے تھے

۱۴۳ جو کوئی آٹھویں دن خُشکہ کھا کر ایک سال گذارے اس کو اتنا ثواب ہوتا ہے جتنا گائے کی قربانی کا

۱۴۴ (انوپردہ۔ ادھیایہ ۱۰۶ صفحہ ۱۱۷) جو کوئی جیٹھ کے مہینے کی بارھویں تاریخ رات دن روزہ رکھے اور وشنو کی نذر کرے اُس کو گائے کی قربانی کا ثواب ملتا ہے، اور بہشتی پریوں کے ساتھ مزہ اڑاتا ہے

(انوشاسن پرب ۹۔ ادھیایہ ۱۰۹)

۱۴۵ اشون مہینہ کی بارہویں تاریخ کو جو وشنو کی پوجا میں روزہ رکھے اسکو ہزار گایوں کی قربانی کا ثواب ہوتا ہے
۱۴۶ (شلوک ۱۳۔ ادھیایہ ۱۰۹) کاتک مہینہ کی بارہویں تاریخ کو وشنو کی پوجا میں روزہ کا ثواب اتنا
ہے جتنا گائے کی قربانی کا (شلوک ۱۴۔ انوپروہ۔ ادھیایہ ۱۰۹ صفحہ ۱۲۱)

آریا بزرگ گائے کی قربانی اور گودان پر فخر کیا کرتے تھے

۱۴۷ بھاگیرتھ راجہ (جن کی بدولت گنگا بھاگیرتی کہلاتی ہے، جنہوں نے گنگا کو پہاڑ سے نیچے اتارا)
گائے کی قربانیوں اور گائے کا دان کرنے کی وجہ سے دیوتاؤں کے سردار ہو گذرے۔ یہ خود روزہ
کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے دس اربد گائے قربانیوں میں کاٹیں اور ایک ایک
برہمن کو دس دس گائیں زیور سے لدی ہوئیں دان میں دیں۔

نوٹ۔ ایک اربد دس ملین کا ہوتا ہے، اور ایک ملین دس لاکھ کا، حساب لگاؤ تو کروڑ در کروڑ سے
بھی زیادہ تعداد ہوگی۔ دنیا میں کسی گوشت خوار قوم نے اتنی گائیں نہ کاٹی ہوں گی جتنی فرداً فرداً
آریا بزرگ رنتی دیو، نہوشہ، یہ یاتی اور بھاگیرتھ نے۔

گائے کی قربانی۔ برہمن کو قتل کر دینے کا کفارہ۔ برہمن کو قتل کرنا بدترین گناہ ہے، اسکے کفارہ
۱۴۸ کے لئے منو کا قانون یہ ہے:۔ برہمن کے قاتل کو لازم ہے کہ اسکے کفارہ میں اشومیدھ یا گوسوہ (گائے
کی قربانی) یا سورجیت قربانی کرے (منو ادھیایہ ۱۱) چیون رشی جو بڑے اولیاؤں میں گنے جاتے
ہیں اور مجذوبانہ حرکتوں اور کشف و کرامات میں مشہور ہیں نہوشہ راجہ سے گائے کی تعریف میں کہتے ہیں
۱۴۹ گائے کی برابر کوئی دولت نہیں، گائیں دیوتاؤں کی خوراک ہیں، ان سے اعلیٰ درجہ کی ہوی حاصل
ہوتی ہے، ان کے ذریعے سے بزرگوں اور دیوتاؤں کو نذرانہ میسر آتا ہے، یہی قربانی کا اعلیٰ ذریعہ ہیں
انھیں سے قربانی مکمل ہوتی ہے (انوپروہ۔ ادھیایہ ۵۰ صفحہ ۶۸)

روزمرہ محاورہ میں قربانی کے لفظ کا استعمال۔ جب کشتری قوم زندہ تھی اور وید پر عمل تھا تب
رات دن قربانیوں کا چرچا رہا کرتا تھا، اور روزمرہ میں قربانیوں کے استعارات بولے جاتے تھے مثلاً
بھیم سین لڑائی کے لئے تیار اور بہادری کے نشہ میں سرشار کوروؤں کے ساتھ لڑنے کے آرزومند
۱۵۰ میدان جنگ کو قربانگاہ تصور کر کے کہتے ہیں:۔ میدان جنگ ہماری قربانگاہ ہے، ہم چاروں بھائی
وہاں رتوج (قربانی کا کام کرنے والے برہمن) بنکر قربانی کا کام کرینگے، شری کرشن برہما بنکر کام کی
نگرانی کرینگے۔ راجہ یدہشٹھر قربانی کی نیت باندھینگے اور دریودھن وغیرہ اس قربانی کے جانور ٹھیرینگے

اور دروپدی کی بیحرمتی جو دُریودھن وغیرہ نے کی ہے اُسکا دُور کرنا اور مخالفین کو سزا دینا ہمارا مقصد و مُدعا ہوگا، اور نیکنامی کا نقارہ کشتریوں کو لڑنے کے لئے بلانے کو زور شور سے بجیگا (دیبی سنوہار انکلم

١٥١ **یوگ کے محاورہ میں قربانی کا استعمال** ۔ دُنیا میں وُہی عارف ہے، وہی یوگیوں کا پہلا یوگی ہے، وہی بڑی بڑی قربانیوں کا کرنے والا ہے جو وشنو کا مخلص بھگت ہے (شلوک ١١) وِج وِیپار کا چھوڑنا گائے کی قربانی کے برابر ہے (شلوک ١٢) اِندرِیوں کو قابو میں لانا اور دبا رکھنا اشومیدھ کی خیال کو قابو میں لانے سے سوتراُمنی قربانی کا پھل ملتا ہے (شلوک ١٣) جسم کو چھوڑ دینے سے انسان کی قربانی کا ثواب ملتا ہے، اور احساس کے پانچوں جانوروں کو قربان کر دینے اور روحانی اگ میں ہون کرنے سے اور گرُو کی فرمانبرداری سے برہما کا رتبہ حاصل ہو جاتا ہے (شلوک ١٤ سکند پران ۔ ناگر کھنڈ ٦ ۔ ادھیایہ ٢٦٣ صفحہ ٢٩٥) جو لوگ گائے کی قربانی کے منکر ہیں انکو دیکھنا چاہیئے کہ یوگی لوگ بھی اسکے قائل تھے، اور اسکے رواج کی شہادت دیتے ہیں ۔ اور گائے کی قربانی کا ثواب یوگ کے طریقہ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔

١٥١ ایسے ہی بھیشمہ بزرگ لڑائی کی طرف اشارہ کرکے یُدھشٹھر سے کہتے ہیں :۔ آپ نے لڑائی کی قربانگاہ کی آگ میں راجاؤں کو ہون کیا ۔ (شلوک ٢٨ مہابھارت ۔ انوپروہ ۔ ادھیایہ ١٤٨ صفحہ ١٤٩)

١٥٢ ایسے ہی دُریودھن کہتا ہے :۔ میں اور کرن دونوں قربانی کی نیت باندھینگے، یُدھشٹھر ہمارا ذبیحہ ہوگا، جنگی رتھ قربانگاہ ہوگا، ہماری تلوار ڈوئی کا کام دیگی، اور گتکہ چمچہ کا، ہماری زرہ بکتر ہماری گدی بنے گی ۔ ہماری رتھ کے چار گھوڑے چار قربانی کنندہ برہمنوں کا کام دینگے، اور ہمارے تیر پاکیزہ گھاس کا ۔ شہرت اور نیکنامی ہماری ہَوی ہوگی ۔ (ادیوگ پروہ ۔ ادھیایہ ٥٨ صفحہ ٦٣)

جب کشتری فاتح زندہ تھے اور قربانیاں ہوا کرتی تھیں تب لڑائی کے اکھاڑے میں دشمن کو پچھاڑ کر

١٥١ قربان کئے ہوئے جانور سے مثنا بہت دیا کرتے تھے، اور خود لڑائی کو یدنیہ کہا کرتے تھے ۔ مثلاً جب ارجن اپنے مخالف سؤر کو مار کر اُس کے سامنے آکھڑا ہوا تب اُس کی صورت ایسی ڈراونی دکھائی دیتی تھی جیسی موت کی ۔ اور وہ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ موت کے بھیس میں شیو مہادیو جو یدنیہ میں برہمنوں کے ذبح کئے ہوئے جانور کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے (کرات ارجنیم ۔ سرگ ١٤)

١٥٥ ایسے ہی ارجن کہتے ہیں :۔ پانڈووں کی لڑائی کی بھڑکتی ہوئی قربانی کی آگ میں بطور ہَوی کے جھونکنے کے لئے دُریودھن نے اور بہت سے راجہ لڑنے کے لئے بُلا رکھے ہیں (شلوک ٣ ادیوگ پروہ ادھیایہ ٦٦)

۱۵۶ شیو مہادیو کے حضور میں جانوروں کی قربانی۔ قربانی شروع کی جائے اور پاکیزہ جانور شنکر کے حضور میں ذبح کیئے جائیں۔

گائے یا بیل کا مار ڈالنا یا ذبح کرنا اس کی پاکیزگی کے منافی نہیں

۱۵۷ شری کرشن نے بیل مار ڈالا۔ ایک دفعہ ایک مست بجار نے شری کرشن پر حملہ کیا۔ آپ نے اس کو پچھاڑ پیروں سے دبا بھیگے کپڑے کی طرح نچوڑ، اس کا سینگ اُپاڑ اُسے اُسکے سینگ سے مار ڈالا۔ (بھاگوت پران ۱۰ حصہ دوم۔ ادھیایہ ۳۶ صفحہ ۱۵)

نوٹ۔ بیل کشتری لوگوں کے لئے مُبارک اور متبرک جانور گنا جاتا ہے، بیل کی پیٹھ کو چھو کر کام کو نکلتے تھے، شری کرشن خود اسی پر عمل کرتے تھے، جس کا بیان ان اوراق میں آچکا ہے۔ پوجا کے وقت گائے کا پوجنا اور قربانی کے وقت ذبح کرنا دونوں یکساں ہیں۔ دونوں کام گائے کی عزت افزائی کے لئے کیئے جاتے ہیں۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ یہ بیل معمولی بیل نہ تھا بلکہ متبرک بجار تھا، جو منت میں نذر دیکر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ بیل کے متبرک ہونے نے شری کرشن کو نہ روکا، اور انہوں نے اپنی حفاظت کو مقدم سمجھ کر اس سے مقابلہ کیا اور اُسے مار ڈالا۔ اگر مار ڈالنا بیل کی بے عزتی ہوتی تو شری کرشن اسکو ہرگز نہ مارتے۔ بھگود گیتا کا قول اس کتاب میں نقل کیا جا چکا ہے کہ روشنضمیر کتیا، گائے اور ہاتھی کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ بہر حال یہ ثابت ہے کہ شری کرشن نے بیل کو مار ڈالا۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ برکت کے لئے بیل کی پیٹھ کو چھوا کرتے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قربانی کرنا اور پوجا کرنا دونوں یکساں ہیں۔

ایسے ہی کنڈو رشی کا قصہ ہے۔ ایک دفعہ وہ اعتکاف میں بیٹھا ہوا تھا، اور اس لئے کوئی دنیوی کام کرنا اسکے لئے ممنوع تھا، اتفاقاً اسکے باپ نے حکم دیا کہ گائے ذبح کر! اس نے دھرم کے موافق تعمیل کی۔

۱۵۸ باپ کے حکم کی تعمیل میں کنڈو رشی نے جو دانشمند اور دھرم کے قواعد کا ماہر تھا گائے ذبح کی۔ (شلوک ۲۱۔ راماین۔ ایودھیا کانڈم۔ سرگ ۲۱۔ صفحہ ۱۷۳)

۱۵۹ راجہ سوہوتر کی قربانیاں۔ ایک ہزار اشومیدھ اور سو راجسو یہ قربانیاں کیں اور بہت دولت لٹائی۔ (مہابھارت۔ درونہ پروہ۔ ادھیایہ ۵۶ صفحہ ۸۴)

قربانی لازمی ہے

ایک دفعہ یدھشٹھر نے بھیشم بزرگ سے شکایت کی کہ قربانی کرنے کے معاوضہ میں برہمنوں کو دکشنیہ (نذرانہ) دینے کا ویدمیں کیوں حکم ہے، اتنا دو، اتنا دو، یہ دو وہ دو

ایسے الفاظ تو دھرم اودھرم کے لئے مجھے معلوم نہیں ہوتے، یہ تو ایک مصیبت کا سا حکم ہے۔ ججمان (قربانی کرنے والا) کی استطاعت کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا گیا۔ اگر کوئی عقیدتمند قربانی کرے اور برہمنوں کو پورا معاوضہ یا نذرانہ (دکشینہ) نہ دے تو قربانی بیکار ہو جاتی ہے، اور عقیدتمندی رائگان چلی جاتی ہے۔ فرمائیے کہ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے۔ بھیشمہ بزرگ نے جواب دیا کہ:-

۱۶۰ خبردار ویدوں کی تحقیر نہ کرنا، غلط بیانی یا زورآوری سے کبھی سرخروئی اور بزرگی حاصل نہیں ہوتی۔ دکشینہ (نذرانہ) یدنیہ کا لازمی جزو ہے، اور نذرانہ دینے سے خود ویدوں کی عظمت ثابت ہوتی ہے، بغیر دکشینہ دئے قربانی مکمل نہیں ہوتی۔ جسکے پاس اور کچھ دینے کو نہو، صرف برتن بھر ستو کا نذرانہ کافی ہے۔ اس حکم میں ججمان کی استطاعت کا پورا لحاظ مدنظر رکھا گیا ہے۔

۱۶۱ راجہ شویتکی رات دن طرح طرح کی قربانیوں میں لگا رہتا تھا، یہانتک کہ قربانی کرنیوالے برہمن تھک گئے اور کہنے لگے۔ ۱۶۲ حضور تو رات دن قربانیاں کئے چلے جاتے ہیں، ہم لوگ تو جانور کاٹتے کاٹتے اور نذرانہ دیتے دیتے تھک گئے (شلوک ۴۲ مہابھارت، آدی پروہ۔ ادھیایہ ۲۲۳)

نوٹ:- دھرم کے پابند اور ایماندار بندے ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے کہ شویتکی راجہ، اسوجہ سے آجتک اس کا نام زندہ ہے۔ مردہ دل لوگ دھوبی کے کتے "نہ گھر کے نہ گھاٹ کے" صرف الفاظ کے معنے بگاڑنے اور ویدک حکموں کے نہ ماننے کو دھرم کہتے ہیں۔

اشومیدھ۔ گھوڑے کی قربانی

اوپر قربانی کے جانوروں کی تفصیل میں گھوڑے کا نام آچکا ہے۔ گھوڑا قدیم زمانہ سے فاتحوں کا عزیز دوست اور مددگار گنا جاتا ہے، اور بوجہ شرافت کے اور کارآمد ہونے کے جیسے گائے کی پوجا کشتری لوگ کرتے تھے ویسے ہی گھوڑے کی بھی۔ پرمیشور کے حضور میں نذرانہ دینے کے لئے لوگوں نے جیسے گائے کو منتخب کیا ویسے ہی گھوڑے کو۔ جنگی لوگوں کے لئے تو گائے سے زیادہ محسن گھوڑا ہے، اس لئے کشتری لڑائی پیشہ والے گھوڑے کی قربانی بڑی دھوم دھام سے کیا کرتے تھے۔ گویا گھوڑے کے احسان کا شکریہ ادا کرنے اور اس کے حیوانی مرتبہ کو بڑھا کر اُس کو روحانی مرتبہ کا مستحق بنا دینے کی کوشش کیا کرتے تھے، اور اس مدعا کے حاصل کرنیکے لئے لڑتے مرتے تھے اور کروڑ ہا روپیہ خرچ کر کے اپنے محسن جانور کو پرمیشور کے حضور میں بطور نذرانہ پیش کر کے بہشت کا مستحق بنا دیتے تھے۔ جو لوگ قربانی کو ہنسا (ایذارسانی) کہتے ہیں، وہ اس

امر کی طرف التفات نہیں کرتے۔ قربانی کنندہ کا مطلب جانور کے مار ڈالنے کا نہ تھا بلکہ جانور کو ازلی پرمیشور کے حضور میں پیش کر کے، ازلی زندگی کا مستحق بنا دینا مدنظر رہا کرتا تھا۔ اسی اصول پر قربانیوں کی بُنیاد تھی۔ قربانی کے مخالف جانور کے مارے جانے ہی کو دیکھتے ہیں اور اس لئے قربانی کو ہِنسا کہتے ہیں۔ مگر جو روحانیت کی طرف ملتفت رہتے ہیں، وہ جسمانی موت کی طرف نہیں دیکھتے، بلکہ رُوحانی ترقی اُن کے پیش نظر رہتی ہے۔ اگر یہ خیال باعث ہو تو کیسے وید پرست شفیق گائے کو اور کشتری اپنے محسن گھوڑے کو بیجان کرنے کے لئے تیار و مستعد ہو۔ قربانی پرمیشور کے حضور میں خلوص ظاہر کرنے کے لئے خود پرمیشور کے حکم سے کی جاتی تھی۔ یہ قربانیاں مختلف نیتوں سے کی جاتی تھیں۔ کبھی حصول اولاد کے لئے جیسے راجہ دشرتھ نے کی۔ کبھی گناہوں کی معافی کیلئے جیسے یدھشٹھر نے کی۔ کبھی سلطنت کی کامیابی کے شکریہ میں جیسے رام مہاراج وغیرہ نے کی۔ اِس تذکرہ میں چند مثالوں کا درج کرنا خالی از فائدہ نہیں جن سے بہت سے قومی حالات معلوم ہوتے ہیں۔

یدھشٹھر نے جو (اشو میدھ) گھوڑے کی قربانی کی، وہ پانڈووں کی لڑائی کے بعد ہی قرار پائی تھی اُسوقت یدھشٹھر کا خزانہ خراب اور خالی تھا، اور قربانی کا خرچ نکلنا مشکل تھا۔ ایسے آڑے وقت ویاس مہاراج نے مدد کی اور بتایا کہ ہمالیہ پہاڑ پر فلاں جگہ قدیم زمانہ سے بے انتہا دولت گڑی پڑی ہے جو مرت راجہ کی قربانی کے خرچ کا بقیہ ہے۔ جاؤ اُسے لے آؤ اور اس قربانی میں خرچ کرو۔ حسب ہدایت یدھشٹھر وہاں پہنچے اور بے انتہا مال و دولت اور طلائی ظروف وہاں سے لاد لائے۔ مثلاً سونے کی دیگیں، گھڑے، تھالیں، کڑاہے اور اور برتن اور سُنہری ستون اور میخیں قربانی کے جانور باندھنے کے لئے۔ ان میں سے کوئی سی شے ایسی نہ تھی جو مرصع نہ ہو۔ (شلوک ۲۰-۲۱)

۱۶۳ یدھشٹھر کی اشو میدھ میں جانوروں کی تفصیل:۔ جہاں راجاؤں نے یدھشٹھر کی تیار کی ہوئی قربانگاہ میں دشتی اور آبی سب قسم کے جانور لگائے، بھینس، گھوڑے، بڈھی عورتیں، پانی کے جانور، ہوائی جانور، درندے، جیر سے پیدا ہوئے ہوئے، انڈے والے، پسینہ سے پیدا ہوئے ہوئے، زمین میں سے پھوٹ نکلنے والے، پہاڑی جانور ہر قسم کے مہیا دیکھے، اور دیکھتے دیکھتے تھک گئے اور حیران رہگئے (شلوک ۳۵۔ اشو میدھ پروہ - ادھیایہ ۸۵ - صفحہ ۵۹)

قربانی کے گھوڑے کو سال بھر پہلے جنگل میں آزاد چھوڑ دیتے تھے، اور زبردست محافظ اُس کی نگرانی رکھتے تھے، اور تمام علاقوں میں جہاں جہاں سے وہ گھوڑا گذرتا تھا شہرت ہوتی تھی، اور

راجہ لوگ معہ نذرانہ کے مہاراجہ کے جشن میں آ شریک ہوئے تھے یا نذرانہ بھیجتے تھے یا بصورت مخالفت لڑتے تھے، اور ہار کر نذرانہ دیتے تھے وغیرہ۔ یُدھشٹھر کے گھوڑے کے نگران مشہور بہادر ارجن تھے جب وہ مخالفین اور سرکشوں کو مغلوب کر کے اور قربانی کے جشن میں شرکت کی دعوت دیکر گھوڑے کو تمام علاقوں میں گھما لائے، تب بڑا جشن شروع ہوا۔ اور مذکورہ بالا جانوروں کو شاستر کے حکم کے مطابق پاکباز برہمنوں نے دیوتاؤں کے نذرانہ میں علیحدہ علیحدہ ذبح کیا، اور آگ میں ہَوَن کرنے کے ذریعہ سے دیوتاؤں کے حصّے تقسیم کئے۔ (اشومیدھ پروہ۔ ادھیایہ ۸۸ صفحہ ۶)

۱۶۴ گھوڑے کی اس قربانی میں ستون سے بندھے ہوئے جانور تین سو تھے (شلوک ۳۵۔ ایضاً)

۱۶۵ پاکباز برہمنوں نے اور جانوروں کو شاستر کے حکم کے مطابق ذبح کر کے اور آگ میں نذرانہ ڈال کر اصیل گھوڑے کو ذبح کیا (شلوک ۱) اور شاستر کے اصول کے مطابق اس کو چیرا پھاڑا اور کاٹ چھانٹ کر پکایا اور دروپدی رانی اور یُدھشٹھر راجہ کو اس کے برابر بٹھایا۔ (شلوک ۲) اور یُدھشٹھر اور اسکے بھائیوں نے وہ گناہوں سے پاک وصاف کرنے والی گھوڑے کی پکائی ہوئی چربی اور گودہ وغیرہ کی بھاپ سونگھی (شلوک ۴۔ ۵) اور اس کو سونگھ کر یدھشٹھر اور اس کے بھائی سب گناہوں سے پاک ہو گئے، اور بہشت کے مستحق ہو کر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ (شلوک ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۳۔ ۲۳۔ اشومیدھ پروہ۔ ادھیایہ ۸۹ صفحہ ۶)

نوٹ۔ قربانی کی بدولت جب یُدھشٹھر جیسے بداعتقاد شخص کو مسرّت ہوئی، اور بہشت نصیب ہونے کی برکت ملی تو ظاہر ہے کہ معتقد کشتریوں کے دل میں کتنا کچھ شوق قربانی کرنے کا موقعہ پانے کے لئے فتوحات حاصل کرنے کا پیدا ہوتا ہوگا، اور کیسی مستعدی کے ساتھ وہ لڑائی جیتنے کے لئے محنتیں کرتے ہوں گے۔ لیکن یوگ کی نامراد اور ناامید تعلیم نے کشتریوں کے دل کی اُمنگوں کو مٹا دیا، اُمید کو کھو دیا، اور رُوح والے انسان کو مٹی کا بیجان پُتلا بنا دیا۔ بے اختیار ہونے اور قدرت کی بڑی نعمت جذبات دل کو کھو دینے اور کٹھپتلے کی طرح خدا کے حکم سے ہاتھ، پیر ہلانے کو کون روحانیت کہہ سکتا ہے۔ آیندہ نوٹ پڑھئے اور وید اور یوگ کی باہمی لڑائی کا نظارہ دیکھئے

نوٹ۔ جنمے جیا راجہ نے اپنے گُرو سے کہا کہ میرے پردادا یُدھشٹھر راجہ نے جب اشومیدھ کی، تب اگر کوئی عجیب اور اچنبھے کی بات ہوئی ہو تو ضرور مجھے سُنائیے (دیکھئے ہندوستانیوں کی عجائب پرستی)۔ راجہ جنمے جیا کو ویدک قربانی کا سیدھا سچا بیان نہ بھایا۔ کیونکہ اس میں کوئی

انوکھی بات نہیں سُنائی دی، اِسلئے عجائب پرست دِل کو اطمینان حاصل نہ ہوا۔ خلاف عقل و شرع و دھرم جب تک کوئی واقعہ نہو تب تک مُریدکا دل مطمئن نہیں ہوتا، اصلی واقعہ سے متاثر نہیں ہوتا۔ عقل اور روزمرہ عادت کے خلاف واقعہ سے ہی انکے دل میں گرمی پیدا ہوتی ہے، اور عقیدہ جمتا ہے۔ اس لئے ویشم پاین برہمن نے یوگ کے خیالات کو راجہ کے دل میں جمانے کیلئے اور ویدک عقیدہ سے برطرف کرنے کے لیئے یہ عجیب قصہ راجہ کو سُنایا۔ جب حضور کے پرداد راجہ یدھشٹھر قربانی ختم کر چکے اور مہمان راجہ لوگ اپنے اپنے ملکوں کو جانے کے لئے تیار ہوئے اور برہمن دولت و مال سے بہرہ مند ہوکر شادان و فرحان رخصت ہونے کو تھے اُس وقت وہاں نیلی آنکھوں اور سُنہری کوکھوں والا ایک نیولا ایسا کڑک کے بولا جیسے بجلی۔ اور اپنی کڑک سے اس نے چوپاؤں اور پرندوں تک کو ڈرا دیا اور پھر انسان کی زبان بولنے لگا اور کہا کہ:۔ اے راجاؤ یہ قربانی جو تم نے کی تم اس کو عجائبات میں سے شمار کرتے ہوگے۔ مگر سچ پوچھو تو یہ مٹھی بھر ستو دیدینے کے ثواب کے برابر بھی نہیں (شلوک ۱۷) یہ سُنکر بولائے ہوئے برہمنوں نے اس سے پوچھا کہ ایسی بڑی قربانی جو وید کے حکم کی تعمیل میں کی گئی ہے کیسے بیکار ہو سکتی ہے۔ نیول نے ایک مثال دیکر یوگ دھرم یوں بیان کیا کہ دولت و مال انسان کے لئے اچھا نہیں، اور مقام برہما تین گنوں (یعنی دھرم اور دنیوی متول و سامان عیش و عشرت جو وید کے ذریعہ سے حاصل ہوتے ہیں) سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اُنسے اوپر کا درجہ ہے۔ ویدک قربانی کا اثر ان تین گنوں سے آگے نہیں بڑھ سکتا برہما کے مقام تک قربانی کرنے والے کو نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ انسان گنوں میں پڑکر دولت و متول خورونوش میں مشغول ہوکر روحانیت کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ دیکھو اپنی وسعت کے موافق دان دیکر آدمی بہشت میں جا پہنچتے ہیں، یہی دان بڑا یوگ دھرم ہے، اور جانوروں پر مہربانی۔

(شلوک ۳۲ - ۳۳ - اشومیدھ پروہ - ادھیایہ ۹۱ صفہ ۶۳)

دیکھو یوگ نے ویدک قربانی کی کامیابی دیکھ کر ایسی چوٹ کی کہ بہت سے پڑھنے اور سُننے والے وید سے ناراض ہوکر یوگ کے معتقد ہو گئے۔

راجہ جنمے جیا کا اشومیدھ۔ راجہ جنمے جیا نے اشومیدھ بڑی دھوم دھام سے کی۔ اولاد کے لئے قربانی کی رسم کا ایک حصّہ یہ بھی تھا کہ کٹے گھوڑے کے پچھلے دھڑ کو بڑی رانی کے جسم سے ملا کر لٹا دیتے تھے۔ یہانتک کہ گھوڑے کا کچھ جسم رانی کے جسم میں داخل کر دیتے تھے۔

جب گھوڑے کے ساتھ رانی کے لیٹنے کا وقت آیا تو اندر دیوتا اس حسد سے کہ جنمے جیا کئی سو قربانیاں
کر چکا ہے، اور اندر کے درجہ کا مستحق ہوا چاہتا ہے اُس کی خوشی کو رنج سے بدل دینے اور اعلیٰ درجہ
سے اسے محروم کر دینے کی نیت سے قربانی میں آموجود ہوئے، اور جنمے جیا کی رانی کو وہاں دیکھ کر
۱۶۸ مفتوں ہو گئے۔ اور کٹے گھوڑے کے جسم میں حلول کر کے رانی سے مخلوط ہو گئے۔ (شلوک ۱۳)
راجہ کو یہ حال معلوم ہو گیا، بہت ناراض ہوا، اور قربانی کنندہ برہمن پر خفا ہوا۔ اور کہا کہ یہ تم
لوگوں ہی کی نالائقی ہے۔ تم نے قربانی کی رسومات اچھی طرح ادا نہیں کیں، اور اس خامی کی
وجہ سے اندر کو آگھسنے کا موقعہ مل گیا۔ اور جس سے میری محنت برباد ہو گئی، اِس رانی کو بھی نکال دو
میں ایسی بی بی کو اپنے محل میں نہیں رکھسکتا جس نے میری عزت خاک میں ملا دی۔ بھلا کسی دوسرے
کا پہنا ہوا باسی ہار مجھ جیسا آدمی کیسے پہنے۔ بھلا خاوند کیسے ایسی بیوی کے ساتھ رہ سکتا ہے جسکو
کسی اور نے ملا دلا ہو، کتے کی چاٹی ہوئی ہوئی کو کوئی کھانا پسند نہیں کرتا (شلوک ۲۱-۲۲-۲۳)
راجہ جنمے جیا کو غصے میں دیکھ کر وشواوسو نام گندھروہ راجہ اُسے نصیحت کی اور سمجھایا کہ آپ کی
تین سو قربانیاں کامیاب دیکھ کر اندر کو اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں آپ اُس کا درجہ نہ چھین لیں، اِس لئے
اس نے یہ حرکت کی، اس میں رانی کا کیا قصور ہے۔ نصیحت کی باتیں سُنکر راجہ جنمے جیا کا غصہ
جاتا رہا۔ (ہری ونش پران۔ بھوشیہ پروہ۔ ادھیایہ ۵)
۱۶۹ شونکہ برہمن نے راجہ جنمے جیا کے لئے اشومیدھ قربانی کی (شانتی پروہ۔ آ۔ ادھیایہ ۱۵۲)
۱۷۰ نوٹ۔ جب راجہ دشرتھ نے اولاد کے لئے اشومیدھ کی تو برہمنوں کو سخت ہدایت کی کہ میری یہ
قربانی ایسی خبرداری سے کرنی چاہئے جس میں خرابی ڈالنے کا کسی کو موقع نہ ملے (شلوک ۲۔ سرگ ۱۳ رامائن)
۱۷۱ راجہ دشرتھ کی اشومیدھ میں۔ ہر ایک دیوتا کے لئے اُس کا خاص جانور مہیا کیا گیا تھا، وہاں
سانپ، اژدہا، تمام پرندجن کا شاستر میں حکم ہے، اور پانی کے جانور موافق حکم شاستر رشیوں نے
جمع کئے۔ وہ تین سو جانور تھے جو ستونوں سے بندھے، اور اس عجیب بیش قیمت گھوڑے کے ساتھ
تھے۔ (شلوک ۳۲) پہلے رانی کوسلیا (والدہ رام مہاراج) نے بہ مسرت تمام اس گھوڑے پر تلوار سے
۱۷۲ تین گھاؤ کئے، اور اس کو حلال کر ڈالا (شلوک ۳۳) تب دلکو قابو میں کر کے کوسلیا دھرم کے
احکام بجالانے کے لئے رات بھر گھوڑے کے ساتھ رہی، اور ہوتا، ادھوریو، اُدگاتا نے رانی کو
گھوڑے کے دھڑ کے ساتھ خوب چسپاں کر دیا (شلوک ۳۵ سرگ ۱۴ بالکانڈم۔ رامائن صفحہ ۳۵)

نوٹ - والمیکی نے گول الفاظ میں لکھا ہی کہ رانی کو گھوڑے کے جسم کے ساتھ چسپاں کر دیا۔ مفصل نہیں لکھا - شرح نویس نے بھی اس کو ویسے ہی چھوڑا - ہم نے اپنے اُستاد سے پوچھا کہ چسپاں کرنے کے پورے معنی معلوم ہونے چاہئیں - ستپتہ پتھ برہمن یجوروید میں گھوڑے کی قربانی کی رسم اور اُس کی ترتیب مفصل موجود ہے جس کا مختصر ترجمہ حسب ذیل ہے :- ازیادہ احتیاط کی غرض سے ہم نے پروفیسر میکسملر کے تالیف کردہ ترجمہ سے یہ انتخاب کیا)

بڑی ملکہ کو گھوڑے کے ساتھ سُلاتے ہیں، اور اس پر چادر ڈالتے ہیں، اور اُس وقت کہتے ہیں "دم بہشت میں گھسے رہو، قربانی کی جگہ ہی بہشت ہے" تب بڑی رانی کہتی ہے "خدا کرے یہ زبردست فحل جو گیابھن کرتا ہے اب تخم ریزی کرے، جس سے ہمارا اتصال بائمر ہو (شتہ پتھ برہمن - ۱۳ کانڈم - ۵ ادھیایہ برہمن ۲) (میکسملر جلد XLIV آکسفورڈ - کلیرنڈی پریس ۱۹۰۰) اس ترجمہ میں ایک فقرہ درج نہیں کیا گیا - کیونکہ اس سے رانی کی پردہ دری متصور ہی جو ہمارا شعار نہیں

مروتہ راجہ نے سو اشومیدھ قربانیاں کیں اور انگیرا نام مشہور و معروف قدیم برہمن نے یہ کام

۱۷۳ قربانی کا انجام دیا - مہابھارت میں مجملاً یوں مذکور ہے :- مروتہ راجہ نے سو قربانیاں گھوڑوں کی کیں اور انگیرا بزرگ نے قربانی کا کام انجام دیا (شلوک ۲۲ - اشومیدھ پروہ - ادھیایہ ۴) اس بزرگوار راجہ نے بے انتہا دولت خرچ کی تھی، اور باقی ماندہ آیندہ موقعہ کے لئے وہیں دفن کر دی تھی - یہی دولت اور یہی طلائی سامان یدھشٹھر نکال لائے اور اس سے اشومیدھ کی، جس کا تذکرہ اُوپر آچکا ہے -

اندر دو نیمنہ راجہ کی اشومیدھ - مہاراجہ اندر دو نیمنہ کا دارالخلافہ اجین میں تھا - اس نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کاریگر اور ہنرمند اور دوکاندار تجارت پیشہ اپنے ساتھ لئے اور جنوبی ہند کا دورہ کیا - اور وہاں وشنو شری کرشن کے ایک عالیشان مندر بنانے کی بنیاد ڈالی، اور کئی ماتحت راجاؤں کو مقرر کیا کہ پہاڑوں سے سلیں کاٹ کاٹ لوا لائیں - اور سب راجہ لوگ جواہرات اور اور سامان اور تحفے اور نقد لیکر سلام کو حاضر ہوئے - ایسی کامیابی کے وقت اس نے اشومیدھ کا سامان مہیا کیا جس کا بیان برہما پران مطبوعہ بمبئی ونکٹیشور چھاپہ خانہ ادھیایہ ۴۵ میں یوں ہے :- قربانی کے جانوروں کے باندھنے کے لئے ستون شاستر کے حکم کی مطابق تیار کئے ۱۷۴ ہوئے اور سونے سے مڑھے ہوئے جابجا گڑے ہوئے تھے - (شلوک ۵۹)

دشتی وصحرائی جانور، پانی کے جانور، اور پرندے ہر قسم کے وہاں جمع تھے، جن کو سب راجاؤں نے دیکھا۔ (شلوک ۵۴) اور گائیں، بھینسیں، بوڑھی عورتیں، آبی جانور، درندے، اور پرندے سب وہاں دیکھے (شلوک ۵۶) جیر سے پیدا ہوئے ہوئے، انڈے سے نکلے ہوئے، پسینہ سے پیدا ہوے ہوئے، زمین میں پھوٹ نکلے ہوئے، پہاڑی ناج اور حیوانات بھی انہوں نے وہاں دیکھے (شلوک ۵۷) ایسی سامان سے پُر اور دھوم دھام سے مہیا کی ہوئی قربانی جس میں جانور اور غلہ اور کھانے پینے کی نعمتیں ہر طرح کی موجود تھیں مہمان راجہ لوگ دیکھ کر متحیر تھے۔ انھیں راجہ اندر دوئیمنہ کی ایسی شہرت اور نیکنامی ہوئی کہ جیمینی نام منی سکندپران

۱۷۵ وئی کھنڈ ۲۔ ادھیایہ ۲۲ صفہ ۸۷ میں اس کو یاد کر کے کہتے ہیں ۔ بھلا بتاؤ تو اندر دوئیمنہ جیسے بزرگ منش اور کونسے راجہ ہو گذرے ہیں جنھوں نے سارے ملک پر راج کیا، جنھوں نے اپنے سب دشمنوں کو زیر کیا ہو (شلوک ۵۲) جنھوں نے دولت کے انبار اور ذخیرے جمع کئے ہوں اور جنھوں نے اس سے اندریا وشنو کے حضور میں گھوڑے کی ہزار قربانیاں کی ہوں" راجہ اندر دوئیمنہ جیسی کامیابی نہ کبھی کسی کو ہوئی اور نہ آیندہ ہوگی، میں نے تو نہ کبھی دیکھی نہ سنی نہ کسی سے سُنا کہ کسی اور نے ہزار قربانیاں گھوڑے کی کی ہوں۔ (شلوک ۵۳) راجہ اندر دوئیمنہ کا دربار ایسا عالیشان تھا جیسا کہ خود برہما کا بہشت۔ اس کی عملداری میں تینوں ویدوں پر پُورا عمل تھا، اور دھرم کے چاروں پیر سالم تھے۔

برہما کی اشومیدھ۔ شنکھ نام اسور (شیومہادیو کے پجاری جو وشنو کے معتقد نہ تھے، اسور کہلاتے تھے) کو مار کے وشنو بدری بن میں آئے اور وہاں سب رشیوں کو بُلا کر کہا کہ جاؤ اب وید پر قبضہ کرو۔ جہاں ملے سمندر میں تلاش کرو، اور لے آؤ، دشمن کو ہم نے مار ڈالا رشی لوگ گئے اور وید لے آئے۔ اور وشنو اور برہما کے حضور میں عرض کیا۔

۱۷۶ مکمل ویدوں کو پھر پا کر برہما بہت مسرور ہوئے، اور اس شکرانہ میں اشومیدھ کی (ش ۳۴ ۴۴۔ سکندپران۔ وئی کھنڈ ۲۔ کارتک۔ ادھیایہ ۱۳ صفہ ۱۶۷)

۱۷۷ وسودیو (شری کرشن کے والد) کی اشومیدھ۔ برہمہ دت برہمن نے وسودیو کی اشومیدھ کی (شلوک ۲۔ ادھیایہ ۸۳ صفہ ۲۱۹ ہری ونش پران۔ وشنو پروہ)

۱۷۸ اشومیدھ کی فضیلت۔ برہما فرماتے ہیں۔ مہادیو شنکر کے سوائے اور کوئی دستگیر نہیں

اور مہادیو کے خوش کرنے کے لئے اشومیدھ سے بڑھکر اور کوئی عبادت نہیں (راماین اُتر کانڈم سرگ ۹۰)

۱۷۹ اور شری رام مہاراج فرماتے ہیں :- اشومیدھ ایسی زبردست قربانی ہے کہ اسکے وسیلہ سے الا راجہ جو پاروتی دیوی کی بددُعا سے چھ مہینے عورت اور چھ مہینے مرد رہتا تھا اور عورت ہونے کی حالت میں اس کے ایک بچہ بھی پیدا ہو چکا تھا (چاندر کے بیٹے بدھ کے نطفہ سے) پھر اشومیدھ کی برکت سے مستقل مرد ہو گیا اِس لئے مجھے بھی غم غلط کرنے کے لئے اشومیدھ کرنی چاہیئے۔ (اتر کانڈم سرگ ۹۰۔ راماین)

۱۸۰ **اشومیدھ کی عظمت**۔ پرمیشور نارائن وشنو کے حضور میں گھوڑے کی قربانی کرکے گناہ کا سب خوف وخطر جاتا رہے گا۔ (بھاگوت پران نمبر ۴۔ ادھیایہ ۷، صفحہ ۱۱)

جب اندر دیوتا نے ورتر کو مار ڈالا تب برہما ہتیا کا جُرم اُسکے ذمہ عائد ہوا جس کی سزا میں اُسکا دیوتاؤں کا دیوتا ہونے کا اعلیٰ درجہ سلب ہو گیا۔ اور وہ تمام برکتوں سے محروم رہ گیا۔ اُس کے جرم کی

۱۸۱ معافی کے لئے وشنو کے حضور میں اپیل کی گئی۔ تب وشنو نے یوں جواب دیا کہ :- اندرا میرے حضور میں پاک اشومیدھ کرکے گناہ سے پاک ہو جائیگا، اور پھر اپنے اعلیٰ درجہ پر برقرار (مہابھارت ادیوگ پروہ۔ ادھیایہ ۱۳۔ صفحہ شلوک ۱۴۔ ۱۵)

۱۸۲ **نارائن شری کرشن اشومیدھ کی تعریف کرتے ہیں**۔ وید کے علماء و فضلا اشومیدھ کو سب قربانیوں سے اعلیٰ اور بامراد کرنے والی قربانی تصور کرتے ہیں (شلوک ۴) سب گناہ اس سے دُھل جاتے ہیں، اس کو آگ جیسی پاک اور مطہر سمجھو (شلوک ۶) ہری ونش پران بھوشیہ پروہ ادھیایہ ۱۷

۱۸۳ **شری کرشن کی رائے**۔ کشتریوں کو ہمیشہ قربانی کرنی چاہیئے۔ یوگی لوگ کام کرنے کے ذریعہ سے نجات حاصل کرنے کو کہتے ہیں، سنیاسی لوگ کام کرنے کو ترک کرکے نجات حاصل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مگر کشتریوں کی راہ نجات ہمیشہ وید کی تلاوت اشومیدھ اور راجسویہ قربانیاں کرنے میں ہے (شلوک ۱۸۔ ادیوگ پروہ۔ ادھیایہ ۲۸ صفحہ ۱۸)

۱۸۴ **اشومیدھ راجہ امبریشہ**۔ مہاراجہ امبریشہ نے مجسم قربانی پرمیشور کے حضور میں بہت سی اشومیدھ قربانیاں کیں۔ (بھاگوت پران ۹۔ ادھیایہ ۴ صفحہ ۴)

۱۸۵ **رام مہاراجہ کی اشومیدھ**۔ رام مہاراج نے متواتر اشومیدھ اور واجپیہ قربانیاں کیں جن میں بہت دولت خرچ کی۔ ان کے علاوہ اگنشٹومہ قربانی کی، اور گوسوہ (گائے کی قربانیاں) کیں، اور ان کے علاوہ اور اور اقسام کی قربانیاں کیں (راماین۔ اُتر کانڈم سرگ ۹۹ صفحہ ۱۱۷)

۱۸۶ کشتری بزرگ اشومیدھ کرنے کے آرزومند رہا کرتے تھے۔ بہت سے بیٹوں کی پیدائش کی تمنا کرنی چاہیئے۔ شاید ان میں سے کوئی ایک تو گیا تیرتھ کی پوجا میں جا نکلے، یا اشومیدھ قربانی کرے یا نیلا بجار چھوڑے۔ (شلوک ۲ - ۷۔ سکند پران۔ ناگر کھنڈ ۶۔ ادھیایہ ۴۵)

۱۸۷ راجہ سوہوتر کی اشومیدھ۔ راجہ سوہوتر نے ایک ہزار اشومیدھ اور سو راجسویہ قربانیاں کرکے دلی مراد حاصل کی (شلوک ۱۰ - ۱۱۔ درونہ پروہ۔ ادھیایہ ۵۸ صفحہ ۴۲)

مُرت راجہ کی اشومیدھ۔ مہابھارت۔ اشوپروہ۔ ادھیایہ ۱۰ صفحہ ۹۱ میں مذکور ہے کہ مُرت راجہ سارے ہندوستان کا مہاراجہ ہوگزرا ہے۔ اس نے بڑی دھوم دھام سے قربانی کا اہتمام کیا، اور دیوتاؤں کے گرو برہسپتی کے بھائی سنورتہ نام کو بڑی منت و خوشامد سے اپنا قربانی کنندہ گرو مقرر کیا اس گرو نے خود اندر مہاراج کو مدعو کیا، اگرچہ وہ اس راجہ سے خوش نہ تھے، مگر سنورتہ گرو کی عظمت

۱۸۸ کی وجہ سے انکار نہ کر سکے، اور تشریف لائے۔ راجہ نے اندر مہاراج سے کہا کہ :۔ اے دیوتاؤں کے دیوتا اگر حضور میری اس قربانی سے خرسند ہیں تو بہ نفس نفیس اس کی رسومات کو ادا کریں۔

ویاس مہاراج فرماتے ہیں کہ مُرت راجہ کی درخواست قبول فرما کر اندر مہاراج نے اُس قربانی کا کاروبار اپنے ہاتھ لیا۔ فوراً بہشتی سامان وہاں آموجود ہوا اور بہشتی پریاں ناچنے گانے لگیں۔ تب اندر مہاراج

۱۸۹ نے حکم دیا کہ :۔ وید کے حکم کے مطابق جہان کے مالک خدا کا نذرانہ سُرخ رنگ کا بجار اور نیلا بجار جن کے قضیب حرکت کرتے ہوں (یعنی جو خصی نہوں اور جوان ہوں) ذبح کیئے جائیں۔ فوراً برہمنوں نے تعمیل کی، اور قربانی ہوئی، اور سب دیوتا اپنا اپنا حصّہ لینے آموجود ہوئے۔

۱۹۰ وشنو اشومیدھ کی تعریف میں راجہ بلی سے فرماتے ہیں۔ کہ تو نے اشومیدھ کرکے سب گناہ دھو ڈالے اور اس سے بہشت کا دروازہ تیرے لئے کُھل گیا۔ وید کے ماہر علماء اس قربانی کو بہت عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور فی الحقیقت اس سے سب مرادیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ یہ شُرتی (وید معہ حواشی) میں وارد ہے کہ اشومیدھ سب قربانیوں سے اعلیٰ ہے۔ یہ ہوا کی طرح تیز اثر اور فولاد کے چھُرے کی طرح کارگر اور طوفان کی طرح تمام مُرادوں کو سمیٹ لاتی ہے، بہشت اسکی آنکھیں ہیں، یہ بالکل طلائی بڑی قیمتی عادت ہے، دُنیا کی پیدائش کی جڑ ہے (خود وشنو ہے) لوگ اشومیدھ کرکے سب گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ برہمن بزرگ اسکو آگ جیسا پاک تصور کرتے ہیں جیسے کہ خدائی سب عبادتوں میں اعلیٰ ہے ویسے ہی قربانیوں میں اشومیدھ۔ (ہری ونش پران۔ ادھیایہ ۱۷، ٹی پی ۲)

انسان کی قربانی

انسان کی قربانی بہت مشکل اور زیادہ خرچ کی ہے اس لئے اس کی مثالیں کم پائی جاتی ہیں، بڑے بڑے آریا مہاراجہ ہی کر سکتے تھے، اور کبھی موقعہ پاکر غریب معتقد بھی کر ڈالتے تھے۔ اس کا ثواب بھی بڑا گنا جاتا تھا جیسا کہ گائے کی قربانی کا مثلاً مہابھارت۔ انوپروہ۔ ادھیایہ ۱۰۹ صـ۱۲۱ میں مذکور ہے:۔ اساڑھ مہینہ کی بارھویں تاریخ وشنو کی پوجا کا ثواب اتنا ہے جتنا نرمیدھ کا۔

۱۹۱

راجہ ہریشچندر (رام مہاراجہ کے بزرگوں میں سے ہیں) نے منت مانی تھی کہ اگر میرے بیٹا پیدا ہوا تو اس کی قربانی کروں گا۔ لڑکا پیدا ہوا مگر راجہ نے منت پوری نہ کی کیونکہ وہ اکلوتا بیٹا گھر بھر کا اجالا اور لاڈلا تھا۔ راجہ منت ٹالتا رہا، یہانتک کہ لڑکا بڑا ہوگیا۔ اور باپ کی منت کا قصہ سُنکر جان کے خوف سے بھاگ نکلا، اور اپنے عوض میں ایک لڑکا خرید کر بھیجدیا۔

۱۹۲

آخر ہریشچندر نیکنام نے پرشہ میدھ (انسان کی قربانی) کی اور اس کی تکلیف اور درد جو قربانی نہ کرنے کی وجہ سے ہُوا کرتا تھا جاتا رہا۔ اس قربانی میں وشوامتر، جمدگنی، وسشٹھ اور ایلیہ قربانی کے کاروبار کرنے والے پجاری تھے (بھاگوت پران ۹ - ادھیایہ ۷، صـ۹)

برہما پران میں اس مشہور قربانی کا یوں ذکر ہے:۔ برہما پران ادھیایہ ۱۰۴ صـ۲۰۸ سمت ۱۹۶۳ ۔ ہریشچندر راجہ کے اولاد نرینہ نہ تھی، نارد رشی نے اسے ہدایت کی کہ سمندر کے دیوتا ورونہ سے درخواست کرنی چاہیئے۔ راجہ وہاں حاضر ہوا اور عرض معروض کی۔ دیوتا نے فرمایا کہ:۔ میں تجھ کو بیٹا دونگا بشرطیکہ تو اس کو قربان کرنے پر آمادہ ہو۔ راجہ نے منت مانی کہ ضرور اُسے قربان کروں گا۔ جب بچہ پیدا ہوا، دیوتا ورونہ وہاں آئے اور کہا کہ اسے ابھی قربانی میں دو (شلوک ۲۴) راجہ نے جواب دیا کہ جب بچہ دس دن کا ہو جائیگا تب قربان کرونگا، ابھی ناپاک ہے (شلوک ۲۶) دس دن بعد دیوتا پھر آئے اور بچہ کی قربانی چاہی۔ راجہ نے جواب دیا۔ بے دانت والا جانور قربان نہیں کیا جا سکتا (شلوک ۲۸) سات برس بعد جب دانت نکل آئے دیوتا نے تقاضا کیا راجہ نے جواب دیا کہ جب دُودھ کے دانت گر کے پکے دانت نکل آئیں گے تب قربانی ٹھیک ہوگی پکے دانت نکلنے پر دیوتا پھر آموجود ہوئے، اور تقاضا کیا، راجہ نے جواب دیا کہ ابھی یہ ناپاک ہے کیونکہ کشتری بغیر تیراندازی سیکھے پاک نہیں ہوتا۔ جب لڑکے نے سولھویں برس سب ہنر سیکھ لئے تب دیوتا نے پھر تقاضا کیا۔ راجہ قربانی کے لئے تیار ہوا اور لڑکے سے سارا قصہ کہا۔ لڑکے نے

۱۹۳

کہاکہ میں پہلے خود اُس دیوتا کو وشنو کے حضور میں قربان کروں گا مجھے اجازت دیجئے۔ باپ سے اجازت لیکر لڑکا دیوتا کے دربار کو روانہ ہوا، اور گومتی تیرتھ پر پہنچا۔ جب دیوتا نے یہ قصہ سُنا تو ناراض ہوگئے اور راجہ کو استسقا کے مرض میں مبتلا کردیا۔ لڑکے نے جب یہ خبر پائی تو سمجھا کہ میری بدولت میرے باپ کو یہ بیماری ہوئی۔ اسی عرصہ میں اس نے تیرتھ کے کنارے ایک فاقہ کش برہمن اجی گرت نام کو دیکھا، اور اس سے پوچھا کہ تو کیوں پریشان ہے۔ برہمن نے جواب دیا کہ میں مفلس ہوں اور پانچ کھانے والے ہیں۔ اگر ہم میں سے ایک کو کوئی خرید لے تو اس آمدنی سے زندگی اچھی طرح کٹ جائے۔ راجکمار نے جواب دیا کہ :۔ تجھے یا تیری بی بی کو لیکر میں کیا کروں گا۔ اپنے بیٹوں میں سے ایک کو بیچڈال۔ برہمن نے منجھلے بیٹے شونہ شیپ نام کو بیچڈالنے کی بابت گفتگو کی۔ راجکمار نے کہاکہ مجھے ورونہ دیوتا کے حضور میں قربانی کے لئے ضرورت ہے، مرد کی قربانی بہت ہی اعلیٰ ثواب والی گنی جاتی ہے۔ اگر بیچتے ہو تو دام کہو۔ راجکمار نے قیمت طے کرکے ادا کردی اور اُسکو لیکر باپ کے حضور میں جا حاضر ہوا۔ راجہ نے کہا کہ برہمن جیسے متبرک آدمی کو میں کیسے ذبح کروں۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ہاتف نے آواز دی کہ گومتی گنگا تیرتھ پر جاؤ، وہاں قربانی کرو۔ یہ حکم سُنکر راجہ وشوامتر۔ پروہت وسشٹھ مہاراج اور وام دیو رشی اور اور بزرگ رشیوں سمیت وہاں پہنچا، اور سب بندوبست کرکے لڑکے کو قربانی کے ستون سے باندھا، اور وشوامتر منی نے سب قربانی کے نذرانہ کے حصہ دار دیوتاؤں سے سفارش کی کہ یہ قربانی بغیر ذبح کئے ہوئے قبول کرلی جائے۔ جو دیوتا چربی کا، رونگٹوں کا کھال کا، گوشت کا حصہ لینے آئے ہیں وہ سب بغیر حصہ لئے قربانی قبول کرلیں، اس لڑکے نے بھی مناجات کا ورد کیا اور دیوتاؤں نے گومتی تیرتھ کی برکت سے یہ عظیم الشان قربانی قبول کرلی۔

۱۹۴ **مہابھیروہ دیوتا کی پوجا انسان کے خون سے**۔ آگ میں نذر کیا ہوا برہمن کے سر کا کاسہ ہمارا پیمانہ ہے، اس میں شراب بھر کے پینے سے ہم روزہ کھولتے ہیں، اور مقتول کے بہتے خون کی دھار سے مہابھیروہ کے حضور میں نذرانہ دیتے ہیں۔ (پربودھ چندر اودیم۔ انکہ ۳۔ صفحہ ۱۱۳)

۱۹۵ **دیوتاؤں کی خوراک گوشت**۔ مارکنڈیہ رشی ہدایت کرتے ہیں کہ وردھیکا دیوتا جو انسان کا گوشت کھاتے ہیں، اور اولاد کے خواہشمندوں کو ان کی پوجا کرنی چاہیئے (ون پروہ مہابھارت۔ شلوک ۱۶۔ ادھیایہ ۱۳۱ صفحہ ۱۹۶)

۱۹۶ شیو مہادیو کی پجاری یوگنی دیوتا بھی انسان کے گوشت کی عاشق ہیں۔ چیت مہینہ کی چودھویں تاریخ، شیو مہادیو چتر ایشور تیرتھ کو مع اپنے عوالی و حواشی یوگنیوں کے رات کے وقت تشریف لے جا رہے تھے۔ جب آدھی رات ہونے آئی، تب یوگنیوں کو بھوک لگی اور وہ بار بار پکار پکار کر کہنے لگیں مہا مانسم مہا مانسم (آدمی کا گوشت۔ آدمی کا گوشت) کھانے کو دل چاہتا ہے (شلوک ۶۷۔۶۸۔۶۹ سکند پران۔ ناگر کھنڈ ۶۔ ادھیایہ ۱۴۴ صفحہ ۱۶۱)

۱۹۷ مجرموں کی قربانی۔ یُدھشٹھر نے بھیشمہ بزرگ سے پوچھا کہ کیسے ممکن ہے کہ بغیر سزا دئے راج کا کام چلے، اور سزا دینا تو ہنسا میں داخل ہے، اور ہنسا ممنوع ہے۔ اگر سزا کا خوف نہو تو آدمی آدمی کو مار کھائے۔ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے جس سے ہنسا کا الزام عائد نہو اور سزا بھی پوری ہو جائے (مہابھارت۔ شانتی پروہ۔ ادہیایہ ۲۶۷ صفحہ ۱۴۳) بھیشمہ نے جواب دیا کہ پہلے زمانہ میں ایک راجہ ستیہ وان ہو گزرا ہے، اس نے اپنے والد دیوتسین کے مشورہ سے چند آدمیوں کو قتل کی سزا دی۔ جب مجرموں کو قتل کرنے کے لئے لیجانے لگے، باپ نے بیٹے سے کہا کہ میری جان بڑی مشکل میں ہے، اگر ہنسا نہ کرنا دھرم قرار دیا جائے تو ادھرم کیا ہوگا۔ اگر بدکردار کو قتل نہ کیا جائے تو دُنیا میں بدنظمی پھیل جائے، اور کاروبار نہ چلے۔ بتا تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا کہ:۔

۱۹۸ اگر ان بیگناہوں کو رہا کر دینے کی کوئی صورت نہو تو بہتر ہے کہ کسی مراد کے حاصل کر لینے کی نیت سے ان کی قربانی کر دی جائے۔ گلا کٹتے ہی یہ بہشت میں جا پہنچیں گے اور سزا خود ان کے حق میں مفید ہو گی۔ اور ہمارا فرض بھی ادا ہو جائے گا (شانتی پروہ۔ ادھیایہ ۲۶۷ صفحہ ۱۴۴)

نوٹ۔ ان دنوں قاعدہ قانون یہ تھا کہ مجرم کے رشتہ دار بھی مجرم کے ساتھ سزا پاتے تھے، اسلئے راجہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح بیگناہوں کو موت کی سزا سے بچانا چاہئے۔ اور آخر مشورہ کے بعد یہ مسئلہ یوں طے ہوا کہ ان کی قربانی کر دی جائے جس سے ان کو بہشت نصیب ہو اور عدالت کا فیصلہ بھی پُورا ہو جائے۔

۱۹۹ مشہور راجہ بھاگیرتھ (رام مہاراج کے بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے بھاگیرتھی (گنگا) پہاڑ سے نیچے اُتاری) خود اپنا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔ میں نے آٹھ سرومیدھ (سب کی قربانی) اور سات نرمیدھ (آدمی کی قربانی) کیں۔ (انو پروہ۔ مہابھارت۔ ادہیایہ ۱۰۳)

۲۰۰ نوٹ۔ سرومیدھ میں سب چیزوں کی یکجا قربانی، سب طرح کے جانور، اشیاء اور آدمی ملا کر۔

بعضوں کی رائے ہے کہ سروہ میدھ میں صرف برہمن ہی قربان کیا جاتا تھا۔ کیونکہ برہمن اکیلا بوجہ اپنی ذاتی وقعت کے اور سب مخلوقات کے ہم وزن ہے۔ ایک برہمن کو قربان کرنے سے تمام مخلوقات کی قربانی ہو جاتی تھی۔ یعنی ایک برہمن کی قربانی کا اتنا ثواب جتنا تمام مخلوقات کی قربانی کا (شانتی موکشہ پروہ۔ مہابھارت۔ ادھیایہ ۲۶۷ صفحہ ۱۴۴)

۲۰۱ سومکہ راجہ کی رانی نے بہت سی آرزوؤں کے بعد ایک بچہ جنا۔ ایک دن اتفاقاً ایک چینٹی نے اُسے کاٹا، اور وہ بلبلا اُٹھا اس کو دیکھ کر گھر بھر بے چین ہو گیا۔ راجہ نے مغموم ہو کر اپنے گرو سے کہا کہ ایک بچہ تو رنج کی جڑ ہی ہوا کرتا ہے۔ کاش میری اور رانیوں سے بھی اولاد ہوتی، کوئی ترکیب بتائیے۔ گرو نے یہ ترکیب بتائی کہ:- میں قربانی کا سامان کرتا ہوں، بچہ کو اس میں قربان کیجئے اس قربانی کی برکت سے سو بچے پیدا ہو جائیں گے۔ اور یہ لڑکا پہلے جیسا پھر پیدا ہوگا۔ یہ تجویز سُنکر محل میں کہرام مچ گیا، ہر طرف رانیاں رُونے پیٹنے لگیں، اور بچے کو پکڑ پکڑ اپنی طرف گھسیٹتی تھیں، اور برہمن اپنی طرف آخر راجہ کے حکم سے برہمن نے بچہ کو قربان کیا، اور دستور کے موافق اس کی چربی کا آگ میں ہون کیا، اور چڑھاوا چڑھایا۔ اور سب رانیوں نے اس کی بو سونگھی۔ اور دسویں مہینے سب نے لڑکے جنے اور قربانی شدہ پہلا بچہ بھی ویسا کا ویسا پھر پیدا ہوا (ون پروہ۔ مہابھارت۔ ادہیایہ ۱۲۷ صفحہ ۱۰۴)

نوٹ۔ قدیم آریہ بزرگوں کی خوش اعتقادی کو دیکھئے، اور مراد پوری ہونے کو سوچئے۔ اپنے اکلوتے بچہ کو قربان کر دینے میں راجہ نے ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ دھرم اس کو عزیز تر تھا، اور قربانی کی برکت کیسی کچھ تھی کہ ایک کی جگہ ایک سو ایک بچے پیدا ہو گئے۔ جو لوگ قدیم آریوں کی بزرگی کی بڑائی مارتے ہیں اُن کو ایسی حکایات پڑھ کر ایسا ہی خوش اعتقاد بننا چاہیئے۔ اور اگر ایسی قربانی کو بُرا کہیں تو قدیم آریوں کو ظالم اور خرافات پسند کہیں، اور ایسے بزرگوں کی اولاد ہونے سے شرمائیں۔ تاریخی شہادت کے سامنے زبانی باتیں نہ بنائیں۔

۲۰۲ ایک دفعہ ایک شودر نے اولاد کی آرزو میں بھدر کالی دیوی کے حضور میں ایک مرد کی قربانی کی (بھاگوت پران ۵)

انسان کے گوشت کا ہون

راجہ شتہ تمھ کی تعریف میں ہے کہ اس نے سو برس سے اُوپر اپنے جسم کا گوشت ہون کیا۔ (انو پروہ۔ ادھیایہ ۱۴۔ مہابھارت۔ صفحہ ۱۶)

انسان کے گوشت کا ہَون (برہمن ہَون کرتا ہی)

۲۰۳ ایک برہمن تُشپہ نامی سُورج دیوتا کو اپنے اُوپر مہربان کرنے کے لئے دیوتاؤں وغیرہ کو دعوت دیکر جلتی ہوئی آگ میں شاستر کے موافق اپنے بدن کے گوشت کا نذرانہ ڈالنا شروع کیا اور رسومات پُوری کرتے کرتے جب وہ برہمن اپنے آپ کو آگ میں جھونکنے لگا اُسی وقت سُورج دیوتا نے وہاں آکر اُسے اپنے ہاتھوں سے سنبھالا اور کہا کہ اے برہمن زیادہ تہور نہ کر تو نے ایسا مخلصانہ نذرانہ دیا کہ جس کی مثالیں کمیاب ہیں، تیری مراد منظور ہے مانگ کیا مانگتا ہے وغیرہ (سکند پران، ناگر کھنڈ ۶ - ادھیایہ ۱۵۷ صفحہ ۱۲۶)

معلوم ہوتا ہی کہ قدیم آریوں میں یہ خیال اور رواج تھا کہ مراد جلد حاصل کرنے کے لئے انسان کے گوشت کا ہَون کیا کرتے تھے، جس کسی کو مشکل آپڑتی تھی وہ اپنی رہائی کے لئے انسان کا گوشت بیچنا اختیار کرتا تھا - چنانچہ مشہور فاضل بھوبھوتی اپنی کتاب "مالتی مادھوم" انکھ ۴

۲۰۴ میں لکھتے ہیں :- جب مادھو عاشق نامرادی سے بہت گھبرایا تو اس نے یوں سوچا کہ افسوس ہے کہ میں مرادوں سے تہیدست پیدا ہوا، اب کیا کروں جس سے جلد کامیاب ہو جاؤں - خوب یاد آیا، مہا مانس (انسان کا گوشت) بیچنے کے سوائے اور کوئی ترکیب کامیابی کی دکھائی نہیں دیتی - (مالتی مادھو انکھ ۴) آخر خوب سوچکر مادھو نے بڑا گوشت بیچنا اختیار کیا چنانچہ انکھ ۵ میں اس کو بڑا گوشت بیچنے والا مادھو کے نام سے یاد کیا ہے، اور مادھو خود بھی اپنی معشوقہ سے کہتا ہے کہ :- میں تیرے رونے کی آواز سُنکر مہا مانس فروش یہاں آنکلا -

(مالتی مادھو انکھ ۵ صفحہ ۱۳۱)

۲۰۵ ایک زمانہ میں ایودھیا کے مہاراجہ امبریشہ (رام مہاراج کے بزرگوں میں سے) نے قربانی شروع کی - اسی اثناء میں ذبیحہ جانور کو اندر مہاراج اڑا لے گئے - قربانی کنندہ برہمن پجاریوں نے خبر دی کہ ذبیحہ چھین لیا گیا - بدعلی کی یہ بڑی سزا آپ کو ملی، یا تو اصل جانور پیدا کیجئے یا اس کے عوض انسان ذبیحہ دیجئے - اور کچھ معاوضہ اُس کا نہیں ہو سکتا - یہ سُنکر راجہ مضطرب ہوا اور گم شدہ جانور کی تلاش کو نکلا، اور لاکھوں اشرفیوں کا انعام دینا قبول کیا اور تلاش کرتے کرتے بھرگو تہنگ پر جا پہنچا - وہاں ایک برہمن کا لڑکا لاکھوں اشرفیاں اور گائیں دیکر خرید لیا - اور خوش خوش گھر کو واپس آئے - راستہ میں اجمیری جھیل کے کنارہ لڑکے کے ماموں وشوامتر منی ریاضت میں مشغول تھے، انکو دیکھ کر لڑکے نے اُنسے اپنا دُکھڑا رویا

اُنہوں نے اسے خوب لاسا دیا، اور ایک اسم اعظم اسے سکھا دیا، اور اسکے پڑھنے کا طریق اور وقت بتا دیا۔ جب راجہ گھر پہنچا تو قربانی کے لئے اس لڑکے کو سُرخ کپڑے پہنائے اور قربانی کے ستون سے باندھا۔ اس لڑکے نے عین وقت پر وہ عمل اسم اعظم کا پڑھا، پڑھتے ہی اثر ہوا۔ اور اندر دیوتا نے اُس پر شفقت کا اظہار کیا، اور اسکو لمبی عمر بخشدی، اور راجہ کی ادھوری قربانی قبول کی (رامائن فی مہابھارت)

۲۰۶ **راون کے سروں کی قربانی** ۔ راون کے دس سر تھے، وہ ایسا وید کا عالم اور عابد تھا کہ اسکے زمانہ میں اُس جیسے کم تھے، اس نے نو ہزار برس عبادت کی اور ہزار سال کے اختتام پر ایک سر قربان کر ڈالتا تھا۔ جب دسویں دفعہ وقت آیا تو اس نے دسواں سر بھی کاٹنا چاہا۔ اُس وقت برہما وہاں تشریف لائے اور اس کی سب مُرادیں پوری کر دیں۔ (رامائن اُتر کانڈم سرگ ۱۰)

۲۰۷ **راجہ شتہ مکھ نے اپنا گوشت ہون کیا** ۔ شتہ مکھ نام ایک شیو مہادیو کا بڑا پجاری تھا اس نے سو برس تک برابر اپنے بدن کا گوشت آگ میں ہون کیا۔ تب شیو مہادیو اس سے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے (شلوک ۸۵) اور اس کی خواہشوں کو قبول فرمایا (مہابھارت انو پروہ ادھیایہ ۱۴ صفحہ ۱۶)

سانپوں کی قربانی

۲۰۸ مہاراجہ جنمے جیا (یدھشٹر کا پڑپوتا) کا باپ پریکشت سانپ کے ڈسنے سے فوت ہوا۔ ان دنوں اُتنکہ برہمن کے باپ کو بھی سانپ نے کاٹا، وہ بھی مر گیا۔ برہمن نے سانپوں سے بدلہ لینے کیلئے جنمے جیا راجہ کو اُکسایا کہ حضور کو اپنے پدر بزرگوار کے خون کا بدلہ سانپوں سے لینا چاہیئے۔ اور جلد سانپوں کی قربانی کرنی چاہیئے، اس کا بندوبست کیجئے۔ چنانچہ راجہ کو طیش آیا اور اس نے سانپوں کی قربانی کا حکم دیا، اور برہمنوں نے منتروں کے زور سے زمین و آسمان کے سانپ پکڑ بلائے اور آگ میں ان کا ہون کیا (مہابھارت، آدی پروہ - ادھیایہ ۳ صفحہ ۳۱)

نوٹ ۔ اِس حکایت سے برہمنوں کی قوت کا اندازہ کرنا چاہیئے۔ سانپ قربانی کے جانوروں میں نامزد نہیں ہے۔ مگر برہمن کا قول دھرم کا حکم گنا جاتا تھا، اسکے رد کرنے کی کسی کو مجال نہ تھی۔ برہمنوں نے قربانی کے کام کو بے رحمی سمجھ کر اس سے پرہیز کیا جیسا کہ ہمنے اوپر ماہیگیر کا قول لکھا ہے کہ ذاتی کام یا پیشہ نہ چھوڑنا چاہیئے۔ مگر برہمن نرم دل والے ہیں انہوں نے قربانی کا کام چھوڑ دیا۔ ماہیگیر بھی برہمنوں پر افسوس کرتا ہے۔ اور بھگود گیتا میں بھی شری کرشن یہی فرماتے ہیں کہ:-

آپنے باپ دادا کے دہرم میں مر کھپ جانا ہی بہتر ہے، غیروں کا دہرم خوفناک ہے۔

۲۰۹ **خصی مینڈھے کی قربانی** ۔ جو کوئی خصی مینڈھا دیوتاؤں کے حضور میں قربان کرتا ہے، دیوتا اُسکے بدلہ میں بہت کچھ نعمتیں بخشدیتے ہیں (رامایں، بالکانڈم سرگ ۴۹ صفہ ۸۶)

۲۱۰ **قربانی کی چند اور مثالیں** ۔ شرعی حکم کے مطابق مخلوقات کے مالک شنکر کے حضور میں جانوروں کی قربانی شروع کر دینی چاہیئے۔ (بھاگوت پران ۱۰ حصہ دوم۔ ادھیایہ ۶۳ صفہ ۵۱)

۲۱۱ اشٹک راجہ کہتا ہے کہ میں نے سیکڑوں پنڈریک قربانیاں، اور گوسو (گائے کی قربانیاں) کی ہیں۔ (انو پروہ۔ ادھیایہ ۱۲۲۔ صفہ ۱)

یدھشٹر اور قربانی شوکہ آچاریہ فخراً یدھشٹر کی قربانیوں کا تذکرہ اس کے پوتے پرکشت راجہ سے کرتے ہیں: ۔ حضور کے دادا یدھشٹر نے اشومیدھ، راجسویہ، گوسوہ وغیرہ قربانیاں بڑی دھوم دھام سے کیں۔ شری کرشن جہان نوازی کی خدمت پر مامور تھے اور اور رشتہ دار اسی طرح مددگار تھے۔ (بھاگوت پران ۱ حصہ دوم ادہیایہ ۷۴، صفہ ۳۶)

۲۱۲

۲۱۳ **شری کرشن وشنو کشتریوں کو ہدایت فرماتے ہیں** ۔ کہ میرے حضور میں قربانیاں کرتے رہو اور رعایا کی نگہداشت رکھو۔

۲۱۴ **رانی دروپدی جلاوطنی** کے زمانہ میں یدھشٹر کو ہمت دلانے کے لئے اس کے سامنے قربانیوں کا تذکرہ کرتی ہیں، اور کہتی ہیں کہ جب آپ راج کی گدی پر تھے تب تو آپ نے پنڈریک، اشومیدھ، راجسویہ، اور گوسوہ (گائے کی قربانیاں) وغیرہ قربانیاں کی تھیں۔ (ون پروہ۔ ادہیایہ ۳۰ صفہ ۲۷ مہابھارت)

ایک دفعہ دانوں اور دیوتاؤں میں خوب لڑائی ہوئی جس میں اندر اور وشنو وغیرہ دیوتاؤں کے ساتھ تھے۔ آخر دانوں کو شکست ہوئی، اور دل شکستہ سوچنے لگے کہ کیسے دیوتاؤں کو ہلاک کریں۔ (شلوک ۲ سکند پران۔ ناگر کھنڈ ۶۔ ادہیایہ ۲۴۵) آخر انہوں نے خوب سوچ بچار کے

۲۱۵ یہ فیصلہ کیا کہ دیوتاؤں کا مارنا اور طرح ممکن نہیں سوائے اسکے کہ بغیر اُن کے دھرم کے بگاڑے ہم دیوتاؤں کو نہیں مار سکتے۔ اس لئے جو دیوتا تپہ کرنے میں مشغول ہوں یا جو یدنیہ کرنے میں لگے ہوں یا کسی اور دھرم کے کام میں مصروف ہوں اُن پر رات کو شب خون کر کے مار ڈالا جائے، اس لئے وہ

۲۱۶ رات کو سمندر میں سے نکل دیوتاؤں پر حملے کرتے اور ان کو مارتے رہے۔ جہاں جہاں قربانی یا

۲۱۷ کوئی عرس دیوتاؤں کا ہوتا وہاں جاکر لوگوں کو مار ڈالتے۔ انہوں نے تمام قربانیوں کی محفلوں کو

برباد کر ڈالا ۔ قربانی کنندہ پجاریوں کو اور اور برہمنوں کو مار ڈالا ہزاروں کو کھا لیا ۔ وشوامتر اور اور عابدوں کے عبادت خانوں میں جاکر بہتوں کو ہضم کیا ۔ آخر اگستی رشی نے دیوتاؤں کی مدد کی ۔ اور سمندر کو پی لیا جس سے زمین خشک ہو گئی اور دیوتاؤں کو دانووں پر حملہ کرنے کا راستہ ملا ۔ اور انہوں نے حملہ کر کے دانووں کو اُجاڑ دیا ۔ (ناگر کھنڈ ۶ ۔ ادھیایہ ۳۵ ۔ سکند پران)

نوٹ ۔ اس حکایت سے بھی ثابت ہے کہ وشنوی معتقد قربانیاں کیا کرتے تھے، اور وشنو خود ان کے مددگار رہتے تھے ۔ اور قربانی کے مخالفین کو ہلاک کر دیا کرتے تھے ۔ بات یہ ہے کہ اب دھرم کا کوئی محافظ نہیں رہا، رام مہاراجہ اور اور بڑے بڑے بزرگ راجہ سب دھرم کے رکھوال تھے اور "دھرم سیابھی رکشیتا" کہلاتے تھے ۔ لوگوں کو عدول کرنے کی مجال نہ تھی، اب وہ قوت جاتی رہی، ہر شخص اپنی مرضی کا مالک ہے، اس سبب سے لوگ قربانی نہیں کرتے ۔

۲۱۸ **راجہ اندر دویمنہ اور قربانی** ۔ قدیم زمانہ میں راجہ اندر دویمنہ برہمنوں کا معتقد اور سب کا نگہبان اور غریب پرور ہو گذرا ہے، جو قربانی کرنے اور خیرات بانٹنے میں بہت مشہور تھا ۔ (اس[۱۶] جتنی بارش کی دھاریں، جتنے آسمان کے تارے، جتنے گنگا کے ریت کے ذرّے اتنی واج پیہ، اشومیدھ، راج سویہ، پونڈریک وغیرہ قربانیاں نہایت اخلاص کے ساتھ اس نے کیں ۔ (شلوک ۲۹ سکند پران ۔ ناگر کھنڈ ۶ ۔ ادھیایہ ۱۷۲ صفحہ ۳۰۶)

جانور حلال کرنے کا تیسرا اور چوتھا موقعہ

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ جانور ذبح کرنے کے لئے چار موقعے مقرر ہیں، جن میں سے دو یعنی مدھوپرک اور قربانی کی کیفیت اور مثالیں لکھی جا چکی ہیں ۔ اب دو یعنی (۳) شرادھ اور (۴) دیوتاؤں کا نذرانہ کی بابت چند سطریں لکھی جاتی ہیں ۔

۲۱۹ **تیسرا موقعہ شرادھ ہے** ۔ شردھا کے معنی اعتقاد کے ہیں، جس عمل کی بنیاد اعتقاد پر ہو اسکے لئے لفظ شرادھ تراشا گیا ۔ خاصکر بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے جو کھانا کھلایا جائے یا جو نذرانہ دیا جائے اسکو شرادھ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں (شلوک ۴۳ ۔ ادھیایہ ۲۱۸)

۲۲۰ **شرادھ کے ساتھ گوشت کا لزوم** ۔ باپ دادا کا ماہواری شرادھ جہاں تک ہو سکے
۲۲۱ گوشت کے ساتھ ہونا چاہئے ۔ (منو ادھیایہ ۳) شرادھ میں طرح طرح کے کھانے اور ترکاریاں، پھل اور مزہ دار گوشت، اور خوشبودار شربت دینے چاہئیں (منو ادھیایہ ۳)

(سکند پران ۔ ناگر کھنڈ)

گائے کا گوشت اور شرادھ - یدھشٹھر نے پوچھا کہ بزرگوں کے شرادھ میں کونسا کھانا ایسا ہے جس کا ثواب جاری رہتا ہے - بھیشم بزرگ نے کھانوں اور گوشتوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ:- گائے کے گوشت کا ثواب دس مہینے رہتا ہے (انوپروہ - ادھیایہ ۸۸ صفحہ ۹۸) لیکن منو کے قانون میں گائے کے گوشت کا ثواب ایک برس کا لکھا ہے - گائے کے گوشت، دودھ اور دودھ کی تیار کی ہوئی چیزوں کا ثواب صرف ایک برس تک رہتا ہے - اور اور گوشتوں کی تفصیل یہ ہے مچھلی دو ماہ، ہرن تین ماہ، مینڈھا چار ماہ، پرند پانچ ماہ، چیتل سات ماہ، اینہ ہرن آٹھ ماہ، رورو ہرن نو ماہ، سور اور بھینس دس ماہ، خرگوش کچھوا گیارہ ماہ - سُرخ بکرا اور جنگلی غلہ کا ثواب جاری رہتا ہے

شرادھ نہ کرنے والے دیوانے ہیں - شرادھ نہ کرنے والے کو قدیم آریا بُرا سمجھتے تھے - چنانچہ مہابھارت میں ویدور بزرگ فرماتے ہیں:- اگر کوئی شرادھ نہ کرے، دیوتاؤں کو نذرانہ نہ دے، اور دوست واحباب پیدا نہ کرے، اس کو عقلا دیوانہ کہیں گے - (اویوگ پروہ - ادھیایہ ۳۳ صفحہ ۲۴)

جینیوں نے قربانی کیسے بند کی

اِس کتاب میں کئی جگہ لکھا گیا ہے کہ یوگ سنیاس اور جینیوں کے اثر سے قربانی بند ہوئی، اُس کی ایک مثال آج (۲۶ فروری ۱۹۲۳ء) ہمنے سکند پران برہمہ کھنڈ ۳ - دہرم ۲ - ادھیایہ ۳۶ صفحہ ۱۵۵ میں دیکھی، اس کو بھی درج کرتے ہیں - جینیوں نے زبردستی قربانی بند کرائی یہ اس سے ثابت ہے، ہم نے قربانی بند ہونیکے متعلق جو نتیجہ نکالا تھا، خدا کا شکر ہے کہ اِس شہادت سے درست ثابت ہوا -

قنوج کے راجہ آم نام نے اپنی لڑکی کُمبھی پال راجہ کو بیاہ دی اور ایک ملک کی حکومت اس کے سُپرد کی - اس نے وہاں پہنچکر حکومت قائم کی اور جینی دھرم کے دیوتا وہاں جائے - سب لوگوں نے وہی دھرم اختیار کر لیا، برہمنوں کی کوئی وقعت باقی نہ رہی - اور اون کی جاگیریں چھین لی گئیں، اور وہ بہت پریشان ہو کر قنوج گئے (شلوک ۴۷-۴۸) اور گنگا کے کنارہ پر ڈیرہ ڈالا، جاسوسوں نے راجہ کو خبر دی، اس نے انھیں طلب کیا، اور اُن کا حال پوچھا - انھوں نے عرض کیا کہ حضور کے داماد نے ہماری معافیاں چھین لیں (شلوک ۵۴) راجہ نے پوچھا کہ کس نے تم لوگوں کو وہاں بسایا تھا برہمنوں نے جواب دیا کہ قدیم زمانہ میں ہماری بستیاں وہاں برہما اور شیو مہادیو اور وشنو نے آباد کیں تھیں - پھر رام مہاراج نے وہاں شہر بسایا اور برہمنوں کو معافیاں بخشیں جنکو آجتک سب راجاؤں نے برقرار رکھا (شلوک ۵۷) لیکن اب حضور کا داماد برہمنوں کی عزت اور پرورش نہیں کرتا (شلوک ۵۸)

راجہ نے ان کی فریاد سُنکر حکم دیا کہ واپس جاؤ اور میری زبانی اپنے راجہ سے کہو کہ برہمنوں کی معافیاں دیدینی چاہئیں (شلوک ۵۹) یہ حکم سُنکر برہمن فرحاں و شاداں اپنے وطن واپس گئے اور راجہ کو قنوج کے مہاراجہ کا پیغام سُنایا۔ راجہ نے جواب دیا کہ:- رام کی عطا کی ہوئی معافیوں کو میں نہیں ہٹاتا میں ان سب برہمنوں کو محروم کرتا ہوں جو قربانی میں جانوروں کو کاٹتے ہیں، مجھے کسی طرح ہو ذیول سے ہمدردی نہیں (شلوک ۶۱-۶۲) برہمنوں نے کہا کہ حضور قدیم دھرم کو مانیں اور اس پھند کو چھوڑیں۔ راجہ نے جواب دیا۔ اہنسا پرمو دھرمہ، ایذا نہ دینا ہی بڑا دھرم ہے، اہنسا ہی بڑی ریاضت و عبادت ہے، اہنسا ہی معرفت ہے، اہنسا ہی اعلیٰ ثمرہ ہے (۶۴) بڑے سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے جانور تک سب یکساں ہیں (شلوک ۶۵-۶۶) برہمنوں نے جواب دیا کہ:- یہ سب سچ ہے کہ اہنسا اعلیٰ دھرم ہے۔ لیکن یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ وید کے حکم سے قربانی کرنا ہنسا میں داخل نہیں (شلوک ۷۰) ویدوں کے منتروں سے جانور قربان کئے جاتے ہیں جس میں کسی اوزار کی ضرورت نہیں پڑتی (گلا گھونٹ کر مارا کرتے تھے) (شلوک ۷۱) قربانی سُکھ بخشش ہے، جانوروں کو اس سے دُکھ نہیں پہنچتا، اور وید کی مقرر کی ہوئی ہنسا کرنے سے بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا (شلوک ۷۳) یہ سُنکر راجہ نے جواب دیا کہ:- برہما اور وشنو اور مہیش مہادیو کا اعلیٰ مقام یہ "دھرمارنیم" ہے لیکن اب برہما۔ شیو اور وشنو یہاں سے کوچ کر گئے (شلوک ۷۴) نہ اب وہ دھرم باقی ہے اور نہ رام اور کہاں ہے وہ لمبی دُم والا ہنومان جو یہاں کا محافظ ہے۔ اب تم انھیں دیوتاؤں سے مدد مانگو، جن کو تم پوجتے ہو، اب وہ معافی کی زمین گئی، نہیں مل سکتی وغیرہ (شلوک ۷۵)

۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰

شرادھ اور نذرانہ کی مثالیں

۲۳۱ رام بھی لکشمن کے ساتھ جنگل کو نکل گئے اور بڑے موٹے ہرن مار کے گروڑ کا شرادھ کیا (شلوک ۳۲) اور گوشت کی بوٹیاں کاٹ کر یا قیمہ کرکے اور اُس کے گولے بنا کر گروڑ کو نذرانہ دیا (شلوک ۳۳ رامائن) برہمن شرادھ کے لئے گائے ذبح کرتے ہیں۔ بھیشم بزرگ شرادھ کی عظمت بیان کرتے ہوئے راجہ یدھشٹھر سے مارکنڈے یہ رشی کا سُنایا ہوا قصّہ بیان کرتے ہیں کہ:- کوشیکہ کے سات بیٹے گارگیہ رشی کے شاگرد باپ کے مرنے کے بعد ایک روز اُستاد کے حکم کی تعمیل میں اُس کی دودھ کی سُرخ رنگ کی گائے کو معہ بچہ کے چرانے کے لئے گئے۔ جنگل میں انھیں بھوک لگی اور انہوں نے چاہا کہ گائے ذبح کرکے اسکے گوشت کے کباب بنا کر کھائیں۔ ان میں سے دو نے منع کیا کہ اُستاد کی

۲۳۲ بلا اجازت ذبح کرنا ٹھیک نہیں، اس عرصہ میں ایک بول اُٹھا کہ اگر اس پاکیزہ گائے کا کاٹنا ضروری ہو تو اس کو باپ دادا کے شرادھ کی نیت سے ذبح کر ڈالو، اس صورت میں کوئی گناہ نہیں ہوگا،
۲۳۳ اور گائے بھی بہشت میں جا پہنچے گی (ہری ونش پران - ادھیایہ ۲۱) سب نے اس پر اتفاق کیا، اور گائے پر پانی چھڑک کے اسکو ذبح کیا اور کھا پی گئے (ہری ونش پران - ادھیایہ ۲۳ صفحہ ۳۶)

نوٹ - اُستاد کی بلا اجازت اس کی گائے کاٹنے کی خیانت اور بد دیانتی کی وجہ سے اُن برہمنوں کو سزا ملی اور وہ کئی جنم تک جانوروں میں پیدا ہوتے رہے - مگر آخر شرادھ کی برکت سے پھر عالم برہمن بنکر پیدا ہوئے دیکھو شلوک ۲۰-۲۱ وغیرہ ادھیایہ ۲۴ ہری ونش پران) گائے کے کاٹنے کا رواج اس سے بخوبی ثابت ہے، کسی تاویل کی ضرورت نہیں -

گوشت کا شرادھ - شرادھ کی ایک اور مثال گوشت کے رواج کے ذیل میں دیکھیے (خصی سفید بکرے اور گر گدن کا گوشت برہما خالق کے حکم سے شرادھ کے لئے عمدہ اور پاکیزہ قرار دیا جا چکا ہے) -

۲۳۴ راجہ اکشواکو (سورج ونش کے مورث اعلیٰ، رام مہاراجہ کے اجداد میں سے) نے شرادھ کے لیے اپنے بیٹے سے گوشت منگوایا (بھاگوت پران ۹ صفحہ ادھیایہ ۶) ایسا ہی بیان اس روایت کا ہری ونش پران میں ہے - اکشواکو راجہ (رام کے مورث اعلیٰ) اپنے بیٹے وکوکشی سے کہتے ہیں کہ جاؤ
۲۳۵ ہرن مار کے شرادھ کے لئے گوشت لاؤ (شلوک ۱۶ - ادھیایہ ۱۱ صفحہ ۲۲)

جب بن میں رہنے کے لئے کُٹی تیار ہو گئی تب رام مہاراج نے لکشمن سے فرمایا کہ ہرن کا گوشت لاکر اب ہم اپنے نئے مکان کی پوجا کرینگے - واستو شمن ضرور کرنی چاہیئے، ورنہ آدمی زیادہ دن زندہ نہیں رہتا - جلدی جاؤ اور ایک ہرن مار لاؤ، دھرم کو یاد رکھو پوجا کرنی لازمی ہے - لکشمن گئے اور قربانی کے کام کا سیاہ ہرن مار لائے، اور بھڑکتی آگ میں اسکو ڈالدیا (شلوک ۲۶) جب سب پک گیا تب رام سے عرض کیا کہ یہ ہرن سالم اندام پورا پک کر تیار ہو گیا ہے، لیجیئے دیوتاؤں کو نذرانہ دیجیئے - رام نے غسل کرکے پوجا پاٹھ کرکے سب دیوتاؤں کو گوشت کا نذرانہ دیا (شلوک ۲۸ وغیرہ)
(رامائن - ایودھیا کانڈم - سرگ ۵۶ صفحہ ۲۴)

الحمدللہ - ویدک زمانہ میں آریوں کے برتاؤ اور قربانی کی رسوم کے متعلق علمی تحقیقات کا ذخیرہ جو گذشتہ تین سال میں لگاتار محنت سے ہمنے جمع کیا تھا، اب پچھلی اشاعت پر اُسکو بڑھا دینے کا موقع اور وقت ہمیں نصیب ہوا بعض ٹکڑے ایسے تنگ وقت ہاتھ لگے کہ فی الجملہ بموقع چسپاں کردینے پڑے - اگر مہلت ملی تیسری اشاعت میں ترتیب و تکمیل بہتر ہوگی +

२२६ रामस्यशासनंविप्राःपालयिष्याम्यहं नहि । त्यजामिब्राह्मणान्यज्ञेपशुहिंसापरायणान्

तस्माद्धि हिंसकानां तु न मे भक्तिर्भवेद्द्विजाः ॥

२२७ अहिंसा परमो धर्मः अहिंसा च परं तपः ।

अहिंसा परमं ज्ञानमहिंसा परमं फलम् ॥

२२८ या वेदविहिता हिंसा सा न हिंसेति निर्णयः ।

शस्त्रं णाहन्यते य चपीडा जन्तुषुजायते ॥

२२९ वेदमन्त्रैर्विहन्यंते विना शस्त्रेणजन्तवः । जन्तुपीडाकरानैवसाहिंसासुखदायिनी

वेदोदितां विधायापि हिंसां पापैर्न लिप्यते ॥

२३० ब्रह्मादीनां परंक्षेत्रं धर्मारण्ययमनुत्तमम् । ब्रह्मविष्णुमहेशाद्या नेदानीमत्रसन्तिते

२३१ रामोपिसहसौमित्रिर्वनंयात्वासवीर्यवान् । स्थूलान्हत्वामहारोहीननुतस्तारतंद्विजम्

रोहिमांसानि चोद्धृत्य पेशीकृत्वामहायशाः । शकुनायददौ रामोरम्येहरितशाद्वले ॥

२३२ यद्यवश्यं प्रहन्तव्याः पितॄनुद्दिश्य साध्विमाम् ।

प्रकुर्वीमहि गां सम्यक्सर्व एव समाहिताः ॥

२३३ तथेत्युक्त्वा च ते सर्वेप्रोक्षयित्वा च गांततः । पितृभ्यःकल्पयित्वैनामुपायुञ्जन्तभारत

२३४ सएकदाष्टकश्राद्धेइक्ष्वाकुःसुतमादिशत् । मांसमानीयतांमेध्यंविकुक्षेगच्छमाचिरम्

इक्ष्वाकुस्तुविकुक्षिंवैअष्टकायामथादिशत् । मांसमानय श्राद्धार्थं मृगान्हत्वामहाबल

२३५ ऐणेयंमांसमाहृत्यशालांयक्ष्यामहेवयम् । कर्तव्यंवास्तुशमनं सौमित्रे गृहमेधिभिः ॥

मृगंहत्वानय क्षिप्रं लक्ष्मण शुभलक्षण । कर्तव्यः शास्त्रदृष्टोहि विधिर्धर्ममनुस्मर ॥

स लक्ष्मणः कृष्णमृगंहत्वामेध्यंप्रतापवान् । अथचिक्षेपसौमित्रिःसमिद्धेजातवेदसि

अयं सर्वः समस्ताङ्गः श्रितः कृष्णमृगोमया । देवता देवसंकाशयजस्वकुशलोह्यसि ॥

२११ शतशः पुण्डरीकामे गोसवाश्चरिताः प्रभो । क्रतवो वाजपेयाश्चतेषां फलमवाप्नुहि
२१२ पितामहस्य तेयज्ञे राजसूये महात्मनः । बांधवाः परिचर्यायां तस्यासन्प्रेमबन्धनाः
२१३ मां यजन्तोध्वरैर्युक्ताः प्रजा धर्मेण रक्षथ ॥
२१४ अश्वमेधो राजसूयः पुण्डरीकोथ गोसवः ।
एतैरपि महायज्ञैरिष्टं ते भूरिदक्षिणैः ॥
२१५ नान्यत्र धर्मविध्वंसाद्देवानां जायतेक्षयः ॥
तस्मात्तपस्विनो ये च ये च यज्ञपरायणाः ।
तथान्ये निरता धर्मे निहन्तव्यानिशागमे ॥
२१६ यत्र यत्र भवेद्यज्ञः सत्रं वाप्युत्सवोथवा ।
तत्र गत्वा निशायोगे प्रकुर्वन्ति जनक्षयम् ॥
२१७ तैः प्रभृता मखा ध्वस्ता दीक्षिता विनिपातिताः ।
ऋत्विजश्च तथायेपि सामान्या द्विजसत्तमाः ॥
२१८ इन्द्रद्युम्नो महीपाल आसीत्पूर्वं द्विजोत्तमाः ।
ब्राह्मण्यश्च शरण्यश्च साधुलोकप्रपालकः ॥
यथैववर्षतो धारा यथा वा दिवितारकाः । गङ्गायां सिकता यद्वत्संख्ययापरिवर्जिताः
वाजपेयाश्वमेधाश्च राजसूया विशेषतः । पौण्डरीकास्तथैवान्येश्रद्धापूतेनचेतसा ॥
अग्निष्टोमोतिराजश्च उक्थः षोडशिकास्तथा ।
सौत्रामण्याश्च पशवश्चातुर्मास्या द्विजोत्तमाः ॥
२१९ श्राद्धे श्रद्धा यतो मूलं तेन श्राद्धं प्रकीर्तितम् ॥
२२० पितॄणां मासिकं श्राद्धमन्वाहार्यं विदुर्बुधाः । तच्चामिषेण कर्तव्यंप्रशस्तेन प्रयत्नतः
२२१ भक्ष्यं भोज्यं च विविधं मूलानि च फलानि च ।
हृद्यानि चैव मांसानि पानानि सुरभीणि च ॥
२२२ गव्यस्यतु मांसेन तृप्तिः स्याद्दशमासिकी ॥
२२३ संवत्सरं तु गव्येन पयसा पायसेन वा ॥
२२४ श्राद्धं पितृभ्यो न ददाति दैवतानि न चार्चति ।
सुहृन्मित्रं न लभतेतमाहुर्मूढचेतसम् ॥
२२५ लब्धशासनका विप्रा लुप्तस्वाम्या अहर्निशम् ।
समाकुलितचित्तास्ते नृपमार्गं समाययुः ॥

१६६ चैत्रशुक्लचतुर्दश्यां भगवाञ्छशिशेखरः । गन्तुं चित्रेश्वरेपीठेगणै रौद्रैः समावृतः
योगिनीभिः प्रचण्डाभिः सार्धं प्राप्ते निशामुखे ;
अथ प्राप्ते निशार्धेतु योगिन्यस्ताःसुदारुणाः । महामांसं महामांस भिचुर्भक्षणायवै

१६७ तान्नशक्नोषि चेत्साधून्परित्रातुमहिंसया ।

१६८ कस्यचिद्भूतभव्यस्य लाभेनान्तं तथा कुरु ।

१६६ अयजमष्टाभिः सर्वमेधैश्च नरमेधैश्च सप्तभिः ॥

२०० सर्वमेधे ब्रह्मणे ब्राह्मणमालभेतेत्यादिना ।
सर्वजातीयानां सर्वकर्मणां च नराणामालम्भ उक्तः

२०१ यजस्व जन्तुनाराजस्त्वं मयावितते क्रतौ । ततः पुत्रशतं श्रीमद्भविष्यत्यचिरेणते ॥
वपायां हूयमानायां धूममाघ्राय मातरः । ततस्ताःसुमहावीर्याञ्जनयिष्यन्ति ते सुतान्
तस्यामेवतुते जन्तुर्भविता पुनरात्मजाः । विशस्य चैनं विधिवद्वपामस्यजुहावसः ॥

२०२ अथ कदाचित्कश्चिद्वृषलपतिर्भद्रकाल्यै पुरुषपशुमालभतापत्यकामः ॥
येन वर्षशतं साग्रमात्ममांसै र्हुतो नलः ॥

२०३ तासामाह्वानकं कृत्वाततोदीप्ते हविर्भुजि । जुहावचसमांसानिस्वानिचोत्कृत्यशास्त्रत:
अग्नये स्विष्टकृतइति यावदात्मानमाक्षिपेत् । तावद्धृतः ससूर्येण स्वहस्तेन समन्ततः
धृतश्च सादरं तेन मा विप्र कुरु साहसम् ।

२०४ हन्तसर्वथा संशीयन्तजन्मसाफल्यः संवृत्तोस्मि । तत्किंकर्तव्यम् ।
न खलु महामांसविक्रयादन्यदुपायान्तरं पश्यामि ॥
महामांसस्य पणयिता माधवः ॥

२०५ भ्राम्यन्नृमांसपणनाय परेतभूमावाकर्ण्य भीरुरुदितं नितवागतोस्मि ॥

२०६ एवं वर्षसहस्राणि नव तस्यातिचक्रमुः । शिरांसिनवचाप्यस्य प्रविष्टानिहुताशनम्
अथवर्षसहस्रे तु दशमे दशमंशिरः । छेत्तुकामे दशग्रीवे प्राप्तस्तत्र पितामहः ॥

२०७ तथा शतमुखो नामधात्रा सृष्टो महासुरः ॥
येन वर्षशतं साग्रमात्ममांसैर्हुतोनलः ॥
तं प्राह भगवांस्तुष्टः किंकरोमीति शङ्करः ॥

२०८ सर्पसत्रे महाराज त्वरिते तद्विधीयताम् ॥

२०९ अफलस्तु कृतोमेधः परांतुष्टिं प्रदास्यति । अक्षयं हि फलंतेषां यूयंदास्यथपुष्कलम्

२१० आरभ्यतां धनुर्यागश्चतुर्दश्यां यथाविधि । विशसन्तु पशून्मेध्यान्भूतराजायमीढुषे ॥

स्वयं सर्वान्कुरु भागान्सुरेन्द्र जानात्वयं सर्वलोकश्चदेव ॥

१८६ आग्नेयं वै लोहितमालभन्तांवैश्वदेवंबहुरूपंहिराजन् ॥
नीलं चोक्षाणं मेध्यमप्यालभन्तां चलच्छिश्नं संप्रदिष्टं द्विजाग्र्याः ॥

१६० यजतांवाजिमेधेन क्रतूनां प्रवरेणतु । सर्वपापविनाशाय त्वया स्वर्गप्रदर्शिना ॥
सर्वकाममयोह्येष संमतोब्रह्मवादिताम् । क्रतूनां प्रवरः श्रीमानश्वमेध इतिश्रुतिः ॥
सुवर्णश्रृङ्गोहि महानुभावो लोहखुरो वायुजवोमहारथः ।
स्वर्गं त्वणः काञ्चनगर्भगौरः स विश्वयोनिः परमोहि मेध्यः ॥
आस्थायवै वाजिनमश्वमेधमिष्ट्वा नरादुष्कृतमुत्तरन्ति ॥
आहुश्चायं वेदविदो द्विजेन्द्रा वैश्वानरं वाजिनमश्वमेधम् ॥
यथाश्रमाणां प्रवरोगृहाश्रमो । यथानराणां प्रवराद्विजातयः ॥
यथासुराणां प्रवरो भवानिह तथा क्रतूनां प्रवरोश्वमेधः ॥

१६१ आषाढेमासि द्वादश्यांवामनेतिचपूजयन् । नरमेधमवाप्नोतिपुण्यंचलभतेमहत् ॥
ततः पुरुषमेधेन हरिश्चन्द्रो महायशाः । मुक्तोदरो यजद्देवान्वरुणादीन्महाकृथः ॥

१६२ विश्वामित्रो भवत्तस्मिन्होता चाध्वर्युरात्मवान् ।
जमदग्निरभवद्ब्रह्मा वसिष्ठो यस्य सामगः ॥

१६३ पुत्रं दास्यामि त्वां राजंस्त्वमपुत्रो यतव्रतः । यदि यक्ष्यसि तेनैव तवपुत्रोभवेद्ध्रुवम्
अद्य एव पुत्रोयष्टव्यः स्मरसे वचनं पुरा ।
निर्दशो मेध्यतां याति पशुमध्ये ततो ह्यहम् ॥
निर्दन्तो निष्फलः पशुः ।
युवानं देहि पुत्रं मे पुत्राणां यं त्वमिच्छसि ॥
वरुणाय पशुः कल्प्यः पुरुषो गुणवत्तरः ॥
तच्छ्रुत्वा वचनं शीघ्रमगाद्गङ्गांनृपोत्तमः । विश्वामित्रेण ऋषिणा वसिष्ठेनपुरोधसा
वामदेवेन ऋषिणा तथान्यैर्मुनिभिः सह ।
अनुजानन्तु ते सर्वे शुनःशेफं विशेषतः । वसाभिर्लोमभिस्त्वग्भिर्मांसैःसन्मन्त्रितैर्मखे

१६४ वह्नौ ब्रह्मकपालकल्पितसुरापानेन नः पारणा ।
सद्यः कृत्तकठोरकण्ठविगलत्कीलालधारोज्ज्वलै-
रर्च्यो नः पुरुषोपहारबलिभिर्देवो महाभैरवः ॥

१६५ स्त्रियो मानुषमांसादा वृद्धिका नामनामतः ।
वृक्षेषु जातास्ता देव्यो नमस्कार्याः प्रजार्थिभिः ॥

गाश्चैव महिषीश्चैव तथावृद्धस्त्रियोपि वा। औदकानिचसत्त्वानिश्वापदानिवयांसिच
जरायुजाण्डजातानिस्वेदजान्युद्भिदानिच। पार्वतान्युपधान्यानिभूतानिददृशुश्चते
एवं प्रमुदितं सर्वं पशुतो धनधान्यतः। यज्ञवाटं नृपा दृष्ट्वा परं विस्मयमागमन्॥
१७५ केवात्रभूमौराजानोबभूवुर्नीतिशालिनः।सार्वभौमांस्तुसाम्राज्येजेतारःसर्वविद्विषाम्
वित्तानि यैः संचितानि सुबहूनि च कोटिशः। अश्वमेधसहस्रंतुयत्कृतं त्रिदिवेशितुः
शक्यंवास्याद्भूभुजां तु नातः पूर्वमनुष्ठितम्। नदृष्टंनश्रुतंवापि वाजिमेधसहस्रकम्
ब्रह्मलोक इवाभातिसभायस्यचयाजिनः। मूर्तिमन्तस्त्रयो वेदाश्चतुष्पादो वृषस्तथा
१७६ लब्ध्वा वेदान्समग्रांस्तु ब्रह्माहर्षसमन्वितः। अयजद्वाजिमेधेन देवर्षिगणसंयुतः॥
१७७ ब्रह्मदत्तेतिविख्यातो विप्रोवाजसनेयिवान्।अश्वमेधः कृतस्तेन वसुदेवस्य धीमतः
१७८ नान्यं पश्यामिभैषज्यमन्तरा वृषभध्वजम्। नाश्वमेधात्परोयज्ञः प्रियश्चैव महात्मनः
१७९ ऐलः पुरूरवा राजा प्रतिष्ठानमवाप्तवान्। ईदृशोह्यश्वमेधस्य प्रभावः पुरुषर्षभ।
स्त्रीपूर्वः पौरुषं लेभे यच्चान्यदपि दुर्लभम्॥
१८० हयमेधेन पुरुषं परमात्मानमीश्वरम्। इष्ट्वा नारायणं देवं मोक्षलेपिजगद्भयात्॥
१८१ मामेव यजतां शक्रः पावयिष्यामि वज्रिणम्। पुण्येन हयमेधेनमामिष्ट्वा पाकशासनः
पुनरेष्यति देवानामिन्द्रत्वमकुतोभयः॥
१८२ सर्वकाममयो ह्येषसंमतो ब्रह्मवादिनाम्। क्रतूनांप्रवरः श्रीमानश्वमेधइतिश्रुतिः॥
आस्थाय वै वाजिनमश्वमेधमिष्ट्वा नरादुष्कृतमुत्तरन्ति॥
आहुश्चयं वेदविदो द्विजेन्द्रावैश्वानरं वाजिनमश्वमेधम्॥
१८३ कर्मणाहुः सिद्धिमेके परत्र हित्वाकर्म विद्यया सिद्धिमेके॥
आम्नायेषु नित्यसंयोगमस्य तथाश्वमेधे राजसूये च विद्धि॥
१८४ ईजेश्वमेधैरधियज्ञमीश्वरं महाविभूत्योपचिताङ्गदक्षिणैः॥
१८५ दशवर्षसहस्राणि वाजिमेधानथाकरोत्। वाजपेयान्दशगुणांस्तथा बहुसुवर्णकान्॥
अग्निष्टोमातिरात्राभ्यां गोसवैश्च महाधनैः। ईजे क्रतुभिरन्यैश्च श्रीमानाप्तदक्षिणैः
मामेव यजतांशक्रःपावयिष्यामि वज्रिणम्। पुण्येनहयमेधेनमामिष्ट्वा पाकशासनः॥
पुनरेष्यसि देवानामिन्द्रत्वमकुतोभयः॥
यजेतवाश्वमेधेन नीलं वावृषमुत्सृजेत्
१८६ एष्टव्या बहवः पुत्रा यद्येकोपि गयांव्रजेत्। यजेतवाश्वमेधेन नीलं वावृषमुत्सृजेत्
१८६ एष्टव्या बहवः पुत्रा यद्येकोपि गयांव्रजेत्। पुण्यैः क्षत्रिययज्ञैश्च प्रभूतवरदक्षिणैः॥
१८७ सोश्वमेधसहस्रेण राजसूयशतेन च। पुण्यैः क्षत्रिययज्ञैश्च प्रभूतवरदक्षिणैः॥
काम्यनैमित्तिकाजस्रैरिष्टां गतिमवाप्तवान्॥
१८८ यदि प्रीतस्त्वमसि वै देवराज तस्मात्स्वयं शाधि यज्ञे विधानम्॥

१६१ ईजे च स महायज्ञैः क्रतुभिश्चाप्तदक्षिणैः। तस्य नान्यदभवद्बुद्धिर्दिवसे दिवसे नृपः॥
सत्रे क्रियासमारम्भे दानेषु विविधेषु च॥
१६२ तव कर्मण्यजस्त्रं वै वर्तन्ते पार्थिवोत्तम। ततो वयं परिश्रान्ताः सततं कर्मवाहिनः॥
१६३ स्थलजा जलजा ये च पशवः केचन प्रभो। सर्वानेव समानीतानपश्यंस्तत्र ते नृपाः॥
गाश्चैव महिषाश्चैव तथा वृद्धस्त्रियोपि च। औदकानि च सत्वानि श्वापदानि वयांसि च
जरायुजाण्डजातानि स्वेदजान्युद्भिदानि च। पर्वतानूपजातानि भूतानि ददृशुश्च ते॥
एवं प्रमुदितं सर्वं पशुगोधनधान्यतः। यज्ञवाटं नृपा दृष्ट्वा परं विस्मयमागताः॥
१६४ यूपेषु नियता आसीत्पशूनां त्रिशती तथा॥
१६५ श्रपयित्वा पशूनन्यान्विधिवद्द्विजसत्तमाः। तं तुरङ्गं यथा शास्त्रमालभन्त द्विजातयः
ततः संश्रप्य तुरगं विधिवद्याजकास्तदा। उपसंवेशयन्राजंस्ततस्तां द्रुपदात्मजाम्॥
तं वपाधूमगन्धं तु धर्मराजः सहानुजैः॥
उपाजिघ्रद्यथाशास्त्रं सर्वपापापहं तदा॥
धूतपापो जितस्वर्गो मुमुदे भ्रातृभिस्सह॥
१६६ नीलाक्षस्तत्र नकुलो रुक्मपार्श्वस्तदानघ। वज्राशनिसमं नादममुञ्चद्वसुधाधिप॥
सकृदुत्सृज्य तन्नादं त्रासमानो मृगद्विजान्। मानुषं वचनं प्राह धृष्टो बिलशयो महान्॥
सक्तुप्रस्थेन वो नायं यज्ञस्तुल्यो नराधिपाः। विरजो ब्रह्मसदनम्।
१६७ दानं विभवतो दत्वा नराः स्वर्यान्ति धार्मिकाः।
एष धर्मो महायोगो दानं भूतदया तथा।
१६८ तां सर्वानवद्याङ्गीं चकमे वासवस्तदा। संज्ञातमश्वमाविश्य तया मिश्रीबभूवसः॥
१६९ एवमुक्त्वा तु राजानं याजयामास विधिवद्वाजिमेधेन शौनकः॥
१७० यज्ञो मे क्रियतां ब्रह्मन्यथोक्तं मुनिपुङ्गव। यथा न विघ्नाः क्रियन्ते यज्ञाङ्गेषु विधीयताम्
१७१ नियुक्तास्तत्र पशवस्तत्तदुद्दिश्य दैवतम्। उरगाः पक्षिणश्चैव यथाशास्त्रं प्रचोदिताः
शामित्रे तु हयस्तत्र तथा जलचराश्च ये। ऋषिभिः सर्वमेवैतन्नियुक्तं शास्त्रतस्तदा
पशूनां त्रिशतं तत्र यूपेषु नियतं तदा। अश्वरत्नोत्तमं तत्र राज्ञो दशरथस्य ह॥
कौसल्या तं हयं तत्र परिचर्य समन्ततः। कृपाणैर्विशशस्यैनं त्रिभिः परमया मुदा
१७२ पतत्रिणा तदा सार्धं सुस्थितेन च चेतसा। अवसद्रजनीमेकां कौसल्या धर्मकाम्यया
होताध्वर्युस्तथोद्गाता हयेन समयोजयन्।
१७३ स ईजे हयमेधानां शतेन विधिवत्प्रभुः। याजयामास यं विद्वान्स्वयमेवाङ्गिराः प्रभुः॥
१७४ यूपांश्च शास्त्रपठितान्दारवान्हेमभूषितान्। उपक्लिप्तान्यथाकालं विधिवद्भूरिवर्चसः
स्थलजा जलजा ये च पशवः केचन द्विजाः। सर्वानेव समायातानपश्यंस्तत्र ते नृपाः

गवामयस्य यज्ञस्य फलं प्राप्नोति मानवः

१४३ अष्टमेन तु भक्तेन जीवन्संवत्सरे नृप । गवामेधमवाप्नोति अप्सरोभिश्च मोदते ॥

१४४ अहोरात्रेण द्वादश्यां ज्येष्ठमासि त्रिविक्रमम् ।

१४५ द्वादश्यामाश्विने मासे पद्मनाभेति चार्चयन् ।

गोसहस्रफलं पुण्यं प्राप्नुयान्नात्र संशयः ॥

१४६ द्वादश्यां कार्तिके मासि पूज्य दामोदरेति च । गवां यज्ञमवाप्नोति पुमान्स्त्रीवा न संशयः

१४७ दशार्बुदान्यददं गोसवेज्यासु ॥

१४८ यजेत वाजिमेधेन स्वर्जिता गोसवेन वा ॥

१४९ गोभिस्तुल्यं न पश्यामि धनं किंचिदिहोच्यते ।

गावो लक्ष्म्याः सदा मूलं गोषु पाप्मा न विद्यते ॥

गावो यज्ञस्य नेत्र्यो वै तथा यज्ञस्य ता मुखम् ।

अन्नमेव सदा गावो देवानां परमं हविः ।

१५० चत्वारो वयमृत्विजः स भगवान्कर्मोपदेष्टा हरिः ।

सङ्ग्रामाध्वरदीक्षितो नरपतिः पत्नी गृहीतव्रता ॥

कौरव्याः पशवः प्रियापरिभवक्लेशोपशान्तिः फलम् ।

राजन्योपनिमन्त्रणाय रसति स्फीतं यशोदुन्दुभिः ॥

१५१ स एव ज्ञानवांल्लोके योगिनां प्रथमोऽहिंसः । महाक्रतूनामाहर्ता हरिभक्तियुतोऽहिंसः

निमिषं निर्निमेषं योगः समधिजायते । वाणीजये योगिनस्तु गोमेधश्च प्रकीर्तितः ॥

मनसो विजये नित्यमश्वमेधफलं लभेत् । कल्पनाविजयान्नित्यं यज्ञं सौत्रामणिं लभेत्

देहस्योत्सर्जनान्नित्यं नरयज्ञः प्रकीर्तितः । पञ्चेन्द्रियपशून्हत्वा ऽनङ्गनौशीर्षे च कुण्डले

गुरूपदेशविधिना ब्रह्मभूतत्वमश्नुते ॥

१५२ स सर्वांस्त्वमुपाध्वर्यू रणाग्नौ हुतवान्नृपान् ॥

१५३ अहं च तात कर्णश्च रणयज्ञं वितत्य वै । युधिष्ठिरं पशुं कृत्वा दीक्षितौ भरतर्षभ ॥

१५४ उपेयुषी बिभ्रतमन्तकद्युतिं वधाददूरे पतितस्य दंष्ट्रिणः ।

पुरः समावेशितसत्पशुं द्विजैः पतिं पशूनामिव हुतमध्वरे ॥

१५५ ये चाप्यन्ये पार्थिवास्तत्र योद्धुं समागताः कौरवाणां प्रियार्थम् ।

मुमूर्षवः पाण्डवाग्नौ प्रदीप्ते समानीता धार्तराष्ट्रेण होतुम् ॥

१५६ आरभ्यतां धनुर्यागश्चतुर्दश्यां यथाविधि । विशसन्तु पशून्मेध्यान्भूतराजाय मीढुषे

१५७ तमापतन्तं निगृह्य शृङ्गयोः पदा समाक्रम्य निष्पीडयामास ॥

१५८ ऋषीणां च पितुर्वाक्यं कुर्वता वनचारिणा । गोर्हता जानता धर्मं कण्डुना च विपश्चिता

१५९ सोऽश्वमेधसहस्रेण राजसूयशतेन च । पुण्यैः क्षत्रिययज्ञैश्च प्रभूतवरदक्षिणैः ॥

१६० न वेदानां परिभवान्न शाठ्यान्नच मायया । कश्चिन्महदवाप्नोति मा ते भूद्बुद्धिरीदृशी

१२४ चर्मणि गोरेव सार्द्रैप्रोक्षणेनार्द्रीकृते उपविश्येतिशेषः ॥

१२५ अर्चयामो गिरिं देवं गाश्चैव च विशेषतः ।
शिवाय गावः पूज्यन्तां गिरियज्ञः प्रवर्तताम् ॥

१२६ कारयिष्यामि गोयज्ञं बलादपि न संशयः ।
यद्यस्ति मयिवः प्रीतिर्यदि वा सुहृदोवयम् ॥

१२७ विशस्यतां च पशवो भोज्या ये महिषादयः। प्रवर्ततां च यज्ञोयं सर्वगोपसुसंकुलः

१२८ मांसराशिः प्रभूताढ्यः प्रकाशौदनपर्वतः । संप्रावर्तत यज्ञोस्य गिरेर्गोभिस्समाकुलः

१२९ यज्ञं गिरेस्तिथो सौम्य चक्रुर्गोपा द्विजैस्सह ॥

१३० यजनान्ते तदन्नं तु तत्पयोदधि चोत्तमम् ।
मांसं च मायया कृष्णो गिरिर्भूत्वा समश्नुते ॥

१३१ मन्त्रयज्ञपरा विप्राः सीरयज्ञांश्च कर्षकाः । गिरिगोयज्ञशीलाश्च वयमद्रिवनाश्रयाः

१३२ तस्माद्गोवर्धनःशैलोभवद्भिर्विविधार्हणैः । अर्च्यतां पूज्यतांमेध्यंपशुंहत्वाविधानतः ।

१३३ एतन्मम मतं गोपाः संप्रीत्या क्रियते यदि । ततःकृताभवेत्प्रीतिगवामद्रेस्तथामम

१३४ प्रीत्युत्फुल्लमुखा विप्राः साधु साध्वित्यथाब्रुवन् ।

१३५ तथा च कृतवन्तस्ते गिरियज्ञं व्रजौकसः । दधिपायसमांसाद्यैर्ददुःशैलबलिंततः ॥

१३६ गिरिमूर्धनि गोविन्दः शैलोहमिति मूर्तिमान् । बुभुजेन्नं बहुविधं गोपवर्याहृतंद्विजाः

१३७ सरमेति प्रसिद्धास्ते नाम्ना देवशुनीमुने । गारक्षतिस्मदेवानां यज्ञार्थंकलिपतान्पशून्
बाणैस्तान्व्यहनद्विष्णु र्गङ्गाया उत्तरे तटे ।
देवारयः क्षयं नीता विष्णुना प्रभविष्णुना ॥

१३८ क्षयं प्राप्ता विष्णुबाणैस्ततस्तेऽदेवशत्रवः । गावो लब्धा यत्र देवैर्बाणतीर्थंतदुच्यते ॥
वैष्णवं लोकविदितं गोतीर्थं चेति विश्रुतम् ॥

१३९ पश्वर्थेकलिपतागावोगङ्गायादक्षिणेतटे । प्रद्रुतास्ते सुराः सर्वे गङ्गायां संन्यवेशयन्
तन्मध्ये कारयामासु द्वीपं चैवाश्रयंगवाम् । तैर्गोभिस्तत्र गङ्गायां सुरयज्ञोव्यजायत

१४० यज्ञतीर्थं तु तत्प्रोक्तं गोद्वीपं गङ्गमध्यतः । देवानां यजनं तच्च सर्वकामप्रदंशुभम्
स्वयं मूर्तिमतीभूत्वा गङ्गाशक्तिर्महाद्युते । असारापारसंसारसागरोत्तरणेतरिः ॥

१४१ स्वयं चैषामनडुहो युज्यन्ति च वहन्ति च । स्वयमुस्राश्च दुह्यन्तेमनःसंकल्पसिद्धिभिः
स्वयं यूपानुपादाय यजन्ते स्वाप्तदक्षिणैः ।
यस्तथा भावितात्मा स्यात्स गामालब्धुमर्हति ॥

१४२ दत्वाचैतास्तार्यतेयान्तिस्वर्गंमनीषिणः । मान्धाता यौवनाश्वश्चययातिर्नहुषस्तथा
गताः परमकं स्थानं देवैरपि सुदुर्लभम् ॥

१०७ अजेन यष्टव्यमिति प्राहुर्देवा द्विजोत्तमान् ।

१०८ यदृच्छया मृतां दृष्ट्वा गान्तदा नृपसत्तम । एतान्पशून्नयक्षिप्रं ब्रह्मबन्धो यदीच्छसि ॥

स तूत्कृत्य मृतानां वै मांसानि मुनिसत्तमः । ...जुहाव......११-१२

१०९ असुराणामभावाय भवाय च दिवौकसाम् । मांसैरभिजुहावेष्टिमक्षीयंततोसुराः

११० ईजे च भगवन्तं यज्ञक्रतुरूपं क्रतुभिरुच्चावचैः ।

श्रद्धयाहृताग्निहोत्रदर्शपूर्णमासचातुर्मास्यपशुसोमा—

नां प्रकृतिविकृतिभिरनुसवनचातुर्होत्रविधिना ॥

१११ प्रचोदनं वेदवृत्तं गवां कर्मसु वर्तताम् । पूर्वमेवाक्षरं चान्यदभिधेयं ततः परम् ॥

११२ हलान्तं ब्रह्मवर्चसम् ।

११३ गावोधिकास्तपस्विभ्यो यस्मात्सर्वेभ्य एवच ।

११४ रन्तिदेवस्य यज्ञे ताः पशुत्वेनोपकल्पिताः । अतश्चर्मण्वती राजन्गोचर्मभ्यःप्रवर्तिता

११५ अन्नस्य हि प्रदानेन रन्तिदेवो दिवं गतः॥

११६ सांकृतिं रन्तिदेवंच मृतंसंजय शुश्रुम । यस्यद्विशतसाहस्रा आसन्सूदामहात्मनः

११७ गृहानभ्यगतान्विप्रानतिथीन्परिवेषकाः । पक्वापक्वं दिवारात्रं वरान्नममृतोपमम् ॥

वेदानधीत्य धर्मेण यश्चक्रे द्विषतोवशे । उपस्थिताश्च पशवः स्वयं यं शंसितव्रतम् ॥

बहवःस्वर्गमिच्छन्तोविधिवत्सत्रयाजिनम् । नदीमहानसाद्यस्यप्रवृत्ताचर्मराशितः

तस्माच्चर्मण्वती पूर्वमग्निहोत्रेभवत्पुरा ॥

११८ सांकृतेरन्तिदेवस्ययांरात्रिमतिथिर्वसेत् । आलभ्यंत तदागावः सहस्राण्येकविंशतिः

तत्रस्मसूदाः क्रोशन्ति सुमृष्टमणिकुण्डलाः । सूपं भूयिष्ठमश्नध्वं नाद्यमांसंयथापुरा

११९ कावेरी सरयूः शिप्रा तथा चर्मण्वती नदी ।

१२० ततःप्रविष्टस्तत्कुक्षिं सहसा मनुजाधिप । गङ्गांशतद्रूं सीतां च यमुनामथकौशिकीम्

चर्मण्वतीं वेत्रवतींचन्द्रभागां सरस्वतीम् । एताश्चान्याश्चनद्योहंपृथिव्यांयानरोत्तम

परिक्रामन्प्रपश्यामि तस्य कुक्षौ महात्मनः ॥

१२१ राज्ञो महानसे पूर्वं रन्तिदेवस्य वै द्विज । द्वे सहस्रे तु वध्येते पशूनामन्वहं तदा ॥

अहन्यहनि वध्येते द्वे सहस्रे गवां तथा । समांसं ददतो ह्यन्नं रन्तिदेवस्यनित्यशः

अतुला कीर्तिरभवन्नृपस्य द्विजसत्तम ॥

१२२ चर्मण्वतीं समासाद्य नियतो नियताशनः । रन्तिदेवाभ्यनुज्ञातमग्निष्टोमफलंलभेत्

१२३ आराध्यैनं शरवनभवं देवमुल्लङ्घिताध्वा सिद्धद्वन्द्वैर्जलकणभयाद्वीणिभिर्मुक्तमार्गः

व्यालम्बेथाः सुरभितनयालम्भजां मानयिष्यन् ।

स्रोतोमूर्त्या भुवि परिणतां रन्तिदेवस्य कीर्तिम् ॥

८० यजन्ते च महायज्ञैस्त्रयो वर्णाः पृथग्विधैः। युक्ताश्चाधीयते विद्यां यदारक्षतिभूमिपः
८१ द्विधातुसंस्थिता मुक्तिःकर्मद्वारेऽपकर्मणि। वेदे च निश्चितोमार्गः कर्मज्यायोह्यकर्मणः
८२ याज्ञवल्क्यश्च जनकोवाचं श्रुत्वा ह्यपांपतेः। अश्वमेधादिकं कर्म चकार जनको नृपः
८३ गृहस्थेभ्योपिनिर्मुक्तागृहस्थेनैवसंश्रिताः। प्रभवं च प्रतिष्ठां च दान्ता विन्दन्तआसते
८४ मधुपर्के च यज्ञे च पितृदैवतकर्मणि। अत्रैव पशवोहिंस्या नान्यत्रेत्यब्रवीन्मनुः॥
८५ एष्वर्थेषु पशून्हिंसन्वेदतत्त्वविद्द्विजः। आत्मानं च पशुंचैव गमयत्युत्तमांगतिम्॥
८६ समांसो मधुपर्क इति आम्नायं बहुमन्यमानाः श्रोत्रियायाभ्यागताय वत्सतरीं महोक्षं वा पचन्ति गृहमेधिनः। तं हि धर्मं धर्मसूत्रकाराःसमामनन्ति।
८७ उदकं मधुपर्कं चाप्यानयन्तु सुधन्वने। ब्रह्मन्नभ्यर्चनीयोसि श्वेतागौः पीवरीकृता॥
८८ तत्रोपविष्टंतंकार्ष्णिंशास्त्रतःप्रत्यपूजयत्। पाद्यं निवेद्यप्रथममर्घ्यं गां च न्यवेदयत्॥
८९ स तस्य मधुपर्कं गां पाद्यमर्घ्यं निवेद्य च।
९० गां चैव मधुपर्कं च संप्रदायार्घ्यमेव च।
९१ तान्पाद्यमधुपर्कार्हान्सत्कृतिं गतान्। प्रत्युत्थाय जरासंध उपतस्थे यथाविधि॥
९२ समेत्य च महाबाहुः शल्यः पाण्डुसुतैस्तदा। पाद्यमर्घ्यं च गां चैव प्रत्यगृह्णाद्यथाविधि
९३ स्वागतंते महर्षेस्तु प्रीतोहं दर्शनात्तव। पाद्यमाचमनीयं च गामर्घ्यं च प्रतीच्छ मे
९४ पाद्यमाचमनीयं च अर्घ्यं गां च विधानतः। पितामहाय कृष्णाय तदर्हाय न्यवेदयत्
९५ तस्मिन्गां मधुपर्कं चाप्युदकं च जनार्दने। निवेदयामास॥
९६ आश्चर्यमद्य पश्यामि कपिणं ब्रह्मिमागतम्। आसनं सलिलं पाद्यं गां चोपानय वेणुने
९७ मधुपर्कं च गां चैव नारदाय ददौ प्रभुः।
९८ दृष्ट्वाप्राप्तान्मुनींस्तांस्तुप्रत्युत्थायकृताञ्जलिः,पाद्यार्घ्यादिभिरानर्चगांनिवेद्यचसादरम्, रामोऽभिवाद्य प्रयत आसनान्यादिदेशह।
९९ तस्यतद्वचनं श्रुत्वा राजपुत्रस्य धीमतः। उपानयत धर्मात्मा गामर्घ्यमुदकं ततः॥
१०० गां मधुपर्काङ्गं महोक्षम् वत्सतरीं महोक्षं वा।
१०१ यान्ति राजर्षयश्चात्रमृगयां धर्मकोविदाः। तस्मात्वं निहतो युद्धे मयाबाणेन वानर अयुध्यन्प्रतियुध्यन्वा यस्माच्छाखामृगो ह्यसि॥
१०२ इति प्रतिसमादिष्टो हनुमान्मारुतात्मजः। मानुषं धारयन्रूपमयोध्यांत्वरितंययौ
१०३ विद्याविनयसंपन्ने ब्राह्मणे गवि हस्तिनि। शुनिचैवश्वपाके च पण्डिताः समदर्शिनः
१०४ शकृन्मूत्रेषु तेष्वेव जातक्षाररसायनम्। न तृणं भुञ्जते गावोनापि तत्पयसेहितम्॥
१०५ केशकीटावपन्ने च गोघ्राते मक्षिकान्विते॥
१०६ अजाश्वं मुखतो मेध्यं न गोर्वत्सस्य चाननम्॥

९ यस्य धर्मोहि धर्मार्थंक्लेशभाङ्न स पण्डितः। न स धर्मस्य वेदार्थंसूर्यस्यान्धः प्रभामिव
० गर्हयेपांडवांस्त्वेवं युधिश्रेष्ठान्महाबलान्। यत्क्लिश्यमानांप्रेक्षंतेधर्मपत्नींयशस्विनीम्
१ प्रभवार्थं हि भूतानां धर्मः सृष्टः स्वयंभुवा।
२ यज्ञोदानंतपःकर्म न त्याज्यं कार्यमेव तत्। यज्ञोदानं तपश्चैव पावनानि मनीषिणाम्
३ यज्ञे तपसि दाने च स्थितिः सदिति चोच्यते। कर्मचैवतदर्थीयं सदित्येवाभिधीयते
४ सत्यात्प्रच्यवमानानां संकल्पश्च तथा भवेत्। ततोयज्ञः प्रतायेत सत्यस्यैवावधारणात्
५ सत्यमेवेश्वरोलोके सत्ये धर्मः सदाश्रितः। सत्यमूलानि सर्वाणि सत्यान्नास्तिपरंपदम्
दत्तमिष्टं हुतं चैव तप्तानि च तपांसि च।
६६ वेदाः सत्यप्रतिष्ठानास्तस्मात्सत्यपरो भव॥ सत्येनधार्यतेलोकः स्वर्गंसत्येन गच्छति
६७ यज्ञशिष्टामृतभुजो यान्ति ब्रह्मसनातनम्। नायंलोकोऽस्त्ययज्ञस्य कुतोऽन्यः कुरुसत्तम॥
६८ प्रविशस्वपुरींराजन्व्येतुते मानसोज्वरः। यजस्व विविधैर्यज्ञै र्बहुन्नै स्वाप्तदक्षिणैः॥
ययातिरिव राजेन्द्र श्रद्धादमपुरःसरः। क्षात्रधर्मरतः पार्थ पितॄन्देवांश्च तर्पय॥
६९ अकरोत्पृथिवीं राजन्यज्ञयूपशताङ्किताम्। ततः सालोक्यमगमद् ब्रह्मणे ब्रह्मवित्तमः
७० आम्नायमनुपश्यन्हि पुराणंशाश्वतं ध्रुवम्। नहुषः पूर्वमालेभेत्वष्टृगामितिनःश्रुतम्॥
सबुद्धिमुत्तमां प्राप्तो नैष्ठिकीमकुतोभयाम्। सतीमशिथिलां सत्यां वेदा इत्यब्रवीत्स्वकृत
७१ अजश्चाश्वश्चमेषश्च गौश्च पक्षिगणाश्चये। ग्राम्यारण्याश्चौषधयः प्राणस्यान्नमितिश्रुतिः
७२ तथैवान्नं ह्यहरहः सायं प्रातर्निरुप्यते। पशवश्चाथ धान्यं च यज्ञस्याङ्गमितिश्रुतिः॥
७३ एतानि सहयज्ञेन प्रजापतिरकल्पयत्। तेन प्रजापतिर्देवान्यज्ञेनायजत प्रभुः॥
७४ तदन्योन्यवराःसर्वे प्राणिनः सप्तसप्तधा। यज्ञेषूपाकृतं विश्वं प्राहुरुत्तमसंज्ञितम्॥
७५ गोरजो मनुजोश्वश्च मेषाश्वतरगर्दभाः। ग्राम्याः सप्तसमाख्याताःपशवः साधुबोधिभिः
सिंहाव्याघ्रावराहाश्च महिषावारणास्तथा। ऋक्षाश्च वानराश्चैवसप्तारण्याःप्रकीर्तिताः
७६वेदोक्ताःपृथिवीपालयेषुयज्ञाःप्रतिष्ठिताः। ग्राम्याणांपुरुषाःश्रेष्ठाःसिंहाश्चारण्यवासिनाम्
सर्वेषामेव भूतानामन्योन्येन च जीवनम्॥
७७ औषध्यः पशवोवृक्षा वीरुधाज्यपयोदधि। हविर्भूमिर्दिशः श्राद्धकालश्चैतानिद्वादश॥
ऋचो यजूंषिसामानि यजमानश्च षोडश। अग्निर्ज्ञेयो गृहपतिः स सप्तदश उच्यते॥
अङ्गान्येतानि यज्ञस्य यज्ञो मूलमितिश्रुतिः। आज्येन पयसा दध्ना शकृतामिक्षयात्वचा
वालैःशृङ्गेण पादेन संभवत्येव गौर्मखम्। एवं प्रत्येकशः सर्वं यद्यदस्य विधीयते॥
यज्ञं वहन्ति संभूय सहर्त्विग्भिः सदक्षिणैः॥
७८ समाप्तं त्याग इत्येव सर्ववेदेषु निष्ठितम्। सन्तोष इत्यनुगतमपवर्गे प्रतिष्ठितम्॥
७९ वेदाश्च वेदितव्यं च विदित्वा च यथास्थितिम्। एवंवेदविदित्याहुरतोऽन्यो वातरेचकः

४२ नियुक्तस्य यथान्यायं यो मांसं नात्ति मानवः ।
स प्रेत्य पशुतां याति संभवानेकविंशतिम् ॥
४३ अभक्षयन्वृथा मांसममांसाशी भवत्युत
४४ लोके व्यवायामिषमद्यसेवा नित्यास्तु जन्तोर्नहि तत्र चोदना ।
व्यवस्थितिस्तेषु विवाहयज्ञसुराग्रहैरासुनिवृत्तिरिष्टा ॥
४५ नानिष्ठ्वानवसस्येष्ट्यापशुनाथाग्निमान्द्विजः नवान्नमद्यान्मांसंवादीर्घमायुर्जिजीविषुः
४६ यज्ञार्थं पशवः सृष्टा स्वयमेवस्वयंभुवा । यज्ञस्यभूत्यै सर्वस्य तस्माद्यज्ञेवधोवधः ॥
४७ तीरे तीरे स्फुरति सरितामग्रहारोऽत्र भूयानग्र्यो वर्गो धरणिमरुतामग्रहारेग्रहारे॥
वर्गे वर्गे धरणिमरुतां वर्धते साधु यज्ञो यज्ञे यज्ञे श्रवणसुभगः स्तोत्रशस्त्रानुघोषः ॥
४८ शिष्टेभ्यः प्रतिगृह्य वित्तमुचितं संपाद्य विद्याः कलौ ।
श्रद्धालुं श्रुतिकल्पसूत्रचतुरा ल्लब्ध्वा शुचीनृत्विजः ॥
प्रीतिं भागवतीं प्रकाममभिसंधायाहरन्त क्रतून् ।
धीमन्तो युगमन्तिमं तु कृतयन्त्यन्तर्मुखाः संततम् ॥
४९ हिंसाकृत्प्रत्यवेयादिति कथयति यो वेद एवैष यागे ।
पश्वालम्भं विधत्ते यदि क इह मखे वैदिकं संशयीत ॥
हिंसात्वाभावमेवाध्वरपशुनिहतेराह रामानुजार्य-
स्तत्तत्त्वस्थोपि यो न प्रसजति यजने कस्तदन्यो गुरुश्छिद् ॥
५० हिंसान्तरेष्विव मखाश्रितहिंसनेपि जैनेतरो यदिजनो भजते जुगप्साम् ।
नार्यन्तरेष्विव न निन्दति नन्दनानां निष्पादनं किमनघेपि निजे कलत्रे ॥
५१ या वेदविहिता हिंसा नियतास्मिंश्चराचरे। अहिंसामेव तां विद्याद्वेदाद्धर्मोहिनिर्बभौ
५२ यज्ञाय सृष्टानि धनानि धात्रा यज्ञोद्दिष्टः पुरुषो रक्षिताच ।
तस्मात्सर्वं यज्ञएवोपयोज्यं धनं ततोनन्तर एव कामः ॥
५३ यजस्व वाजिमेधेन विधिवद्दक्षिणावता । अन्यैश्च विविधैर्यज्ञैः समृद्धैराप्तदक्षिणैः ॥
स त्वमिष्ट्वामहायज्ञैःसमृद्धैराप्तदक्षिणैः। कीर्तिं लोकेपरां प्राप्य गतिमग्र्यां गमिष्यसि ॥
५४ यजस्व विविधैर्यज्ञैः बहुभिः स्वाप्तदक्षिणैः। देवांस्तर्पयस्वाहाभिःस्वधयाचपितॄनपि ॥
५५ मां भो प्रक्षिप होत्रे त्वं गच्छ स्वर्गमनिन्दितम् ।
५६ मृगमालोक्य हिंसायां स्वर्गावासं समर्थयत् ।
५७ तपो महत्समुत्सृज्य तस्माद्धिंसा न यज्ञिया ।
५८ अहिंसासकलोधर्मोहिंसाधर्मस्तथाहितः । सत्यंतेऽहंप्रवक्ष्यामिनोधर्मोसत्यवादिनाम्
कर्षणार्थोहि यो धर्मो मित्राणामात्मनस्तथा। व्यसनं नामतद्राजन्नधर्मःसकुधर्मतत् ॥

तं नस्त्वं शवशयनाभशांतमेधं यज्ञात्मन्नलिनरुचादृशा पुनीहि ॥

२४ यो वैश्यःस्याद्बहुपशुर्हीनक्रतुरसोमपः । कुटुम्बात्तस्य तद्वित्तं यज्ञार्थं पार्थिवोहरेत् ॥

२५ योनाहिताग्निः शतगुरयज्वा च सहस्रगुः । तयोरपि कुटुम्बाभ्यामाहरेदविचारयन्

२६ दातव्यमसकृच्छक्त्या यष्टव्यमसकृत्तथा ॥

२७ सहयज्ञाःप्रजाःसृष्ट्वा पुरोवाचप्रजापतिः । अनेन प्रसविष्यध्वमेषवोऽस्त्विष्टकामधुक्

देवान्भावयतानेन ते देवा भावयन्तु वः । परस्परं भावयन्तः श्रेयः परमवाप्स्यथ ॥

२८ न वै पापैर्ह्रीयते कृष्यते वा यो ब्रह्मणो भजते वेदशास्त्रैः ।

ऊर्ध्वं यज्ञैः पशुभिः सार्धमेति संतर्पितस्तर्प्यते न च कामैः ॥

२९ न हि पश्यामि जीवन्तं लोकेकंचिदहिंसया । सत्वैःसत्वाहिजीवन्तिदुर्बलैर्बलवत्तराः

भूमिं भित्वौषधीश्छित्वा वृक्षादीनण्डजान्पशून् ।

मनुष्यास्तन्वते यज्ञांस्ते स्वर्गं प्राप्नुवन्ति च ॥

३० तैर्हि सद्भिःकृतःपन्थास्तेन यातोनमुह्यति । तेहिस्वर्गस्यनेतारोयज्ञवाहाः सनातनाः

३१ स्वर्गकामो यजेतेति सततं श्रूयते श्रुतिः ।

३२ पशवश्चमनुष्याश्चद्रुमाश्चौषधिभिःसह । स्वर्गमेवाभिकांक्षन्ते नच स्वर्गस्ततोमखात्

३३ एष वै स्वर्गो लोको यत्र पशुं संज्ञपयन्ति ।

३४ नदीनां सङ्गमश्चैव वैताने समुपह्वरे । स्वात्मतृप्ता यतो यान्ति साक्षादेव पितामहम्

३५ यज्ञार्थं ब्राह्मणैर्वध्याः प्रशस्ता मृगपक्षिणः । भृत्यानां चैव वृत्यर्थमगस्त्यो ह्याचरत्पुरा

३६ अगस्त्यःसत्रमासीनश्चकार मृगयामृषिः । आरण्यान्सर्वदैवत्यान्मृगान्प्रोक्ष्य महावने

प्रमाणदृष्टधर्मेण कथमस्मान्विगर्हसे ॥

३७ कच्चिदेतावतो दिवसान्सुखिनो यूयम् । अप्रत्यूहा वा सम्यक्करणपरितोषित-

द्विजचक्रा क्रातवी क्रियते क्रिया ॥

यज्ञाय सृष्टानि धनानि धात्रा यज्ञोद्दिष्टः पुरुषो रक्षिता च ।

तस्मात्सर्वं यज्ञ एवोपयोज्यं धनं ततोनन्तर एव कामः ॥

३८ यो ध्रुवाणि परित्यज्याध्रुवं च परिषेवते । ध्रुवाणि तस्य नश्यन्ति ह्यध्रुवंनष्टमेवच

३९ इष्टान्भोगान्हिवोदेवादास्यन्तेयज्ञभाविताः । तैर्दत्तानप्रदायैभ्योयोभुङ्क्तेस्तेनएवसः

देवेभ्यस्तद्दत्तानेकव्रीहिपश्वादीनदत्वा स्तेन एव स्यात् ।

४० यदि ह्येनं नाहनिष्यत्कर्णः शक्त्या महामृधे ।

मया वध्योऽभविष्यत्स भैमसेनिर्घटोत्कचः ॥

एषहि ब्राह्मणद्वेषी यज्ञद्वेषी च राक्षसः । धर्मस्य लोप्तापापात्मा तस्मादेषनिपातितः

४१ अवेदानामयज्ञानामलोकानामवर्तिनाम् । कस्तेषांजीवितेनार्थस्त्वांविनाब्राह्मणाश्रयम्

१ अहं क्रतुरहं यज्ञः स्वधाहमहमौषधम् । मन्त्रोहमहमेवाज्यमहमग्निरहं हुतम् ॥
२ अहं हि सर्वयज्ञानां भोक्ता च प्रभुरेव च ॥
३ त्वं क्रतुस्त्वं हविस्त्वं हुताशः स्वयं त्वं हि मन्त्रः समिद्दर्भपात्राणि च ।
त्वं सदस्यर्त्विजो दम्पती देवता अग्निहोत्रं स्वधा सोम आज्यं पशुः ॥
४ यज्ञो वै विष्णुरित्येषाश्रुतिर्ब्रह्मन्सनातनी । किं यज्वनामसाध्यं स्यादिह लोके परत्र च॥
५ यज्ञोसि यज्ञरूपोसि यज्ञांगोसि रमापते ।
६ पुरुषो यज्ञ इत्येवं यत्परं परिकीर्तितम् । यच्चान्यत्पुरुषाख्यं स्यात्सर्वं तत्पुरुषोत्तमः ॥
७ ये च यज्ञपरा विप्रा ऋत्विज इति संज्ञिताः । आत्मदेहात्पुराभूता यज्ञेभ्यः श्रूयतां तदा
८ आश्चर्यं परमं वेदा धन्या वेदाश्च नारद । ये लोकान्धारयन्त्येव वेदास्तत्त्वार्थदर्शिनः
९ युष्मत्परतरं नास्ति श्रुत्या वा तपसापि वा ।
१० आश्चर्याश्चैव धन्याश्च यज्ञाश्चात्मपरायणाः ।
यज्ञार्थे च वयं सृष्टा धात्रा येन स्म नारद । तदस्माकं परोयज्ञो न वयं स्ववशे स्थिताः
११ आश्चर्यं परमं विष्णुः स ह्यस्माकं परा गतिः ।
१२ मयाभिभूतविज्ञाना श्रेष्ठयन्ति न कामतः । सम्यग्वेदमधीयाना यजन्ते विविधैर्मखैः ॥
१३ यतात्मानोज्झितक्रोधाःप्राप्नुवन्ति द्विजातयः । प्राप्तुं शक्योनचैवाहं नरैर्दुष्कृतकर्मभिः॥
१४ वेदपादो यूपदंष्ट्रः क्रतुदन्तश्चितीमुखः ।
१५ तत्त्वं न ते वयमनञ्जन रुद्रशापात्कर्मण्यवग्रहधियो भगवन्विदामः ।
धर्मोपलक्षणमिदं त्रिवृदध्वराख्यं ज्ञातं यदर्थमधिदैवमदो व्यवस्थाः ॥
१६ ब्राह्मणप्रभवोयज्ञो ब्राह्मणार्पणमेव च । अनुयज्ञं जगत्सर्वं यज्ञश्चानुजगत्सदा ॥
१७ ऐश्वर्यं प्रतिपन्नाःस्वं क्रतुभागपुरस्कृतम् । मयैवपूर्वं निर्दिष्टोनियोगः प्रतिपाल्यताम् ॥
यायजूकाश्चयेकेचिद्ब्राह्मणाःक्षत्रियाविशःतेषांकामदुघालोकाःस्वर्गमादिमनोहराः
यज्ञैरिष्ट्वायायजूकाफलं ते प्राप्नुवन्तु च । भावः सद्धर्मशीलानामभावः पापकर्मणाम्
१८ कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षरसमुद्भवम् । तस्मात्सर्वगतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम्॥
१९ नायं लोकोऽस्त्ययज्ञानां परश्चेति विनिश्चयः । वेदवादविदश्चैव प्रमाणमुभयं तदा
२० असृजद्धि प्रजा राजन्प्रजापतिरकल्मषः । मां यक्ष्यन्तीति धर्मात्मा यज्ञैर्विविधदक्षिणैः ॥
वीरुधश्चैव वृक्षाश्च यज्ञार्थं वै तथौषधीः । पशूंश्चैव तथा मेध्यान्यज्ञार्थानि हवींषि च
तत्संप्राप्य गृहस्था ये पशुधान्यधनानि च । नयजन्ते महाराज शाश्वतं तेषु किल्विषम्
२१ यज्ञशिष्टामृतभुजो यान्ति ब्रह्म सनातनम् । नायंलोकोस्त्ययज्ञस्य कुतोन्यः कुरुसत्तम ॥
२२ यज्ञार्थात्कर्मणोन्यत्र लोकोयं कर्मबन्धनः । तदर्थं कर्म कौन्तेय मुक्तसङ्गः समाचर
२३ यज्ञोयं तव यजनाय केन सृष्टो विध्वस्तः पशुपतिनाद्य दक्षकोपात् ।

قربانی اور اُسکے بند ہونے پر سرسری نظر

گذشتہ حالات کے پڑھنے اور ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندی دُنیا کے دوسرے قرن یعنی "تریتا یُگ" میں ویدوں کے عالموں اور عاملوں نے بدنیہ کو باقاعدہ رواج دیا۔ پہلے برہما پرستوں نے پھر شنکریوں نے اور بعدازاں وشنویوں نے عروج پایا، اور اپنے اپنے وقت میں ہر ایک نے خوب دھوم دھام سے قربانیاں کیں۔ مگر کپیلامنی کا سنیاس اور آباواجداد کا دھرم اور جینی دھرم یہ سب ویداور ویدک دھرم کے حریف اور مخالف تھے۔ مگر ویدک فاتحوں کے غلبے اور تشدد کے سبب سے یہ لوگ دبے رہے اور عرصہ تک ان کو سر اٹھانے کا موقعہ میسر نہ آیا۔ ہندوستان کی شست آب و ہوا اور سنیاس کی آسانی نے کشتریوں کو ڈھیلا کر دیا۔ اور انہوں نے تن آسانی اختیار کی، اور ویدک دھرم کی جکڑ کو توڑنا شروع کر دیا۔ ایسے زمانہ کو "دواپر" یعنی دو کے بعد تیسرا یُگ کہتے ہیں (پہلے یُگ کو ستیہ یُگ یا کرت یُگ اور دوسرے کو تریتا یُگ کہتے ہیں جن کا تذکرہ اُوپر آچکا ہے) اس یُگ کے آخر میں شری کرشن نے اپنے ہم قوم کشتریوں کے حال کے موافق سنیاس میں اصلاح کی جس کو بنام یوگ فروغ دیا۔

سنیاس خشک زہد ہے (جس کا کچھ حال بیان کیا جاچکا ہے) اور کشتری سپاہیوں کے لئے ناموزوں، شری کرشن نے اسکو موزوں بنایا۔ اور یوگیشور (یوگ کے خداوند) نام پایا۔ اِس یوگ نے بظاہر وید کو کوئی فوری نقصان نہیں پہنچایا مگر اُس کی تلقین وید کے حق میں سم قاتل ہوئی، وید نے تو دُنیا میں کامیاب اور خوش رہنے اور آخرت میں بہشت حاصل کرنے کے لیے دھرم سکھایا مگر یوگ نے نہ دُنیا میں خوشی چاہی نہ آخرت میں بہشت۔ دُنیا اور دین دونوں کو چھوڑ خدا کی ذات میں گھُس جانے اور شرکت کا دعویٰ کیا۔ وید نے تو اُمیدوں سے انسان کے دل کو سرسبز رکھنے اور ثمرہ سے نفع اُٹھانے کے لائق بنانے کی کوشش کی۔ مگر یوگ نے اُمیدوں کو پامال کر کے آدمی کو نامراد اور نا اُمید بنا کر خشک کر دیا۔ جب کشتریوں میں یوگ کی تعلیم پھیلی اور مایوسی اور نا اُمیدی کا دَور چلا تو مریدوں کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے، اور کشتری قوم کی قوم بیٹھ رہی۔

قدرت نے انسان کے ساتھ ساتھ اُمید کو پیدا کیا، اُمید کو کیسے کوئی چھوڑ سکتا ہے، اور جو اُمید کو چھوڑ بیٹھتا ہے وہ سب کچھ چھوڑ بیٹھتا ہے، دُنیا کے تمام کاروبار اُمید سے وابستہ ہیں، اُمید نہو تو کوئی کام نہ چلے۔ دُور کیوں جاؤ خود یوگیشور شری کرشن کو نا اُمیدی کی تلقین فرماتے

ہیں۔ مگر خود کاروبار میں اُمید رکھکر کام کرتے ہیں۔ مثلاً فرماتے ہیں کہ ویدک قربانیاں نہ چھوڑنی چاہئیں اسواسطے کہ یہ انسان کو پاک و صاف کرتی رہتی ہیں (بھیشمہ پروہ گیتا ادھیایہ ۱۸ شلوک ۴-۵ صفحہ ۳۲) یعنی پاک و صاف ہونے کی اُمید میں قربانی کرنی چاہئیے۔ سچ ہے کہ اُمید بغیر انسان قدم بھر بھی آگے نہیں بڑھ سکتا، دم بھر بھی خوش کیا بلکہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ آتے سانس کی اُمید میں آدمی سانس لیتا ہے۔ جب یوگ نے کشتری قوم پر اثر کیا، دھرم کی وقعت اور عزت دلوں سے جاتی رہی، ویدک دھرم میں سب سے بڑی بات قربانی کی تھی، اِس پر بھی بُرا اثر پڑا۔ جو دھوم دھام تریتا یگ میں ہوتی تھی اس کا عشر عشیر بھی دواپر کے اخیر میں نہ رہا تھا۔ راجہ یدھشٹھر دواپر کے آخر اور کلی یگ کے شروع میں تھا۔ اس کی حالت کو دیکھو قربانی کرنے کی اُمنگ اسکے دل میں بالکل نہ تھی۔ اگر ویاس اور شری کرشن جیسے خیرخواہوں اور بھیشمہ بزرگوار اور اور بڑے بڑے رشیوں کا دباؤ نہ ہوتا تو کیا وہ قربانی کرتا، ہرگز نہیں۔ اس کے دل میں دھرم کی نسبت ہر قسم کے شک اور شبہے تھے۔ مگر بزرگوں کے دباؤ اور گدّی کی آبرو قائم رکھنے کے لیئے اُس نے ہر طرح کی قربانیاں کیں۔ علاوہ ان کے اسکے بھائی ارجن اور بھیم وغیرہ اور اور اُمرا پورے یوگی خیال کے نہ تھے، ویدک دھرم اُن کا محبوب تھا اسلیئے مہاراجہ کو مجبوراً بحثوں اور تلقینوں کے بعد قربانیاں کرنی پڑیں۔

چنانچہ اشومیدھ پروہ ادھیایہ ۶۳ صفحہ ۱۴۲ میں یدھشٹھر اپنے بھائیوں سے کہتا ہے کہ:۔ ہم سب نے اپنے خیرخواہوں اور بزرگ ویاس کی نصیحت سُنی۔ مجھے بھیشمہ بزرگ اور شری کرشن کی نصیحت بھی یاد آئی۔ ان کی حکم کی تعمیل میں اچھی طرح قربانی کرنی چاہتا ہوں۔ دیکھئے یدھشٹھر کے اِس قول سے ویدک دھرموں کی بابت کیسی سرد مہری ٹپکتی ہے۔ یوں نہ کہا کہ میں مہاراجہ ہوں، ویدوں کی نگہداشت میرا فرض ہے، ویدک فرائض ادا کرنے چاہئیں۔ اس کے مقابلہ میں ذرا راماین کے زمانہ کو دیکھئے معلوم ہوتا ہے کہ دشرتھ راجہ کے دل میں قربانی جیسی اور کسی عبادت کی وقعت نہ تھی۔ جب راجہ دشرتھ کی عمر زیادہ ہوگئی اور گدّی پر بیٹھنے کے لائق اولاد نہوئی، تو خود بخود اس نے خیال کیا کہ کیوں میں دھرم کے ارشاد کے موافق اولاد کے لئے اشومیدھ نہ کروں۔ اُسیوقت جوش بھرا حکم صادر کیا کہ قربانی کی تیاری کیجائے اور گھوڑا چھوڑا جائے۔ یہ جوش اور یہ عقیدہ یدھشٹھر میں تلاش کرو۔ کوسوں بھی نہیں ملتا۔ اسکو خیال بھی نہیں آیا کہ پرمیشور نے مجھے فتح بخشی ہے اس کی شکرگذاری میں مجھے قربانی کرنی چاہیئے۔ خیال آتا تو کیسے آتا؟ دھرم کی

اُسکے دل میں جگہ نہ تھی، شکر ادا کرنا ویدک دھرم ہے، یوگ کا نہیں۔ یوگ کے خیالات نے دھرم
ارتھ، کام ان تینوں ویدک نعمتوں کو اسکے دل سے محو کر دیا تھا۔ یوں کہنا چاہیئے کہ دشرتھ بزرگوار
نے عقیدہ اور تمنا سے قربانی کی، اور یدھشٹھر نے لوگوں کے کہنے سننے اور شرما شرمی سے۔
سنیاس اور یوگ ہمیشہ حملے کرتے اور ویدک دھرم کو مٹا دینے کی کوشش میں لگے رہے، اور
سناتن ویدک دھرم کو دیمک کی طرح چاٹا کئے، اور اب تک چاٹتے چلے جاتے ہیں۔ ہم نے
جابجا تلاش کیا۔ سنسکرت کے بعض اچھے عالموں کو دیکھا۔ مگر کسی کو وید کی طرف ملتفت نہ پایا۔
یہ کہنا بالکل درست ہے کہ وید کا لگایا ہوا دھرم کا درخت کرم خوردہ ہو کر گر گیا۔ نام لینے والے
وید کا نام ادب سے لئے جاتے ہیں مگر عمل یوگ اور سنیاس پر کرتے ہیں۔ بطور مثال ہمنے سوامی
رام تیرتھ متوفی کا قصہ اِس کتاب میں درج کیا ہے، ان سے بڑھکر سچا آدمی ملنا دشوار ہے، اس کو
پڑھ کر اصل حالت معلوم ہو جاتی ہے۔

صاحب نصاب قربانی کنندہ کو یجمان یا ججمان کہتے تھے، عام اس سے کہ وہ کشتری ہو یا برہمن
یا بنیا۔ کارکن ہمیشہ برہمن ہی ہوا کرتے تھے اور قربانی کے اعلیٰ عہدے مثلاً برہما، ادھریو، ہوتا،
سام گا، برہمنوں ہی کو نصیب ہوتے تھے، کیونکہ وید کے منتروں سے کشتری اور بنئے برہمنوں جیسے
واقف نہ تھے، برہمن ہی جانوروں کو اپنے ہاتھوں سے کاٹتے چھانٹتے تھے، قربانیوں سے ان کو
بہت آمدنی ہوتی رہتی تھی۔ قربانی کے اختتام پر راجہ لوگ کارکنندہ برہمنوں کو اپنی سلطنت کی
سلطنت بخشدیا کرتے تھے۔ دشرتھ مہاراجہ کی جب اشومیدھ پوری ہوئی تو اس شکرگذاری
میں اس نے اپنا تمام راج پوجاریوں کو بخشدیا۔ مگر برہمنوں نے اس کے عوض مال و دولت لیکر
مُلک راجہ کو واپس دے دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس بخشش سے وید کی عظمت مد نظر تھی
نذرانہ دینے والا گویا کہتا تھا کہ ہمارے دل میں وید کی اتنی وقعت ہے کہ ہم اسکے ایک حکم کی تعمیل
میں ساری سلطنت کی دولت خرچ کر ڈالتے ہیں۔

اب یدھشٹھر راجہ کو دیکھئے اس کو یہی خیال پریشان کرتا رہتا تھا کہ قربانی خواہشات نفسانی کے
پورا کرنے کے لئے کیجاتی ہے، اس میں ہنسا کا اندیشہ ہے، اس کی ضرورت ہی کیا ہے، کیا
کوئی قربانی ایسی بھی ہے جو صرف دھرم کے لئے ہو، جس میں اُمید اور آرزو کو دخل نہو۔
اور دکشینہ (نذرانہ یا اُجرت) دینی نہ پڑے، دکشینہ کیوں دیجائے۔ اور کیوں اتنی بہت

دیجائے کہ ملک کا ملک بخشدیا جائے، یہ دستور تو اس کو بازاری لین دین کا سا معلوم ہوتا تھا، اور وہ وید میں یوگ کا سا خشک زہد اور نامرادی اور نا امیدی ٹٹولنا چاہتا تھا۔ ویدنے تو دھرم، ارتھ، کام مال و دولت اور عیش و عشرت کا قانونی استعمال سکھایا ہے۔ مگر یوگ میں ان تینوں کو ترک کرنا لازمی ہے۔ پس قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جو جوش ویدک سچائی کا راجہ دشرتھ کے دل میں تھا، یدھشٹھر کے وقت میں اس کا پاسنگ بھر بھی باقی نہ رہا تھا۔

جن کتابوں کے پڑھنے کا مجھے موقعہ ملا، ان میں بالعموم برہمن اور کشتریوں کے حالات مندرج پائے، وہ بھی ایسے جو دھرم سے متعلق ہیں۔ صرف دنیاداری کے حالات بہت کم دکھائی دیتے ہیں ویدک دھرم رائج تھا۔ لیکن اکثر یوگ اور سنیاس کا رنگ لئے ہوئے۔ اس لئے ویدک دھرم کو پوری کامیابی کا مشکل سے موقعہ ملا۔ اور زبردست ویدک کشتریوں کے بعد بلبلہ کی طرح غائب ہوگیا برہمن اور کشتری دونوں قومیں ملکر راج کا کام چلاتی تھیں۔ چنانچہ مہا بھارت میں وارد ہے:۔

۲ کشتریوں سے برہمن اور برہمنوں سے کشتری پیدا ہوئے، ان دونوں کو ایک دوسرے کی مدد مدارا کرتے رہنا چاہیئے (شلوک ۱۱) فرق یہ تھا کہ کشتری کے ہاتھ تلوار اور برہمن کے ہاتھ قلم تھا، لکھنے پڑھنے میں کشتری بھی برہمنوں کے محتاج تھے، وزیر اور مشیر اکثر برہمن ہوا کرتے تھے، سپاہگری کا کام صرف کشتریوں کے ہاتھ تھا، بنیوں کو انتظام مملکت یا علوم و فنون سے کوئی تعلق نہ تھا۔ تجارت اور کاشتکاری اُن کا کام تھا، یہ اپنی آمدنی کا چھٹا حصّہ راجہ کو دیا کرتے تھے، ایران میں دسواں حصّہ بادشاہ لیتا تھا۔ مہا بھارت میں ایک اور معتبر روایت ہے کہ اصل کشتری سُرخ و سفید رنگ کے تھے، اور برہمن سفید رنگ کے اور بنئے زرد رنگ کے۔ اِس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ملکوں کے باشندے تھے، تمدن نے انکو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اور باہمی اختلاط سے قومی علامات میں فرق آگیا۔ آب و ہوا کے اثر سے جسموں اور رنگوں میں تبدیلی واقع ہوئی۔ بنئے ابھی تک زرد رنگ کے دکھائی دیتے ہیں۔ اِن تینوں فرقوں کا مذہبی قانون ایک تھا، یہ تینوں فرقے بجور ویدکی جاری کی ہوئی قربانیاں کیا کرتے تھے۔ کشتری فاتح ویدک دھرم کے لانے والے اور رواج دینے والے اور محافظ تھے۔ برہمن مذہبی احکام پر عمل کرنے اور کرانے کے ذمّہ وار تھے، برہمنوں کے فتوے پر راجہ لوگ عملدرآمد کیا کرتے تھے، وہی قربانیوں کا سارا کام کرتے تھے راجہ صرف روپیہ پیسہ اور اور سامان مہیا کر دیتے تھے۔

جب کشتریوں نے یوگ اور سنیاس کی استھانیوں کو دیکھا اور روحانیت کے قصے پڑھے سُنے تو انکے گرویدہ ہوگئے، جس سے سناتن دھرم کمزور پڑ گیا، اور برہمن قربانی کرنے سے جان چُرانے لگے

٣ چنانچہ مہابھارت (شانتی راپروہ ادھیایہ ٦٣ صفحہ ٥٤) میں دیکھئے بھیشمہ بزرگ فرماتے ہیں کہ:-

کشتریوں کے بگڑنے کے ساتھ ہی ویدوں کو اور اور تمام دھرم کی باتوں کو نیست و نابود ہوا سمجھو۔

بھیشمہ بزرگ کی یہ شہادت بالکل سچی تاریخی شہادت ہے۔ اس کا ہر ایک حرف سچا نکلا۔ کشتریوں کے مذہبی زوال سے ویدک قربانی بند ہوگئی، قومی جوش و خروش جاتا رہا۔ بجائے تلوار اور کمان کے مالا کمنڈلو اور کشکول نے کشتریوں کے ہاتھوں میں جگہ پائی۔ اور دشمنوں کے ڈرانے کو شیر کی طرح غرانے کی جگہ منتروں کی جپ اور جھاڑ پھونک انھیں بھائی۔ زمین کی تکالیف کو چھوڑ روحانی پرواز کی آرزو کی پرچھائیں ان کے دلوں پہ چھائی۔ تب برہمنوں کی بن آئی۔ انہوں نے قربانیوں کا کام ٹالنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ ایسا وقت آیا کہ قربانی کی رسومات کو جاننے والے نایاب ہوگئے۔

ایسی حالت میں بھی وید کے عاشق قربانی کی طرفداری کرتے ہیں۔ دیکھئے ایک دیوتا دوسرے سے

٤ کہتا ہے کہ:- اِس کلی یُگ میں بعض لوگ یہ کہکر کہ "اس زمانہ میں دھرم کے ماہر قربانی کنندہ پُجاری نہیں ملتے" قربانی کرنے کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں، یہ ان کا کہنا بالکل غلط ہے یہ ویشنوی یوگ کے عامل کیوں ایسی رسموں کو خیرباد نہیں کہتے جنکا دار و مدار ماہر پجاری پر منحصر ہے۔ یعنی اور رسومات کے کرنے کے لئے پجاری کو کافی سمجھتے ہیں۔ مگر قربانی کے لئے ناکافی تعلیم یافتہ کہتے ہیں (وشوگنہ درشن چمپو۔ شلوک ٣٦٨- ننڈیرسنڈل)

کشتریوں کے ہلجانے سے ویدک دھرم متزلزل ہوگیا، اور اصل سے دُور ہٹتے ہٹتے شاخ در شاخ ہوگیا۔ اور وید کے لائے جانے سے پہلے جو دھرم تھا وہی پھر رواج پا گیا، اور اسی کو ویدک لوگ

٥ سناتن دھرم کہنے لگے۔ اور بھیشمہ بزرگ کا یہ قول صادق آیا۔ اندر دیوتا کی طرح راجہ ہمہ بین وہمہ دان ہوتا ہے، جس دھرم کو وہ چاہتا ہے، اسی کو لوگ اپنا دھرم قرار دیتے ہیں، اور اس پر چلتے ہیں (شلوک ٤٥) جب کشتری راجاؤں نے یوگی بنکر سپاہگری سے کنارہ کشی کی تو عام طور پر رعایا کے ہر طبقہ میں اس کا سنیاسی اثر پہنچا۔ اور دھرم کی رسومات ادھرم قرار دی جانے لگیں۔ دھرم کے معتقدوں کی مذمت کا وقت آیا۔ چنانچہ لوگ قربانی کرنے والے برہمنوں کی نسبت کہنے لگے:-

٦ افسوس کہ برہمنوں نے جیسی پاک قربانی چھوڑ دی، اور کشتریوں کی ایجاد کردہ قربانی اختیار کی

اور بجائے روحانی قربانی کے جسمانی قربانی جانور کی کرنے لگے، ہم تو روحانی قربانی کی عزت کرتے ہیں، اور روحانی قربانی کرنے والوں کی۔ کشتری یدنیہ تو لٹیروں نے امیروں کی جیب کاٹنے کے لئے ایجاد کی ہے (شانتی مو پروہ۔ ادھیایہ ۲۶۳ صہ ۱۳۸)

نوٹ۔ دیکھئے اس خیال کے لوگ تمام قدیم آریا بزرگوں، فاتحوں، اور علماء و صلحا کو چور اور ٹھگ قرار دیتے ہیں۔ اِس جرم کی پاداش میں کہ انہوں نے قربانی میں جانور ذبح کئے، اور گوشت کھایا اور کھلایا۔ اور ان کو جاہل اور وید کے معنوں سے ناواقف سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے قربانی میں جانور کا ٹکڑ دیوتاؤں اور وشنو کے حضور میں نذرانہ پیش کیا۔ خود یہ غلط معنی بیان کرنیوالے لوگ کیسے بلید اور ناشکر گذار ہیں کہ قدیم علما کو جاہل کہتے ہیں، اور اپنی جہالت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ مشہور قدیم شاعر کالیداس اپنی کتاب شاکنتلا (انکہ ۶ صہ ۱۸۳) میں ایک ماہیگیر کے مُنہ سے کہلواتے ہیں:۔ جانوروں کے ذبح کرنے کا کام بیشک بڑی سنگدلی کا ہے، اور وید خواں برہمن نرم دل۔ اسلئے قربانی کا کام کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ خاندانی کام یا پیشہ چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ جیسے میں اپنا ملعون کام نہیں چھوڑتا۔

دیکھئے سمجھ دار اور حق ناحق میں تمیز کرنے والے مچھیرے بھی قربانی نہ کرنے والے برہمنوں پر ہنستے ہیں، اور ان کو سمجھاتے ہیں کہ قربانی کرنا سنگدلی سہی۔ مگر وید کے حکم کی تعمیل ہے، اسکو بیرحمی تصور نہ کرو۔ آؤ۔ اے پرہیزگارو آؤ۔ اور قربانیاں کرو۔ دیکھو مچھلیاں پکڑنا بے رحمی کا کام ہے مگر میں مچھیرا ہوں، یہی میرا آبائی پیشہ ہے، میں تو اس کو نہیں چھوڑتا۔ پس تم اے عالم برہمنو وید کے حکم سے واقف ہو۔ تم کیسے حکم عدولی کرتے ہو۔

مہابھارت میں مذکور ہے کہ راجہ ہی اچھے بُرے وقت کا سبب ہے، راجہ کی بھلائی سے ستیہ یگ ہوجاتا ہے، اور راجہ ہی کی بُرائی سے کلی یُگ آجاتا ہے۔ جب راجہ دھرم پر چلتا ہے، تو رعایا بھی دھرم کی پابند رہتی ہے، اور گناہ پیدا ہونے نہیں پاتا۔ تب ستیہ یگ (سچ اور راستبازی کا زمانہ) اور جب راجہ خود گمراہ ہو جاتا ہے تب رعایا بھی ویسی ہی ہو جاتی ہے، اور گناہ پھیلتا جاتا ہے۔ ایسے زمانہ کو کلی یُگ کہتے ہیں۔ ہندی آریوں کے راج کی بنیاد اِسی اصول پر تھی، رعایا کا خود اپنا کوئی علیحدہ مذہب نہ تھا، راجہ کے مذہب پر چلنے کی عادت تھی۔ کیونکہ راجہ کو پرمیشور کا سایہ اور بعض حالتوں میں اوتار گنتے تھے۔ جب سنیاس اور یوگ دھرم نے راجاؤں کے دماغ کو

منتشر کیا، اور جب سے کہ بیرونجات کے مذہبوں نے ہندوستان میں قدم جمایا تب سے کلی ٹیگ زمانہ شمار کرنا چاہیئے۔

ان چار ٹیگوں میں چار دھرم

۸ کرت (ستیہ) ٹیگ میں صرف دھیان سے عبادت کرتے تھے۔ تریتا ٹیگ میں جانوروں کی قربانی سے۔ دواپر ٹیگ میں پوجا پاٹھ سے۔ اب کلی ٹیگ میں صرف حمد و ثنا سے (شلوک ۸۴ - ۶ - ادھیایہ ۱۲۲)

۹ ایسے ہی بھاگوت پران میں کہتے ہیں کہ:- جو ثواب کرت (ستیہ) ٹیگ میں وشنو کے دھیان سے حاصل ہوتا تھا، اور جو ثواب تریتا ٹیگ میں قربانیوں سے حاصل ہوتا تھا، اور جو ثواب دواپر ٹیگ میں عبادت سے حاصل ہوتا تھا اب کلی ٹیگ میں وہ ثواب وشنو کے ذکر کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ (شلوک ۵۲ - سکندھ ۱۲ - ادھیایہ ۳)

نوٹ - وشنوی یوگ کی تعلیم نے ویدوں کو بالکل ترک کر دیا۔ قربانی کا صریح حکم شری کرشن وشنو نے دیا ہے اور خود متھرا میں گوالوں سے جانوروں کی قربانی کرائی، برہمنوں کو کھانا کھلایا اور خود وشنو بنکر تمام قربانی کا نذرانہ نوش فرمایا جس کا تذکرہ ہری ونش پران میں صاف صاف موجود ہے، اور ہم اس کتاب میں اس کو درج کر چکے ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وشنوی لوگوں نے کس طرح وشنو کے صریح حکم کو چھوڑ دیا۔ اور پھر بھی وشنوی کہلاتے ہیں، یہ جین بادشاہوں کی عملداری کا نتیجہ ہے۔ گوالوں نے جین مذہب پورا پورا اختیار نہیں کیا۔ مگر سلطنت کے دباؤ نے اُن سے قربانی چھوڑ وادی اور عرصہ دراز کی غلامانہ چال کے اثر سے قربانی اور گوشت سے نفرت پیدا ہو گئی۔

۱۰ کرت (ستیہ) ٹیگ میں تپہ (ریاضت) کرنے کا حکم تھا، تریتا ٹیگ میں قربانی کا حکم ہوا۔ دواپر ٹیگ میں قربانی اور دان دونوں کا حکم ہوا، اور کلی ٹیگ میں صرف دان کرنے کا حکم باقی رہا (شلوک ۳۹ برہما پران - ادھیایہ ۶ - گوتمی ماہا تمیم)

۱۱ **ٹیگوں کی بابت بزرگوں کی رائے** - مہابھارت - شانتی پروہ ادھیایہ ۲۴۰ صفحہ ۲۵ میں خود برہما ٹیگوں کا حال یوں بیان کرتے ہیں کہ:- اب کرت (ستیہ) ٹیگ ہے، یہ بہترین وقت ہے۔ اس میں قربانی کے جانور نہ مارے جائینگے (شلوک ۸۲) اب دھرم کے چاروں پیر صحیح سالم ہیں

۱۲ اسکے بعد تریتا ٹیگ آئے گا، جس میں تین ویدوں پر عمل ہوگا، اور جانوروں پر قربانی کے لئے پانی چھڑکا جائیگا، اور جانور ذبح کئے جائیں گے، اس ٹیگ میں دھرم کی ایک ٹانگ ٹوٹ جائیگی (۸۴) اس کے بعد دواپر ٹیگ آئیگا، اس میں دھرم اور ادھرم ایک ہو جائیں گے، اور دھرم کی دو ٹانگیں

ٹوٹ جائیں گی (شلوک ۸۶) اسکے بعد کلی یُگ ہوگا، اسمیں دھرم کی ایک ٹانگ رہجائیگی (۸۷)
ایک دفعہ پہاڑوں میں پھرتے ہوئے بھیم سین پانڈو کی ہنومان دیوتا بندر سے ملاقات ہوئی
بھیم نے یُوگوں کی نسبت دریافت کیا۔ ہنومان نے یوں جواب دیا کہ:- کرت (ستیہ) یگ میں
ہر کوئی اپنا اپنا فرض ادا کرتا تھا، دھرم مکمل تھا، کوئی نقص یا خامی اس میں نہ تھی، اس یُگ کے
آدمی کامل تھے، دُنیا خوب آباد تھی، آدمی ایک طرح کا تھا، دیو، دانوہ، گندھروہ وغیرہ تفریق کو
کوئی نہ جانتا تھا، خرید و فروخت کا مشغلہ نہ تھا، نہ سام وید تھا، نہ رگوید، نہ یجور وید تھا نہ چار ذاتیں
مُراد حاصل کرنے کے لئے کسی کوشش کی ضرورت نہ تھی۔ خیال آتے ہی خود بخود مُراد پوری ہو جایا
کرتی تھی۔ حسد و بغض رُونا دھونا نہ تھا، غرور اور تکبر نہ تھا، بُرائی کا خیال بھی کسی کو نہ آتا تھا
لڑائی جھگڑا نہ تھا، رشک اور جلن نہ تھی، افسوس کرنے کا موقع پیدا نہوتا تھا، صرف برہما ہی
یوگیوں کا ماوا و ملجا تھا، سب کی جان برہما تھا۔ تب برہما کا رنگ سفید تھا یعنی کوئی داغ اور
دھبّہ اسپر نہ تھا، برہمن، کشتری اور بنئے اپنا اپنا کام اور اپنا اپنا فرض ادا کیا کرتے تھے، سب
ایک دیوتا کو مانتے تھے، اور سب ایک طرح کی پوجا کیا کرتے تھے، اور عبادت بلا آرزوئے ثواب
کیا کرتے تھے اور نجات پاتے تھے، دھرم کے چاروں پیر ثابت تھے۔ تین گُنوں دھرم، ارتھ، کام کو
کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اسکے بعد تریتا یُگ آیا تب قربانی شروع ہوئی، پُورا دھرم نہ رہا، تین ٹانگ کا
رہگیا، ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ وشنو نے سُرخ رنگ اختیار کیا، تب بھی لوگ صدق پسند تھے
اور طرح طرح کی قربانیاں اور عبادتیں کیا کرتے تھے، اور دُنیا کے کاموں میں لگے رہتے تھے۔ یعنی
تین گن دھرم، ارتھ اور کام زوروں پر تھے، دینداری، دولت اور کامرانی کا ہر کوئی خواستگار تھا
عبادت اور ریاضت کا صلہ چاہتا تھا، اپنے دھرم میں پکّا تھا۔
اس کے بعد دواپر یگ آیا، اس میں دھرم کی دو ٹانگیں ٹوٹ گئیں اور وشنو نے پیلا رنگ
اختیار کیا، اور وید چار ہو گئے۔ کوئی چتروید ی، کوئی ترویدی، کوئی دوویدی، اور کوئی ویدی
اور کوئی بغیر ویدی کہلانے لگا۔ جب شاستر قانون متفرق ہو جاتا ہے تب مختلف مذاہب پیدا
ہو جاتے ہیں اور لوگ عبادت و ریاضت کو چھوڑ کر دُنیا کے عیش و آرام میں لگ جاتے ہیں،
بوجہ جہالت ایک وید کے بہت سے وید لوگ بنا لیتے ہیں، سچ کو چھوڑ جھوٹ کو اختیار کر لیتے
ہیں، طرح طرح کے مرض پیدا ہو جاتے ہیں، پیدا ہونے لگتے ہیں، تب طرح طرح کی عبادتیں

کرنے لگتے ہیں، خواہشات اور مرادوں کے حاصل کرنے کی تمنائیں کرتے ہیں، بہشت حاصل کرنے کے لئے قربانیاں کرتے ہیں۔ اس طرح دواپر یگ میں لوگ دھرم کو بھولجاتے ہیں، ایسی حالت میں کلی یگ شروع ہوجاتا ہے، اور دھرم کی تین ٹانگیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ تب وشنو کرشن سیاہ رنگ کا ہوجاتا ہے، اور وید کا عملدرآمد باقی نہیں رہتا، اور قربانیاں اور اور دھرم کے کام سب بند ہوجاتے ہیں۔

ہنومان دیوتا کے اس بیان سے پورا نقشہ دھرم کا آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔ کرت یگ یعنی پہلے یگ میں یجور وید نہ تھا، قربانی کی رسم نہ تھی (یجس ویدک لفظ ہے جسکے دو معنی ہیں (۱) پوجا، آؤ بھگت اور عزت افزائی وغیرہ (۲) قربانی۔ نحوی قاعدہ سے یجس کا س رسے بدلگیا۔ بجائے یجس وید کے یجور وید ہوگیا)۔ یجور ویدی کشتری اس زمانہ میں آئے اور انھوں نے ملک فتح کیا اور قربانیوں کو رواج دیا۔ یہ گوشت خوار قربانی کنندہ قوم کے تھے۔ ان کے زمانہ میں راماین جیسی عمدہ کتاب اور بعد ازاں مہابھارت جیسی جامع کتاب تصنیف ہوئی۔ اِسلئے دونوں میں قربانیوں کی فضیلت کے احکام اور قصے مندرج ہیں۔ رگویدی لوگ بقول ہنومان تمدن کے قواعد پھیلنے سے پہلے کے تھے۔ جب مردم شماری اور آبادی کم تھی، اسلئے باہمی تنازعات نہ تھے۔ یجور وید کے زمانہ میں آدمیوں کی تعداد بہت تھی، اور قانون کی ضرورت پڑی تب منو جیسے قانون بنانے والے پیدا ہوئے، یہی سورج ونشی راجاؤں کے آباواجداد ہوگذرے۔ یہ سب گوشتخوار اور قربانی کرنے والے یجور ویدی کشتری تھے، ایسے ہی چندر ونشی کشتری بھی گوشتخوار اور قربانی کی رسومات کے پابند تھے۔ یہی یجور ویدی کشتری جب یوگ اور سنیاس کے شکار ہوئے تب ویدک احکامات ردّی ہوگئے۔ یدھشٹھر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے زمانہ میں وید کے حکموں کی تعمیل کم ہوتی تھی۔ بدھ اور جین دھرم نے جب غلبہ کیا تب ویدک دھرم مفقود ہوگیا ثواب گناہ سے بدل گیا۔ قربانی جو بڑے ثواب کا کام تھا، گناہ کہلانے لگا۔

اُوپر ہم کئی مثالوں میں دیکھ آئے ہیں کہ برہمن ویدک احکامات کو کشتری راجاؤں کے زور کے زمانہ میں اچھی طرح مانتے تھے، اور اپنے پیشہ پر فخر کیا کرتے تھے، اور زمین کے دیوتا کہلاتے تھے۔ مگر یجور وید کے احکامات کی تعمیل میں جانور کو مارنے اور کاٹنے اور ہَون کرنے سے اُن کا دل کانپتا تھا جیساکہ ماہی گیر کے قصہ میں ہم پڑھ چکے ہیں۔ مگر راجاؤں کے غلبہ کے زمانہ میں اُن کا بس نہ چلتا تھا۔ اور وہ ایسی ترکیب سے اپنا مذہبی فرض ادا کرتے تھے کہ راجہ لوگ ان کے مطیع اور فرمانبردار رہتے تھے۔

۱۳ مہابھارت انوپروہ ادھیایہ ۳۳ صفحہ ۵۵ میں دیکھئے برہمنوں کی قوت کا اندازہ:۔ برہمن مالک ہیں

جسکو چاہیں دیوتا بنالیں، اور جس دیوتا کو چاہیں منسوخ کردیں (ش ۱۷) اور پھر منو کا حکم مدنظر رکھئے،

۱۳ اگر وید میں کسی سوال کا جواب نہو تو برہمن علما جو کہیں وہی دھرم ہے (شلوک ۱۰۸ منو ادھیایہ ۱۲)

قدیم آریوں میں برہمن کی بڑی قوت تھی، راجاؤں کے گرو (پیر) برہمن ہوا کرتے تھے۔ علم برہمنوں کے قبضہ میں تھا، جس کو چاہتے اور جو چاہتے سکھاتے، کسی کو دخل دینے کا موقع نہ تھا، اپنے عقیدہ کے موافق تعلیم دیتے اور مروج دھرم کو بدلدیتے تھے معتقدین کو سوائے مان لینے کے اور کوئی چارہ نہ تھا یہ نہ سمجھو کہ آجکل کی طرح چھاپہ کی کتابیں کوڑیوں کے مول بکتی تھیں اور گلی گلی مدرسے کھلے تھے نہیں تب تو زبانی تعلیم ہوا کرتی تھی۔ گرو اپنے آشرم میں بیٹھا جسکو چاہتا پڑھاتا اور جو چاہتا سکھاتا۔ یہی علم برہمنوں کا ہتھیار تھا۔ اس کی ایک تاریخی مثال پڑھئے جس سے معلوم ہو جائیگا کہ برہمن کیسی کیسی ترکیبوں سے دھرم کو بدلدیتے اور راجہ کو اپنا سا بنالیتے تھے۔

ہرنیہ کشیپو ایک مشہور زبردست شیو پرست راجہ ہو گذرا، وشنویوں نے بہت کوشش کی مگر اسکو نہ ورغلا سکے، وہ بدستور مہادیو کا معتقد بنا رہا، اس کا بیٹا پرلھاد کم عمر تھا، راجہ نے اُس کے پڑھانے کے لئے اُستاد مقرر کئے۔ اگرچہ وہ بظاہر اچھے مہادیو پرست تھے مگر خفیہ وشنوی تھے" اور برسوں سے اس تاک میں لگے تھے کہ اگر باپ ہاتھ نہ آیا تو کسی نہ کسی طرح بیٹے کو وشنوی بنالیں گے۔ جب اُن کا تقرر ہوا تو انہوں نے بچّہ کو ایسی تعلیم دی کہ وہ دل سے وشنو کا گرویدہ ہو گیا۔ ایک دفعہ راجہ نے اُس کا امتحان لیا اور اسکو وشنو کی طرف مائل دیکھ کر اُستادوں کو فہمایش کی کہ دیکھو یہ بچّہ بگڑ چلا، کسی نے اُس کو ادھرم کی باتیں سکھادیں، اچھی طرح نگہداشت رکھو اور وشنوی لوگوں سے نہ ملنے دو۔ جب پرلھاد جوان ہو گیا تب راجہ نے پھر اُس کا امتحان لیا۔ اس نے کھلم کھلا وشنو دھرم کی تعریف کی، راجہ کے ہوش اُڑ گئے، اور اسپر بہت خفا ہوا اور خوب دھمکایا۔ مگر کیا ہوتا تھا، اُسکا اعتقاد ایسا پکا ہو چکا تھا کہ وہ بالکل نہ بدلا۔ راجہ نے اسکے قتل کردئے جانے کا حکم دیا جلادوں نے اسے مار ڈالنے کی بہت کوشش کی مگر وشنو نے اُسے مرنے نہ دیا۔ اور خود نصف شیر اور نصف انسان کا روپ بھر کے راجہ پر حملہ کیا اور اسکو مار ڈالا۔ اسکے بعد اُسکے ملک میں وشنویوں کی عملداری ہو گئی۔ سورج ونشی راجہ کچھ عرصہ تک برہما پرست پھر مہادیو پرست اور پھر وشنو پرست ہو گذرے یہانتک کہ مہاراجہ رام اور ان کے بھائی خود وشنو کے اوتار تھے۔ گو یوگ کو مانتے تھے مگر یجروید پر عمل کرتے تھے، بہشت کو بہشت مانتے تھے، وشنویوں کی طرح بہشت کو دوزخ نہ کہتے تھے۔

بلکہ بہشت حاصل کرنے کی اُمید میں قربانیاں کیا کرتے تھے۔ سنیاسیوں کے معتقد اور خود سنیاسی بنکر رہنے کے آرزومند رہا کرتے تھے۔ مگر ساتھ ہی اسکے اُمیدیں رکھتے تھے، اور ثمرہ کی تمنا کیا کرتے تھے۔ وشنویوں کی طرح نامراد اور نا اُمید نہ تھے۔ اگرچہ وید کے حکم کے مطابق قربانیاں کیا کرتے تھے، اور ویدوں کے حامی تھے اور یجور ویدی کہلاتے تھے۔ مگر یوگ سمادھی کے ذریعہ سے مرنیکو موجب نجات تصور کرتے تھے۔ چنانچہ کالیداس اپنی کتاب رگھو ونش میں اس خاندان کے بزرگوں کی یوں تعریف کرتے ہیں:۔ اس خاندان کے بزرگ بچپن میں علم سیکھتے تھے، جوانی میں جوانی کا مزہ اڑاتے تھے۔ بڑھاپے میں مُنی بنکر رہتے تھے، اور آخری وقت یوگ پر عمل کر کے جان دیدیتے تھے اس تعریف سے ثابت ہے کہ گو وید کے حامی تھے، مگر یوگ کے مغلوب تھے۔ صرف ویدہی کے پیرو نہ تھے، وید اور یوگ دونوں پر عمل کرتے تھے۔ زندگی میں ناز و نعمت میں رہنے کے لئے وید پر چلتے تھے اور مرتے وقت یوگ کو موجب نجات سمجھتے تھے۔ یوگی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ وید سے نجات ابدی حاصل نہیں ہوتی، نجات کے لئے وید کو چھوڑ ویدانت پر عمل کرنا چاہیئے۔

نوٹ۔ ویدانت کسی مذہب یا کتاب کا نام نہیں ہے، طرز خیال کا نام ہے۔ انت معنی اختتام کے ہیں، اُردو ہندی میں بھی انہی معنوں میں مستعمل ہے۔ ویدانت یعنی ویدوں کا انت۔ ویدوں کے آخر میں یا ویدوں کے بعد کیا کرنا چاہیئے۔ گویا وید کافی نہیں، نجات ویدوں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اُسکے بعد طرز خیال کو بدلو۔ ویدوں کی تعلیم دھرم، ارتھ، کام کو چھوڑو اور نیا طرز خیال اختیار کرو، جس سے وشنو سے وصال میسر آئے۔

ویدک کشتریوں کے زوال کے بعد لوگوں نے ویدک احکامات کے بوجھ کو سر سے اُتار پھینکنے کی کوشش کی اور قدیم طرز خیال سنیاس اور یوگ کو پھر زندہ کیا۔ یہ خیالات مختلف یوگیوں کے پیدا کئے ہوئے اور رفتہ رفتہ جمع کئے ہوئے ہیں اور اس مجموعہ کو "اوپہ نشد" اور بھگود گیتا"، "اوپہ نشد" "برہما سوترم" (پرستھان تری) ان سب کو "ویدانت یا میمانوسا" کہتے ہیں۔ اوپہ کے معنی قریب اور نشد = (فارسی نشست) قریب بیٹھنے والے، ندیم، ہمنشین۔ جنکے ذریعہ سے برہما اور وشنو سے وصال ہوتا ہے، یعنی جو خیالات اور طرز خیال وشنو کے دربار میں پہنچا دیتا ہے برخلاف وید کے جو وہاں تک نہیں پہنچاتے، بلکہ دُنیا میں ہی ختم ہو جاتے ہیں، اسی لئے گیتا میں شری کرشن ارجن کو ہدایت کرتے ہیں کہ وید احساس دنیوی پر مبنی ہے، اسکو چھوڑ دو۔

رُوحانیت اختیار کرو۔ لطیفہ۔ (ایکدفعہ ایک اوپہ نشدی مذہب والے نے مجھسے طنزاً کہا کہ دیکھئے شاہزادہ دارا شکوہ کو کسی تعلیم و تلقین سے اطمینان قلب حاصل نہوا۔ ویدانتی خیالات سُنکر اسکو پوری تسکین حاصل ہوگئی۔ میںنے کہا کہ اِسی لئے اس نے سلطنت کھوئی۔ نہ اپاہج بنتا نہ جان کھوتا)۔ اس سورج ونش کا پہلا راجہ اکشواکو ساتویں منو وی وسوت نام کا بیٹا تھا اور یہ وی وسوت، ویوسوت (سورج) کا بیٹا تھا۔ اِسی وجہ سے یہ خاندان "سورج ونشی" کہلایا کہتے ہیں کہ (ویوسوت) منو وی وسوت نے اپنے باپ سورج سے یوگ سیکھا تھا اور اپنے بیٹے اکشواکو کو اس نے یوگ سکھایا۔ اسی اکشواکو کی اولاد میں نامور نیکنہاد مہاراجہ رام ہو گذرے، جن کو ہنومان نے یجر ویدی صفت سے موصوف کیا ہے یعنی یجر وید قربانی کے وید کے عامل، رام مہاراج نے گو سوا (گائے کی قربانی) اور اشو میدھ اور اور قربانیاں کیں۔ اور اسی لئے یجر ویدی" خطاب پایا مگر انہوں نے بھی آخری وقت نجات کے لئے یوگ کی طرف توجہ کی، اور سمادھی (توجہ) کر کے حبس دم کیا اور سریو ندی میں غوطہ لگا بہشت کو سدھارے، ان کے ساتھ ان کے بھائی بھی رخصت ہوئے۔ اور ایودھیا کے باشندے بھی دریا میں ڈوب شہر خالی کر گئے۔

ایسے ہی راجہ وشوامتر نے کشتری دھرم پر لعنت بھیجی اور اس کو ترک کر کے ہزاروں برس مصیبت

۱۵ اُٹھا کر برہمن بنے۔ اُن کا قول تھا۔ دھتکار اس ہمارے کشتری دھرم کو۔ برہمن دھرم ہی زبردست ہے

ایسے ہی چندر ونشی راجاؤں میں بڑا راجہ یدھشٹھر ہی ہوا، ان اوراق میں کئی جگہ اس کا حال

۱۶ لکھا گیا ہے جس سے ثابت ہے کہ وہ ویدک دھرم سے خوش نہ تھا، اور کہا کرتا تھا کہ۔ مجھے ملعون کشتری قوت اور دھرم کی حقیقت معلوم ہے جسکا دار و مدار لڑائی پر ہے (شانتی راپروہ ادھیایہ ۲ صفحہ) اور (اشو میدھ پروہ ادھیایہ ۲ صفحہ ۲) یوگ نے یدھشٹھر کے دل پر ایسا اثر کیا تھا کہ لڑائی کے بعد جب اسکو سلطنت میسر آگئی تب وہ یہ سوچکر کہ میںنے ہنسا کی اور لڑائی میں بھائی بندوں کو مارا بہت غمگین اور راج سے بیزار تھا۔ اس کی ردّی حالت دیکھ کر ویاس مہاراج نے جو نصیحت کی اس کے پڑھنے سے اُس زمانہ کی حالت اور خیالات کا نقشہ سا آنکھوں کے

۱۷ سامنے کھنچ جاتا ہے، اس لئے اسے پڑھئے:۔ اے یدھشٹھر تجھے کیا ہو گیا، تیری عقل ماری گئی بھی معلوم ہوتی ہے۔ سُن۔ آدمی خود کچھ نہیں کر سکتا، جو بُرا بھلا کام آدمی سے ایشور کراتا ہے وہی آدمی کرتا ہے، اسلئے تو کسی طرح مجرم نہیں۔ اور اسی لئے رنج کرنے کی گنجایش نہیں، یہ سبب کچھ

جانکے بھی اگر تو اپنے آپ کو مجرم تصوّر کرتا ہے تو سُن۔ گناہوں کے کفارہ کا طریقہ میں بتاتا ہوں۔ ورد و وظائف پڑھنے سے، قربانی کرنے سے، داد و دہش سے، اور خیرات سے سب کلفت دُور ہوسکتی ہے۔ قربانی ہی کی بدولت وید پرست دیوتا اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئے، اور مخالفین کو جیت لیا پس تو بھی دشرتھ کے بیٹے رام کی طرح یا اپنے پردادا راجہ بھرت کی طرح راجسویہ قربانی کر۔ اشومیدھ قربانی کر یا سب کی جامع برہمن کی قربانی کر، یا معمولی آدمی کی قربانی کر، اور بہت دکشنا دے، بہت خیرات بانٹ، بہت مصلی کھلا، اس سے تیرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (اشومیدھ پروہ، ادھیایہ ۳ صہ ۲۰۱) بزرگ ویاس کی اور اور بزرگوں کی ایسی ایسی نصیحتیں سُنکر یدھشٹھر نے شرما شہری قربانیاں کیں، اور حکومت کرتا رہا۔ آخر ایک دن شری کرشن کے مارے جانے کی خبر سُنکر پانڈوؤں کی کمر ٹوٹ گئی، اور انہوں نے بھی مرنے پر کمر باندھی، اور پانچوں بھائی دروپدی سمیت محل سے نکل کھڑے ہوئے، اور چلتے چلتے اور ہمالیہ پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے یکے بعد دیگرے پھسل پھسل کر کھڈوں میں گرتے گئے۔ یدھشٹھر یوگی سب کے آگے تھا جب کسی کو گرتا دیکھتا اُسکے عیب گنتا اور اُس پر ہنستا اور کہتا کہ فلاں فلاں عیبوں کی وجہ سے یہ مصیبت تجھ پر پڑی۔ آخر یہ معصوم یوگی اکیلا رہگیا اور اکاش گنگا (گنگوتری) پہنچکر پانی میں غوطہ لگا بہشت جا پہنچا۔ (مہابھارت۔ آدی پروہ۔ ادھیایہ ۲ صہ ۲۳ شلوک ۷۵)

ایسے ہی بھیشمہ بزرگ اگرچہ وید پرست تھے اور یدھشٹھر کو ہمیشہ وید کی اطاعت کی طرف توجہ دلاتے تھے، اور ویدک قربانیوں کے اور گوشت خواری اور گائے کی قربانی کے عاشق تھے مگر مرتے وقت انھوں نے بھی یوگ سمادھی کر کے جان دی۔ چنانچہ بھیشمہ پروہ ادھیایہ ۱۲۰ صہ ۱۴۶ میں مذکور ہی بھیشمہ زخمی ہو کر موت کے لئے تیار اچھے وقت کے انتظار میں لیٹ گئے اور یوگ سمادھی کر کے مہو پہ نشد کا وظیفہ پڑھتے رہے۔ (دیکھئے۔ بھیشمہ جیسے معتقد نے بھی وید کو ذریعہ نجات نہ سمجھا، اور نجات کے لئے یوگ کی طرف توجہ کی) ۔ مہابھارت اور بھاگوت پران میں ایسے راجاؤں کے قصے موجود ہیں جنہوں نے وید کا عطا کیا ہوا راج چھوڑ کر یوگ دھرم اختیار کیا، ویدک بہشت کو دوزخ قرار دیا، گناہ اور ثواب کو یکساں سمجھا، اُمیدوں سے نا اُمید ہوئے، عزت اور ذلت میں فرق نہ کیا، بھیک کے ٹکڑوں پر جینے کو نجات کا ذریعہ بنایا (دیکھئے راجہ جنک کا قصہ) اسکے خلاف یاد رکھنے کے لائق ہے بھرت مہاراج کا مقولہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدک احکام (دھرم، ارتھ

۱۸

اور کام) کی منزلت اُن کے دل میں زیادہ تھی جسکی وجہ سے اُنہوں نے رام مہاراجہ کو جنگلوں سے واپس لانے کی کوشش کی۔ اور ترغیب دیتے دیتے کشتری دھرم کی یوں تعریف کی:۔ کہ

۱۹ کشتریوں کی تاجپوشی ہی سب سے بڑھکر دھرم کی بات ہے، کیونکہ اِسی پر تمام رعایا کی بہبودی منحصر ہے

۲۰ اور پھر پیروں کی سی دریوزہ گری کے خیالات کو روکنے کے لئے کیا خوب فرمایا کہ:۔ اَے رام بزرگوار کیسی مُبارک ہے زندگی ایسے بزرگ کی جس کی بدولت اور لوگ زندگی بسر کریں، اور کیسی ذلیل ہے زندگی ایسے شخص کی جو اوروں کا محتاج ہو (رامائین ایودھیا کانڈم۔ سرگ ۱۰۵ صفحہ ۳۲)

۲۱ مگر مہاراجہ رام پر وشوامترسنی کی صحبت کا ایسا اثر تھا کہ وہ تو یہی کہتے رہے کہ:۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ راج بہتر ہے یا ونواس۔ تو میں تو صاف کہونگا کہ ونواس ہی مُبارک ہے (رامائین) ایسے ہی رانی ویدولہ اپنے بیٹے سنجیہ کو (جو ہاتھ پیر توڑ، راج کھو سنیاسی بن بیٹھا تھا، اور راج پھر حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتا تھا) نصیحت کرتی ہے جیسے بھرت نے رام کو۔ وہ کہتی ہے کہ

۲۲ جس شخص کی بدولت اور لوگ زندگی بسر کریں جیسے پھل سے لدے ہوئے درخت پر ایسے ہی شخص کی زندگی سپھل کہلاتی ہے (ادیوگ پروہ۔ مہابھارت۔ ادھیایہ ۱۳۳ صفحہ ۱۰۸)

رانی ویدولہ کی نصیحتوں پر اسکے بیٹے سنجیہ نے عمل کیا اور رفتہ رفتہ پھر اپنی کھوئی ہوئی سلطنت حاصل کر لی + ویدیہا مُلک کا بڑا مشہور راجہ جنکہ نام اپنی اولاد اور رانیوں اور دولت کو چھوڑ بھیک مانگ کر جینے کی تمنا میں محل سے نکل کھڑا ہوا۔ اس کی بڑی رانی نے ایسی حالت میں اسے دیکھ کر ایک دفعہ خیرخواہی سے اسے نصیحت کی اور کہا کہ کیسی شرم کی بات ہے کہ تو دولت و نعمت سے بھرے ہوئے راج کو لات مار کے سڑی کھوپڑی ہاتھ میں لئے مٹھی بھر دانے مانگتا پڑا پھرتا ہے، کیا بھیک مانگنا تیری شان کے شایان ہے، راج کی گدّی پر بیٹھتے وقت تو تو نے کچھ اور ہی وعدے کئے تھے، اور اب تیرا برتاؤ کچھ اور ہی ہے ان مٹھی بھر دانوں سے تو کیسے مہمان نوازی کے فرائض ادا کریگا، کیسے دیوتاؤں اور بزرگوں کو نذرانہ دیگا۔ یقین جان کہ دیوتاؤں نے، مہمانوں نے اور باپ دادا نے اور اور مستحقوں نے تجھے عاق کر دیا۔ تو تو برہمنوں کا، علما کا اور اور تمام دُنیا کا رزاق تھا، مگر اب تو تو خود ایک ایک دانہ کے لئے انہیں کا محتاج ہے، مارا مارا پڑا پھرتا ہے، اور محتاجوں کا محتاج

۲۳ ہے، خداداد دولت کو لات مار اب تو تو کتّے کی طرح اوروں کا مُنہ دیکھتا رہتا ہے

یقین جان آج تیری ماں لاولد ہوگئی، اور میں تیری رانی بیوہ (ش ۱۲) تو اپنی بیبیوں کو چھوڑ بھاگا سلطنت دونوں جہانوں کو کھو بیٹھا (شلوک ۱۵ شانتی راپروہ ۔ ادھیایہ ۱۷ صفحہ ۱۴)

راج چھوڑنے سے پہلے تصوف کا پورا معتقد یہ جنک راجہ فخریہ کہا کرتا تھا کہ: میرا ملک کا ملک اگر جلکر خاک سیاہ ہو جائے تو بھی میرا کچھ نہ بگڑیگا ۔ بلکہ میں تو آرام کی نیند سوؤنگا، تعلقات کا بوجھ ٹلجائیگا، اور تہیدست مفلس ہو کر بھی مالامال رہوں گا (شلوک ۱۹ مہابھارت شانتی راپروہ ادھیایہ)

نوٹ ۔ یہ ہے خالص یوگ اور تصوف ۔ کسی شے سے تعلق پیدا نہو ۔ بظاہر تو کسی مُلک والے کا یہ کہنا کہ ملک کو چلنے دو، میرا کچھ نہیں چلتا"، بالکل انسانیت کے دائرہ سے باہر کے شخص کا قول معلوم ہوتا ہے، کچھ ہمدردی اس کو مخلوقات سے نہیں معلوم ہوتی ۔ کیوں نہ یوں کہا کہ اگر میں جلجاؤں تو میرا کچھ بھی نقصان نہیں ۔ دیکھئے خودداری اور نفس پرستی کیسی عزیز ہے ۔ یوگی راجہ مخلوقات کو جلتا دیکھنا چاہتا ہے، اور خود آرام سے سونا، اور بے فکر رہنا مدنظر رکھتا ہے ۔

حضرت زاہد فرشتہ ہوں تو ہوں ۔ آدمی بننا بہت دشوار ہے

پیدائش کے وقت سے شری کرشن نے متھرا کے گھوسیوں میں تربیت پائی ۔ متھرا قدیم سے سادھوؤں اور یوگیوں کا متبرک تیرتھ ہے ۔ ان صوفیوں کی صحبت کا اثر شری کرشن پر ایسا پڑا کہ انہوں نے انا الحق کا نعرہ بلند کیا اور یوگ (تصوف) کا اعلیٰ درجہ پایا اور یوگیشور (یوگ کے خدا) کہلائے ۔

۲۴ فرماتے ہیں: ۔ تم وشنو کو اور جگہ کہاں ڈھونڈھتے ہو ۔ ظاہر و باطن، قربانی کی اصلیت، فانی غیر فانی ابدی سب کچھ میں ہی ہوں، میرے پاس آؤ (بھیشمہ پروہ ادھیایہ ۸ صفحہ ۴۶)

شری کرشن نے گیتا اور بھاگوت پران میں طرح طرح سے یوگ کی خوبی دکھائی ۔ وید کی تعلیم میں سے صرف یدنیہ، دان، اور تپہ کو منتخب کیا، اور فرمایا کہ ان تینوں (یعنی قربانی ۔ خیرات اور ریاضت) کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہئے ۔ کیونکہ یہ انسان کو پاک و صاف کرتی رہتی ہیں، جو کوئی انپر عمل نہ کرے وہ گمراہ ہے شری کرشن کے وقت کے برتاؤ میں اور اب کے برتاؤ میں بڑا فرق ہے ۔ شری کرشن نے تو نصیحت کر کے یدھشٹھر سے جانوروں کی قربانی کرائی، اور حکم دیکر متھرا کے گوالوں سے، اور خود قربانی کا گوشت نوش فرمایا ۔ اب تو وشنوی لوگ بھی قربانی کو ہنسا کہتے ہیں، اور گوشت کو ناپاک سمجھتے ہیں، گو شری کرشن نے ویدک دھرم چھوڑا اور یوگ پر عمل کیا ۔ مگر ویدک قربانیوں کے قائم رکھنے کی تاکید کی ۔ مگر معتقدوں نے عدول حکمی کی، اور قربانی کو ہنسا قرار دیا ۔

ایسے ہی رامائن اور گیتا کے خیالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خیالات میں بہت بڑی تبدیلی ہو گئی تھی
ابھی اُوپر ہم دیکھ چکے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ویدک دھرم اور یوگ دھرم دونوں پر ایک وقت میں آریا
بزرگ عمل کرتے تھے - زندگی میں ویدک دھرم پر عمل کرتے تھے، اور مرنے کی تیاری کے وقت یوگ پر
لیکن بعد ازاں وقتاً فوقتاً وید کا اثر کم ہوتا گیا یہاں تک کہ کھلم کھلا وید کو چھوڑ بیٹھے -
جیسی ویدک دھرم کے چھوڑ دینے کی گیتا میں ہدایت ہے مثلاً (بھیشمہ پروہ گیتا - ادھیایہ ۲ صفحہ ۲۷)

۲۵ اے ارجن - وید تو تین گنوں کی تلقین کرتے ہیں، تو ان گنوں کو چھوڑ دے - اور پھر ادھیایہ ۱۸ صفحہ
بھیشمہ پروہ گیتا میں - اسی دھرم کی بابت سیتا رانی کا مقولہ ایسا مقبول ہے کہ کبھی نہیں بھولتا
۲۶ فرماتی ہیں کہ :- دھرم سے دولت پیدا ہوتی ہے دھرم سے سُکھ ملتا ہے، دھرم سے سب کچھ ملتا ہے (رامائن)
۲۷ ایسے ہی ویدور نیتی (مہابھارت ادیوگ پروہ ادھیایہ ۱ صفحہ ۳۵) میں ہے :- دولت اور کامیابی
اور دھرم میں کچھ بھی فاصلہ نہیں، دھرم میں دولت ایسی بستی ہے جیسے بہشت میں امرت (آبحیات)
۲۸ ایسے ہی مہابھارت میں راجہ دھرتراشٹر کہتے ہیں :- دھرم کا مطیع ہر جگہ خوش رہتا ہے، اور مرنے پیچھے
بھی آرام و آسایش پاتا ہے (درونہ پروہ - ادھیایہ ۸۵ صفحہ ۵۶)

ویدک زمانہ کے ان خیالات کا مقابلہ کیجئے، یوگیشور شری کرشن کے مقولہ کے ساتھ - پانڈوؤں کو
۲۹ جتلا کر فرماتے ہیں کہ اگر میں تمہارے دھرم پر چلتا نہ تمہیں فتح نصیب ہوتی اور نہ راج ملتا، میں نے
یوگ دھرم اختیار کیا اور لڑائی میں ٹیڑھی چال چلی اسی سے کامیابی حاصل ہوئی - یعنی اپنے آپ کو
خدا کے قبضہ اور تصرف میں سمجھکر میں نے کام کیا، گویا مینے کچھ نہیں کیا جو کچھ کیا خود پرمیشور نے کیا -
نہ میں ٹیڑھی چال چلا، خود پرمیشور چلا، میں کسی طرح اپنے افعال کا ذمہ وار نہیں، خدا جو چاہتا ہے
کراتا ہے - (مہابھارت - شلیہ پروہ ادھیایہ ۶۱ صفحہ ۶)

۳۰ رام مہاراج بھی یوگ کی اس رائے کے خلاف فرماتے ہیں کہ :- ایسے لوگوں کو عقلا نہ کہو جو دھرم
کی بات نہ کہیں، اور جس میں سچ نہو اُسکو دھرم نہ کہو، دھوکہ دہی اور فریب ہرگز دھرم نہیں -
رام مہاراج اور شری کرشن دونوں وشنو کے بڑے اوتار ہیں، ان دونوں میں آسمان و زمین کا
فرق ہے - رام ویدک دھرم کے زمانہ کے اور کرشن یوگ دھرم کے - رام دھرم کو سچ پر ٹھیراتے ہیں
اور شری کرشن یوگ پر، سچ اور جھوٹ دونوں یکساں پرمیشور کے کام ہیں -
دیکھئے اس تبدیلی کو - ایک وہ کشتری تھے جو وید کو لائے، ملک فتح کیا اور وید کو رواج دیا -

دھرم کو پھیلایا، ثمرہ کی اُمید میں عبادتیں کیں، اور بہشت حاصل کرنے کو زندگی کا مقصد ٹھیرایا۔

۳۱ مثلاً رام مہاراج کہتے ہیں کہ :- اگر میں دھرم کو چھوڑ دوں تو بہشت کیسے میسر آئے (راماین ایودھیا...

۳۲ اور پھر رام بھرت سے پوچھتے ہیں :- کیا تمہارے وید ثمر ہیں، یعنی کیا تم ویدوں کے حکم کے مطابق اگنی ہوترم وغیرہ کی رسومات پوری کرتے رہتے ہو (راماین - ایودھیا کانڈم - سرگ ۱۰۰)

نوٹ - گارہپتیہ، آہونیہ، دکشینیہ ان تینوں آگوں کے موجود رکھنے اور اُن کی پوجا کرنے کی مختلف رسومات کا نام اگنی ہوترم ہے، ویدوں کا دارومدار اگنی ہوترم پر منحصر ہے، اگر قربانیاں نہ ہوں اور آگ میں ہون نہ کیا جائے وغیرہ تو اگنی ہوترم اور وید دونوں بیکار ہوں گے۔

۳۳ ایک دفعہ یدہشٹھر نے نارد رشی سے پوچھا کہ :- کب وید مثمر کہلاتے ہیں اور کب کہا جا سکتا ہے کہ ویدوں پر

۳۴ عمل کیا جا رہا ہے۔ رشی ممدوح نے جواب دیا کہ :- اگنی ہوترم (تین اگنین) رکھنے اور اس کی رسومات پوری کرنے سے وید مثمر ہوتے ہیں، اگر ان پر عمل نہ کیا جائے تو ویدوں کا ماننا اور نہ ماننا برابر ہے۔ یعنی اگر قربانی نہ کیجائے اور آگ میں نذرانہ نہ ڈالا جائے تو وید بیکار ہیں (مہابھارت)

۳۵ روہتشو نے پوچھا کہ :- کب وید مثمر کہلاتے ہیں، اور مال و دولت کا ثمرہ کیا ہے، علم کب مثمر ہوتا ہے، بیوی کا پھل کیا ہے؟ مارکنڈے یہ رشی نے جواب دیا :- ویدوں کا پھل اگنی ہوترم ہے علم کا پھل نیک چلنی اور خوش خلقی ہے، بیوی کا پھل اولاد اور مباشرت ہے، دولت کا پھل بخشش اور عیش ہے۔ (سکند پران - ناگر کھنڈ ۶ - ادھیایہ ۲۱۵ صفحہ ۲۴۹)

جب کشتریوں پر زوال آیا اور ویدک قوت ٹوٹ گئی، تب لوگ اگنی ہوترم کی بابت کہنے لگے

۳۶ شہوت پرستی پر مبنی یہ خون بہانیوالی رسوم جنکو اگنی ہوترم کہتے ہیں نہایت بدنام کرنے والی ہیں وغیرہ (شلوک ۴۸ - بھاگوت پران - سکندھ ۷ - ادھیایہ ۱۵ صفحہ ۲۹)

دوسرے ایسے کشتری ہوئے جنھوں نے ویدک دھرم کو چھوڑ دیئے، اُمیدوں سے نا اُمید ہونے ثواب و عذاب کی پرواہ نہ کرنے وغیرہ کا سبق پڑھایا، انھیں کے عروج سے ویدک دھرم جاتا رہا دھرم گیا جاتا رہا کشتریوں کا اقبال اور راج سب کچھ اس کے ساتھ جاتا رہا۔

۳۷ قربانی کرنے سے یوگی کیوں ڈرتا ہے۔ جو لوگ وید پر عمل نہیں کرتے اور اس دُنیا میں خوشی خوشی جانور ذبح کر کے کھاتے رہتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے، کیونکہ اُس دُنیا میں وہی جانور ان کو کھائیں گے۔

نوٹ - یوگی کیسا ڈرپوک اور خود غرض ہے، ناحق ڈرتا ہے اور ڈر کے مارے قربانی کرنے سے بھاگتا ہے کہ کہیں اُس دُنیا میں یہ جانور اسکو ہپ نہ کر لیں - اسکو جانوروں سے گویا ہمدردی نہیں بلکہ کھائے جانے سے اپنی جان بچانے کو قربانی نہیں کرتا - ویدپرست کو کہنا چاہیئے کہ اگر جانور اس دُنیا میں میرے سامنے آیا تو میں وہاں بھی اسکو صدق دل سے پرمیشور کے حضور میں قربان کروں گا، اور اپنے دیوتاؤں اور بزرگوں کو کھلاؤں گا، اور بچا کچا آپ کھاؤں گا -

سنیاس اور یوگ

اس کتاب میں سنیاس اور یوگ کا جا بجا حوالہ دیا گیا ہے، اسلیئے ہر ایک کا مختصر حال علیحدہ لکھا جاتا ہے تاکہ مضامین متعلقہ کے سمجھنے میں آسانی ہو - اِن دونوں میں بہت سے فرقے مختلف خیالات کی وجہ سے دکھائی دیتے ہیں اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سنیاس کو یوگ سے یا یوگ کو سنیاس سے کوئی تعلق نہیں - لیکن ذرا غور کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ دونوں ایک ہی ہیں کیونکہ دونوں کا مدعا ایک ہے، صرف طرز خیال میں فرق ہے - چنانچہ شری کرشن گیتا میں

۳۸ فرماتے ہیں :- کم سجھ کہتے ہیں کہ سنیاس اور یوگ دو مختلف مذاہب ہیں، نہیں دونوں ایک ہی ہیں (شلوک ۴ - ۵ بھیشم پروہ گیتا - ادھیایہ ۵ صـ۳۷ مہابھارت)

کپیلہ منی وشنو کے اوتار مانے جاتے ہیں - سکند پران میں خود وشنو برہما سے فرماتے ہیں کہ میں

۳۹ کردمہ کی پشت اور دیوہوتی کے پیٹ سے کپیلہ منی نام ویراگ پھیلانے والا پیدا ہوں گا، اور سانکھیا دھرم کی اشاعت کروں گا (سکند پران - کھنڈ ۲ ادھیایہ ۱۸ صـ۳۱)

ویراگ (بیراگ) کے معنی ہیں تعلق و لگن کا نہونا - تعلق کے علیحدہ کردینے کو سنیاس بھی کہتے ہیں

گائے کی قربانی کے بیان میں ہم لکھ آئے ہیں کہ کپیلہ منی ایک مہمان نواز راجہ کی ذبح کی ہوئی گائے کی لاش دیکھ کر ہنسا کے ڈر کے مارے چونک پڑا - اور ویدوں کو اس ہنسا کی جڑ قرار دیکر انپر افسوس کرنے لگا - دوسرے کی کاٹی ہوئی ایک گائے کو دیکھکر منی کو طیش آگیا - مگر اپنی کی ہوئی ہنسا کی طرف توجہ پیدا نہ ہوئی - جس کا قصہ یوں ہے کہ ایک دفعہ سگر راجہ کا قربانی کا گھوڑا دیوتا اُڑا لے گئے - راجہ نے اپنے ساٹھ ہزار بیٹوں کو حکم دیا کہ جاؤ تمام زمین کھود ڈالو، اور گھوڑا تلاش کر لاؤ - وہ گئے مگر ناکام واپس آئے، اور راجہ سے قصہ کہا - راجہ بہت غصہ ہوا

اور انھیں پھر بھیجا وہ تلاش کرتے کرتے اس جنگل میں پہنچے جہاں کپیلہ منی عبادت میں مصروف تھے۔
انکو دیکھکر راجہ کے بیٹوں نے کہا کہ ہو نہو تو ہی ہمارا چور ہے، تو نے ہی ہمارا قربانی کا گھوڑا چرایا ہے
۴۰ وشوامتر منی رام سے کہتے ہیں کہ "سگر راجہ کے بیٹوں کا لگایا ہوا چوری کا الزام سُنکر بیتال عالی حوصلہ
اور نیک نہاد کپیلہ منی کو سخت غصہ آیا" اور ایک ہنکار سے اُن راجپوتوں کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا
(رامائن - بالکانڈم سرگ ۴۰ صفحہ ۷۲) - اس واقعہ کی برہما نے بھی پیشین گوئی کی تھی -
۴۱ برہما فرماتے ہیں کہ "یہ ساری دنیا واسو دیو (شری کرشن وشنو) کی ہے، وہی کپیلہ منی کا روپ
بھر کے رات دن دنیا کی محافظت کر رہا ہے، اِسی کے غصہ کی آگ سے راجہ کے بیٹے جل بھُنکر راکھ
ہو جائیں گے (شلوک ۲-۳ رامائن - بال کانڈم - سرگ ۴۰ صفحہ ۷۳)
اِس واقعہ کی شہادت مہابھارت - ادیوگ پروہ ادھیایہ ۱۰۹ صفحہ ۹۴ میں بھی مندرج ہے -
۴۲ سورج کا بیٹا بڑا رشی (سالک) کپیلہ جس نے سگر راجہ کے بیٹے جلا کر راکھ کر ڈالے (شلوک ۱۷-۱۸)
۴۳ اور ایک اور شہادت یوں ہے:- کپیلہ منی وشنو کے اوتار نے قدیم زمانہ میں سگر راجہ کے بیٹے ایک
نگاہ سے ملیامیٹ کر ڈالے (مہابھارت ون پروہ - ادھیایہ ۴۷ صفحہ ۴۴) اور ایک اور شہادت
۴۴ برہمہ پران، گوتمی ماہاتمیم ادھیایہ ۸ میں ہے:- تب کپیلہ نام منی غصہ میں مدہوش نے ایک نگاہ
سے سگر راجہ کے بیٹوں کو خاک سیاہ کر دیا -

قربانی میں ذبح کی ہوئی ایک گائے سے اگر منی کو ہمدردی پیدا ہوئی تو سگر راجہ کے ساٹھ ہزار بیٹوں
سے ضرور ہمدردی ہونی چاہیئے تھی، مگر یہاں تو منی کو اپنا جلال اور کرامات دکھانی منظور تھی، اسلئے
ہمدردی نے کنارہ کیا - وید کے حکم کی تعمیل میں اگر انوشہ راجہ نے گائے کی قربانی کی اسپر اعتراض کرنیکی
ہمدردی آموجود ہوئی، یا ایک گائے ساٹھ ہزار آدمیوں سے بہتر ہوئی - ایسی مثالیں اب بھی ہندوستان
میں آئے دن ہوتی رہتی ہیں کہ ایک گائے کے پیچھے کئی کئی آدمی مارے جاتے ہیں، پھانسی چڑھتے ہیں،
خاندان کے خاندان بگڑ جاتے ہیں - کپیلہ منی کے مخالفوں نے یہ روایت بیان نہیں کی بلکہ اسکے
پیرووں اور مرید مداحوں نے سنیاس کا جلال اور قوت اور وید پرست راجہ اور اسکے بیٹوں کی کمزوری
ثابت کرنے کو جابجا اسکو بیان کیا ہے تاکہ لوگوں کے دلوں پر سنیاس کی عظمت اور وید کی خفت جم جائے -
سنیاس دھرم صرف برہمنوں کے لئے ہے، لیکن معجزہ اور کرامات اور عجائبات کا کمزور انسان کے دل پر
بڑا اثر پڑتا ہے، اسلئے کشتریوں نے بھی اسکو اختیار کیا اور سلطنت سے زیادہ اسکو معزز سمجھا - کشتریوں اور

بنیوں کے لئے وان پرستھ آشرم ہے" یعنی آخری عمر میں کاروبار چھوڑ دن (بن) میں جا بسنے کا طریق
کپلیہ منی سنیاسی نے سنیاس کو مکمل کیا - اس کی ترتیب یہ ہے :- سب سے اُوپر کے ماخذ کو
پُرش (ذات خدا، یا وجود مطلق، یا روح) مانکر بتدریج نیچے اُترتے ہیں، اور آخری درجہ یعنی عناصر تک
چوبیس پچیس مرحلے گنتے ہیں، اور ان درجوں یا مرحلوں کو تتو کہتے ہیں - بعضے ۳۲ تتو گنتے ہیں، ان
مرحلوں کو طے کرتے ہوئے اصل سے دُور شدہ انسان پھر اصل پرش (روح القدس) پرماتما میں جا ملتا ہی
اسی فراق کی شکایت میں جلال الدین رومی نے اپنی مثنوی میں یوں نالہ وزاری کی ہے ؎

بشنو از نے چوں حکایت میکند + وز جدائیہا شکایت میکند

کز نیستاں تامرا ببریدہ اند + از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

غالباً انھیں مراتب کی تعداد کی وجہ سے اس سلسلہ خیال کا نام سانکھیا پڑا - (سنکھیا کے معنی گنتی
کے ہیں اور بیان کے) ان اگنے چنے مرحلوں کو طے کرکے جیسے روح القدس عناصر میں آپھیلی ویسے ہی
یوگی (جوگی) وصل کرکے اسے پھر اوپر لیجانے کی کوشش کرتا ہے یعنی اپنے آتما کو پرماتما میں ملادینا چاہتا
ہے، جیسے مثنوی رومی کے سالک کی روح، روح القدس سے جُدا ہونے کے رنج میں فراق کے گیت
گاتی ہے ویسے ہی سنیاسی تصور کرتا ہے کہ میری روح اور پرماتما (روح القدس) ایک روح اور ہم یکجان
دو قالب ہیں، مجھے پھر سنیاس کرکے اور یوگی بنکے اپنے آتما کو پرماتما میں ملادینا چاہیئے - اس کا
خیال ہے کہ دُنیاوی تعلقات کو کاٹ ڈالنا ہی اصل سے وصل کا واسطہ ہے - اسی لئے سنیاسی
تعلقات کو چھوڑ اپنی دانست میں اُوپر چڑھتا ہے یہانتک کہ پرش یا پرماتما میں حلول کرجاتا ہے -
سانکھیا سلسلہ کی تعریف بھیشمہ بزرگ یوں کرتے ہیں :- سانکھیا سلسلہ اسی بے نشان خدا کی
تصویر ہے - (مہا بھارت - شانتی موپروہ ادھیایہ ۳۰۲ صفحہ ۱۹۸) ۳۵

یہ مضمون لکھتے ہوئے ایک عرب سالک کا ایسا ہی خیال یاد آیا جسکا اعادہ خالی از لطف نہیں -
سمنون محب نام کہتے ہیں " بندہ را صحبت خداوند صافی نشود تا بر ہمہ عالم تہمت زشتی نیفگند "
نوٹ - سمنون محب کا یہ خیال کیسے کوئی خدا کی عجائبات قدرت کا قائل پسند کرسکتا ہے - مخلوقات
نہایت درجہ کی عقل و کمال اور بیحد خوبصورتی اور پاکیزگی اور صنعت بے چون و چرا کا نمونہ ہے، کیسے
کوئی اسپر زشتی کی تہمت لگا سکتا ہے، اسکو زشت کہنا خود اسکے پیدا کرنے والے یا بنانے والے کو
معتوب کرنا ہے - یہ قصور صرف سمنون ہی کا نہیں ہے - اس غلط خیال فرقہ کے سب لوگوں کے

ایسے ہی خیالات ہیں۔ اور اسکو کھیل تماشہ یا دھوکہ کی ٹٹی کہتے ہیں، یہ سب کوتاہ اندیشی کا نتیجہ ہے، مخلوقات نہ کھیل تماشہ کی شئے ہے، نہ دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ سعدی نے کیا خوب کہا ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

سنیاس یوگ اور ایسی ایسی تصوف کی باتوں نے دنیوی انتظام کا مادہ دِلوں سے محو کر دیا زندگی اور موت میں فرق نہ رہا۔

یوگ

دوسرا طریق وہ ہے جسکو یوگیشور شری کرشن سے منسوب کرتے ہیں۔ شری کرشن خود کشتری ہیں، حکومت کے کاروبار جنگ و جدال کا چھوڑنا اور چھڑوانا کیسے انکو گوارا ہو سکتا ہے، ہنسا بغیر کشتری کیسے راج کر سکتا ہے۔ یجور وید کی قائم کی ہوئی جانوروں کی قربانی بغیر کیسے اگنی ہوترم کی رسومات پوری ہو سکتی ہیں، اور کیسے ویدک دھرم جاری رہ سکتا ہی۔ اِس لئے کپیلہ منی کے سانکھیا سلسلہ کو آپ نے معنوی لباس پہنایا، اور کہا کہ ظاہر میں دُنیا کے کاروبار سے پورا تعلق رکھو اور سب کام کرو مگر خود کسی کام سے دل نہ لگاؤ، اور تعلق پیدا نہ کرو۔ اور جو کام کرو اسکے ثمرہ اور نتیجہ سے دست بردار ہو کر کرو، اور فرمایا کہ کام کرنا تمہارے اختیار میں نہیں۔ فاعل حقیقی پرمیشور ہی سب کام تمہارے ذریعہ سے کراتا ہے، تم نہیں کرتے وہ تم سے کرواتا ہے۔ جب کام وہ کرتا ہے تو کام کا ثمرہ بھی اسی کا ٹھیرا۔ انکو نہ کام کرنے سے واسطہ اور نہ اسکے ثمرہ یا نتیجہ سے۔ تم مثل اوزار کے ہو، اوزار کام کرتا ہوا ضرور دکھائی دیتا ہے۔ مگر دراصل کارندہ وہ شخص ہے جو اوزار سے کام لے رہا ہے۔ ایسے ہی آدمی سے پرمیشور کام لیتا ہے، اسلئے آدمی کام کا ذمہ دار نہیں، گویا اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔ کپیلہ منی سنیاسی نے کام کرنے سے دست برداری دی۔ اور شری کرشن یوگی نے کام کرنا نہ کرنے اور ثواب و عذاب کا بوجھ سب خدا پر ڈالدیا۔ اسلئے یوگی سب کچھ کرتا ہے اور کچھ بھی نہیں کرتا، کیونکہ وہ فعل کو پرمیشور فعل سمجھتا ہے، نہ کہ اپنا۔ اور اسی کو ثواب و عذاب کا مستحق سمجھتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ:-

اے ارجن۔ ایشور ہر کسی کے دِل میں موجود ہے، وہی انسان کو کٹھپتلی کا سا ناچ نچاتا ہے۔

نوٹ۔ ایسے ہی "پیر ہرات" نے انسان کو بیدست و پا بنادیا، اور حریت سے انسان کو محروم کیا۔ حریت ہی سے انسان کا شرف ثابت ہو سکتا ہے، اگر حریت انسان سے چھین لی جائے تو انسان کٹھپتلی جیسا بےحس و حرکت رہجاتا ہے، اِسی لئے اوپر شلوک میں شری کرشن نے انسان کو

کٹھپتلی سے مشابہت دی، کیونکہ وہ انسان کو صاحب اختیار نہیں سمجھتے۔ پتلی والا جیسے چاہے اسے نچائے۔ ایسے ہی پرمیشور جیسے چاہے اس سے کام کرائے۔ پیر ہرات کہتے ہیں:۔

آدمی بندہ را خود ہمراہ است دست وے گرفتہ می تازاند (بہارستان جامی)

آنکہ نے نام بد رست است مراد ونہ نشان + دست بگرفتہ مرادر عقب خویش کشان

اودست دست من و پا نیز بہر جا کہ رود + پائے کوبان ز پیش میروم ودست فشان

۴۷ اور پھر یوگیشور ارشاد فرماتے ہیں:۔ پربھو (قادر مطلق) نے کام کرنے یا نہ کرنے کا اختیار اور اسکا ثمرہ انسان کے لئے پیدا ہی نہیں کیا، خود وہی سب کچھ کرتا ہے، اور اسکے کام کا ثمرہ خود اسی کا ہے، انسان کو نہ کام سے تعلق ہے نہ ثمرہ سے (شلوک ۱۴ بھیشمہ پروہ گیتا ادھیایہ ۵ ص ۳۸)

۴۸ گو اس موقعہ پر ثمرہ کی امید رکھنے کی ممانعت فرمائی۔ مگر خود ارجن سے موقعہ پر فرمایا کہ ۱۔ اٹھو لڑو مارے گئے تو بہشت ملیگا، اور جیت گئے تو سلطنت اور عیش وعشرت (ص ۲۷ بھیشمہ پروہ گیتا ادھیائے ۲)

۴۹ ایسے ہی ویاس مہاراج کہتے ہیں:۔ بھلے بُرے کام میں خدا ہی انسان کو لگاتا ہے، انسان ویسا ہی کرتا ہے، اسلئے کام اور ثواب وعذاب سب کچھ اُسی خدا کا حصہ ہے۔ جیسے کوئی آدمی کہاڑی سے درخت کاٹے۔ کہاڑی بے قصور ہے، کاٹنے والا آدمی قصوروار۔ ایسے ہی انسان بے قصور، خود خدا قصوروار۔ (مہابھارت، شانتی راپروہ۔ ادھیایہ ۳۲ صفحہ ۲۷)

شری کرشن اور ویاس مہاراج کا زمانہ جبریہ حکومت کا زمانہ تھا، ہر ایک راجہ ملک کا مالک مطلق العنان تھا اور خدا کا سایہ سمجھا جاتا تھا، کسی رعایا کو مُلک کے کاموں میں دست اندازی کا حق میسر نہ تھا۔ یہ راجہ کے جبر سے نہیں دھرم کی تعلیم وتربیت سے۔ کشتری کے سوائے کسی کو ملک کی بابت فکر کرنے کی گنجایش نہ تھی۔ ایسے ہی خدا کی بابت بھی خیال پیدا ہوا۔ اسکو بھی راجہ کی طرح مطلق العنان ماننے کی عادت کے سبب سے انسان کو آزادی سے محروم کرنا پڑا۔ انسان کی آزادی کا خیال ہندوستان میں عرب سے آیا۔ آریا قوم کو آزادی کے خیال کی عادت نہ تھی۔ اِسی لئے لوگوں کو چار ذاتوں پر تقسیم کرنے میں کوئی دقت انھیں معلوم نہ ہوئی۔ اور آزادی کے خیال سے واقف نہ ہونے کے سبب سے یہ چار فرقے بلا کسی فریاد وشکوہ وشکایت کے اپنے اپنے کاموں میں بخوشی مصروف رہتے تھے۔ ہر فرقہ یہ یقیناً جانتا اور سمجھتا تھا کہ پرمیشور نے مجھے اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے، اس لئے اسکے دل میں آزادی سے دوسرا پیشہ اختیار کرلینے کا

۵۰ خیال بھی نہیں آسکتا تھا شری کرشن گیتا میں ارجن سے فرماتے ہیں :۔ اپنے آبائی دھرم میں (یعنی پیشہ) گو وہ کیسا ہی برا ہو مر کھپ جانا بہتر ہے اور دوں کے دھرم کے اختیار کر لینے سے۔ گو وہ دھرم بہتر ہو (شلوک ۳۵ بھیشمہ پروہ گیتا۔ ادھیایہ ۳ صفحہ ۳۲)

اسی بنا پر دوسرا دھرم اختیار کر لینے کو آریا معیوب سمجھتے تھے، اور اختیار کر لینے والے کو بُرا کہتے تھے، کیونکہ انسان کی آزادی کے حق سے واقف نہ تھے، نہ آزادی کا یا آزاد خیال کا رواج تھا ہر کوئی اپنے پیشہ کو اور اسکے سامان کو متبرک چیزوں کی طرح پوجتا تھا، اور آجتک وہی رسم چلی آتی ہے۔ بیلوں کی، گھوڑوں کی، حساب کتاب کی بہی کی اور ایسے ہی اور اشیاء کی پوجا کی جاتی ہے۔ اپنے بڑے پیشہ کو بھی کوئی چھوڑنا پسند نہیں کرتا اسکی پوجا کرتا ہی اور اس میں تنگی و ترشی سے مر گل جاتا ہے۔ یوگیشور شری کرشن مہابھارت میں یوگ کی یوں تعریف فرماتے ہیں:۔

۵۱ نیک من برہمن جو وشنو (مجھے) پالیتے ہیں، اُنکو نہ دان دینے کی حاجت رہتی ہے نہ قربانی کرنے کی نہ وید کی تلاوت کی، نہ روزہ رکھنے کی، نہ نذرانہ لینے کی، نہ دھرم پر چلنے کی نہ تپہ (ریاضت) کرنیکی

۵۲ اور پھر فرمایا:۔ وشنو کی ذات کے ساتھ وصال کے اعلیٰ مقام پر عرفان پہنچا دیتا ہے، وہاں نہ وید پہنچ سکتے ہیں نہ قربانیاں نہ صوم و صلوٰۃ وغیرہ (شلوک ۵۰-۵۱-اشومیدھ پروہ ادھیایہ ۴۶)

۵۳ اور پھر فرمایا:۔ جو کوئی عرفان حاصل کر لیتا ہے جسکا وید سے کوئی تعلق نہیں، وہ ہر جگہ کامیاب ہوتا ہے، اور اس کا راستہ کھلا ہے (عرفان یوگ سے حاصل ہوتا ہے، ویدک تعلیم سے نہیں) (ش ۶ اشومیدھ پروہ۔ ادھیایہ ۴۷، صفحہ ۳۵)

۵۴ **یوگی کی تعریف** ۔ ریاضت و عبادت کرنے والوں سے عارفوں سے بھی یوگی بہتر ہے، قربانی کرنے والوں سے بھی یوگی بہتر ہے، اسلئے اے ارجن تو بھی یوگی بنجا (شلوک ۴۶ ...

۵۵ اوم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے چھندوگ اوپنشت میں دیکھئے:۔ دیوتا موت سے ڈر کے بھاگے اور تین ویدوں میں پناہ لی۔ چھند لفظ ویدوں کے لئے اسی لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ وہ آچھادن کرتے ہیں۔ یعنی ڈھک کر اپنی پناہ میں لیتے ہیں، موت نے اُن کو وہاں ایسے آرام اور اطمینان میں پایا جیسے مچھلی پانی میں وغیرہ (چھندوگ۔ ادھیائے ۱ کھنڈ ۴) اوپنشت کے اس مضمون کو دیکھئے اور یوگیوں کے اس مضمون کو، جو ویدوں کو نکما اور فضول سمجھتا ہے۔

(اشومیدھ پروہ ادھیایہ ۴۶)

(بھیشمہ پروہ گیتا ادھیایہ ۶)

ایسی ایسی تلقینوں سے برہمنوں نے علم و عمل دونوں کو ٹال بتائی، اور راجہ یودھشٹھر ویدک دھرم سے بدعقیدہ ہو گیا۔ بڑے لوگوں پر ایسے اثر کا عوام الناس پر کیا اثر پڑا ہوگا؟ برہمنوں نے اور کشتریوں نے وید کی تلاوت چھوڑ دی، ویدک دھرم پر عملدرآمد چھوڑ دیا۔ صرف یوگ سمادھی سے عرفان میں غوطہ لگا وشنو میں حلول کر وشنو بن بیٹھے۔ جب پوجا کا وقت آیا اپنی ہی پوجا کر لی، اور اپنے گرد طواف کر لیا اور اپنے ہی پیر کے انگوٹھے کا دھوون پیکر پاک صاف بن گئے۔ نہ وید کی ضرورت رہی نہ قربانی کی سمادھی (عرفان) میں غرق ہو جانا آسان ہے وید پر عمل کرنا مشکل ہے۔ ویدک دھرم کے کاموں میں روپیہ پیسہ خرچ ہوتا ہے، اور محنت کرنی پڑتی ہے، یوگ کی تعمیل میں صرف خیالی جمع خرچ۔ اس لئے قدرتی طور پر انسان کو بہلانے کے لئے کافی ہے۔

۵۶ بہت سے پاکدامن پجاری قربانی کر کے بہشت حاصل کرنے کی اُمیدواری کرتے ہیں، اور ثواب حاصل کر کے بہشت میں جا پہنچتے ہیں، اور عیش کرتے ہیں۔ لیکن ثواب ختم ہونے کے بعد بہشت سے نکالدئے البتہ جو اوروں کو چھوڑ صرف میری عبادت کرتے ہیں، میں انکا بنظر ان کے خلوص کے ... نگہبان ہوں اور انکو نجات ابدی بخشدیتا ہوں (بھیشم پروہ گیتا ادھیایہ ۹ صفحہ ۵)

شری کرشن یوگیشور (یوگ کے خدا) کا ارشاد ابھی اوپر ہم لکھ چکے ہیں اس جگہ سکند پران (وئی کھنڈ ۲

۵۷ ادھیایہ ۲۰ صفحہ ۸۶) میں سے چند شلوک لکھتے ہیں:۔ واہ واہ کیا کہا جائے یہ ہندوستان کے باشندے کیسے نیک بخت اور پاک سرشت ہیں جنہوں نے وشنو شری کرشن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا (ش ۹ ۱۰)

۵۸ دیکھو تو یہ شُرتی (وید مع حواشی) اور سمرتی (بزرگان دھرم کے احکام) کا بتایا ہوا دھرم کیسا اُلجھا ہوا اور مختلف فرائض اور احکامات سے پُر ہے، اور بوجہ بوجھل ہونیکے اُس پر عمل کرنا مشکل ہے اسکا پیرو گمراہ ہو جاتا ہے، نکلنے کا راستہ نہیں پاتا۔ جیسے رہٹ کا چرخہ بوجھل گھڑیوں سے لدا ہوا

۵۹ گھومتا رہتا ہے، کبھی انجام کو نہیں پہنچتا۔ (شلوک ۱۱) مگر صحیح، سیدھا سچا راستہ اصل مقام وصل کو لیجانے والا جس میں ٹیڑھ اور دھوکہ نہیں، شری کرشن کی بدولت میسر آتا ہے۔ (شلوک ۱۲)

۶۰ شری کرشن وشنو سے وصال کے راستہ میں شرتی اور سمرتی دونوں کے دشوار گذار قاعدے

۶۱ اور احکام کچھ بھی اس طریقے میں ماننے نہیں پڑتے (شلوک ۱۴) بلا کسی شرط اور بلا کسی قاعدے اور رسومات کی تعمیل کے شری کرشن ایک نگاہ سے چنڈال جیسے ناپاک کو نجات بخشدیتے ہیں (ش ۱۵ سکند پران وئی کھنڈ ۲۔ پو۔ ما۔ ۲۔ ادھیایہ ۲۰ صفحہ ۸۶)

۶۱/۱ ایسے ہی برہماپران ادھیایہ ۱۲۲ صـ۱۶۱ میں وارد ہے :- جو درجہ کرت یُگ میں دھیان سے حاصل ہوتا تھا، جو تریتا یُگ میں قربانی سے میسر آتا تھا، اور جو دواپر میں پوجا پاٹھ سے وہ درجہ اب اس کلی یُگ میں شری کرشن کی حمد و ثنا سے نصیب ہو جاتا ہے (شلوک ۶۴) ایسے ہی بھاگوت پران میں ہے:-

۶۱/۲ جو درجہ کرت یُگ میں وشنو کے دھیان سے حاصل ہوتا تھا، اور تریتا یُگ میں قربانیوں سے، دواپر یُگ میں پوجا پاٹھ سے ملتا تھا اب وہ اس کلی یُگ میں وشنو کی حمد و ثنا سے ہی میسر آتا ہے (س ۲ ف ۵)

۶۱/۳ ایسے ہی سکند پران میں دیکھئے:- ویدک قربانیاں کرنے والے بار بار پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہیں۔ لیکن وشنو کے سامنے جھکنے والے ابدی نجات پاتے ہیں (وشنو کھنڈ ۲ - او - ما - ۱۷ - ادھیایہ ۱۲)

۶۱/۴ اور پھر دیکھئے:- وید کے سب احکام اور اور بزرگوں کے ارشاد ترک کر کے شری کرشن کے مندر میں حاضر رہے (شلوک ۸ - ۱۳ سکند پران، وشنو کھنڈ ۲ - ادھیایہ ۳۶ صـ۱۰۴) +

وید پر اور قربانی کرنے والوں پر حملے

جب وید پرست راجہ یوگ کے مغلوب ہو گئے تب مخالفوں نے وید اور قربانی پر اعتراض کرنے شروع کر دئے۔ نمونہ کے لئے چند مثالیں لکھی جاتی ہیں :-

دھوکہ دینے والے لوگوں میں سے ایک پنڈت جی نے میرٹھ میں مجھ سے کہا کہ جن قربانیوں کے ثبوت میں کتابوں کا حوالہ آپ نے دیا ہے انھیں کتابوں میں ہم آپ کو قربانی کے خلاف قول دکھا سکتے ہیں، میں نے کہا کہ وہ قول غیر مذہب والوں کے ہیں مثلاً سنیاسیوں یا یوگیوں کے، اسلئے اُن کے اعتراضات کچھ قابل توجہ نہیں۔ ویدک دھرم والا اگر کوئی قربانی کو بُرا کہے تو ہم اُسکے اعتراض کی طرف توجہ کرینگے اور اسکو بتا دینگے کہ قربانی ویدک حکم سے ہے، اور ہزار ہا سال کے قومی عملدرآمد سے ثابت ہے۔ تمام بڑے بڑے راجہ قربانیاں کرتے رہے، مہاراجہ رام اور شری کرشن جیسے وشنو کے اوتار قربانی کرتے رہے اور کراتے رہے، خود گوشت کھاتے رہے اور کھلاتے رہے۔ کوئی وید پرست ایسا بتائے اور دکھائیے جس نے قربانی کی بُرائی کی ہو، جو قربانی کی بُرائی کرتا ہے وہ تو خود وید کی بُرائی کرتا ہے۔ وید اور قربانی دو مختلف چیزیں نہیں ہیں، وہی وید وہی قربانی کسی طرح اُن کا علیحدہ ہونا ممکن نہیں۔ یہی معنی اگنی ہوترم کے ہیں۔ اگنی ہوترم نہ ہو وید نہیں، قربانی نہ ہو اگنی ہوترم نہیں۔ اگنی ہوترم ہی ویدوں کا پھل ہے۔ سکند پران ناگر کھنڈ ۶ - ادھیایہ ۲۱۵ صـ۱۴۹ کا شلوک ۱۹ دیکھئے :-

"ویدوں کا پھل اگنی ہوترم کی رسومات (یعنی نذرانہ دینا اور قربانیاں کرنا) کا ادا کرنا ہے"۔
یجور وید جیسی بڑی کتاب قربانیوں ہی کا وید ہے، اور اسی وجہ سے یجور وید کہلاتا ہے۔ اُوپر ہم لکھ آئے
ہیں کہ یجن کے معنی قربانی کے ہیں۔ مگر غلط معنی بتانے والا فرقہ دھوکہ دینے کو ہر جگہ تیار ہے، گو
واقف کار کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ نہ معنی بگاڑ سکتا ہے، نہ مضمون کو اُلٹ سکتا ہے۔

۶۲ کپیلہ منی سانکھیا سنیاس کے گرو قربانی کرنے والے وید پرست کی یوں مذمت کرتے ہیں کہ: "دیکھو تو
اس وید پرست کدخدا (گرھستی) کو۔ یہ ہمیشہ خواہشات میں بہوت قربانیاں کرتا رہتا ہے، اور
باپ، دادا اور دیوتاؤں کو نذرانہ دیتا رہتا ہے۔ کبھی بھی وشنو کی طرف توجہ نہیں کرتا (ویدک کام
میں لگا رہتا ہے، یوگ کی طرف توجہ نہیں کرتا جس سے وشنو ملتا ہے) بھاگوت پران ۳-ادھیایہ ۳

۶۳ دیکھو یہ شہوت پرست کم حوصلہ حریص لوگ وید کے سبز باغ دیکھ کر ایسے بے پھل پھول سے پھل کی
اُمید رکھ کر آگ میں ہوی ڈالتے ہیں، دیوانوں کی طرح منہمک ہیں۔ یقین جانو۔ انکو دھوئیں کی
تکلیف برداشت کرنے کے سوائے اور کچھ بھی حاصل نہ ہوگا (بھاگوت پران ۱۱-ادھیایہ ۲۱ صفحہ ۴)
نوٹ۔ مخالف لوگ وید کی تلقین کو ایسے پھول سے مشابہ کرتے ہیں جس کے آخر میں پھل پیدا
نہیں ہوتا، رنگ برنگ کے پھول مگر اصلیت اور فائدہ کچھ نہیں۔ یعنی وید سے ابدی نجات حاصل
نہیں ہوتی۔ اُوپر لکھا جا چکا ہے شری کرشن یوگیشور کا مقولہ کہ ویدک کاموں سے چندروزہ بہشت
ملتا ہے پھر وہاں سے اخراج ہوتا ہے۔ لیکن یوگ سے پورا وصال وشنو کے ساتھ حاصل ہوتا ہے، پھر فراق
نہیں ہوتا، بار بار پیدا ہونا نہیں پڑتا۔ وید کے معتقد کو بار بار پیدا ہونا اور مرنا نصیب ہوتا ہے، یوگ والا
نجات ابدی بآسانی حاصل کر لیتا ہے۔

۶۴ شری کرشن بھی گیتا میں وید کی عبارت کو پھولوں سے تشبیہ دیکر فرماتے ہیں:- اس رنگ برنگ کے
پھولوں جیسے وید کی عبارت کو نا عقلمند لوگ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اور کچھ اس سے بہتر نہیں ہے
یہ لوگ خواہشات کے مبہوت، بہشت کے عاشق ہیں، ویدک عمل سے بار بار پیدا ہونا پڑتا ہے، اور
بہت لمبی چوڑی رسومات پوری کرنی پڑتی ہیں، گو اس سے عیش و آرام حاصل ہوتا ہے (اس ۴۲ ۴۳ ۴۴)
مگر ایسی تدبیریں سوچنے والا کبھی سمادھی نہیں کر سکتا (دلکو جمع کر کے پرمیشور کا دھیان نہیں کر سکتا)
(شلوک ۴۴ بھیشم پروہ گیتا ادھیایہ ۲ صفحہ ۶۲)۔

۶۵ یہ شرتی (وید معہ حواشی) جس میں ثواب ملنے کا تذکرہ ہی نہایت لبھانے والی ہی مگر نامبارک ہے (اس ۴۳

۶۶ پیدائش سے ہی انسان نفسانی خواہشات اور بیہودہ شہوات میں مبتلا پیدا ہوتا ہے۔ پس بتائیے کہ
۶۷ ایسی کمزور مخلوق کو جو اندھیرے میں ڈگمگا رہی اور نفسانیت کے طوفان میں گرفتار ہو ویدکی شرتی سناکر
کیسے کوئی سمجھدار اور گمراہ کرنا چاہیگا (شلوک ۲۵) لیکن کیا کیا جائے، بہت سے کم فہم اور جاہل
ویدوں کے وعدوں سے بچکر ثواب حاصل کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ لیکن دانشمند لوگ جو
وید کو سمجھتے ہیں کبھی اسکا تذکرہ بھی نہیں کرتے۔ (شلوک ۲۶ بھاگوت ۱۱ - ادھیایہ ۲۱ صفحہ ۴۰)
۶۸ دیکھو یہ ناخدا ترس لوگ اناج پات کی قربانی نہیں کرتے، اپنا جھیرا بھرنے کو جانوروں کو کاٹے چلے جاتے
ہیں۔ (بھاگوت پران ۱۱ - ادھیایہ ۵ صفحہ ۱)
نوٹ۔ اس متعصب اور پست ہمت یوگی کو دیکھئے۔ جانوروں کی قربانی کرنے کو منع کرتا ہے، اور
اناج پات کی قربانی کرنیکی ترغیب دلاتا ہے، حالانکہ دیوتاؤں اور بزرگوں کے نذرانہ کیلئے گوشت کا ہونا
لازمی ہے، شودروں کو اجازت نہیں کہ دیوتاؤں کے حضور میں نذرانہ پیش کریں، اسلئے انکو حکم ہے کہ
۶۹ اناج پات کا نذرانہ دیں۔ دیکھئے شانتی پروہ ادھیایہ ۶۰ صفحہ ۵۲) شودر کو سواہا کار اور وشٹکار
منتروں کے پڑھنے کا حق نہیں، اسلئے انکو جانوروں کی قربانی نہیں کرنی چاہیئے، صرف پکے ہوئے
کھانے کا نذرانہ دیسکتے ہیں۔ یوگی چاہتا ہے کہ برہمن اور کشتری اپنا درجہ چھوڑ شودر کے درجہ میں
اُتر آئیں، اور شودر جیسی قربانی اناج پات کی کیا کریں۔ اگرچہ یوگی جانور کی قربانی کے مخالف ہے، مگر
یوگ سمادھی کرکے پانی میں ڈوب کر یا فاقہ سے مرنے کو ثواب سمجھتا ہے، اسکو ہنسا
نہیں کہتا، بلکہ اسکو اعلیٰ ذریعہ وشنو سے وصال کا تصور کرتا ہے، اوپر ہم اسکی بابت مفصل لکھ چکے ہیں
اور اصل حکم درج کر چکے ہیں، اور مثالیں دے چکے ہیں، اعادہ کی ضرورت نہیں۔
۷۰ دیکھو یہ پشو (جانور) کاٹنے کے شوقین، حرامزادے بدنیہ کرنیوالے اپنی ذاتی مسرت کے لئے جانوروں
کی ہنسا کرتے ہیں، اور دیوتاؤں اور بزرگوں کو نذرانہ دیتے ہیں، شری کرشن وشنو کو نذرانہ نہیں دیتے
(یوگیشور شری کرشن کی ہدایت ہم اوپر درج کر چکے ہیں کہ "صرف مجھے ہی نذرانہ دو") بھاگوت پران ۱۱
۷۱ اپنے جیسے نکمے جسم کو کون دانشمند شخص آتما کے برابر عزیز سمجھ کر اسکی پرورش کے لئے جانوروں کی
جان لیگا سوائے بدمعاش شخص کے۔ (بھاگوت پران ۱۰ صفحہ ۱۵ شلوک ۱۲)
نارد رشی (دیوتاؤں کے رشی (سالک) ہیں جب دل چاہتا ہے زمین پر اتر آتے ہیں دو کو لڑا کر آپ تماشہ
دیکھتے ہیں اور اسی لئے کلھہ پریہ کہلاتے ہیں) پہلے برہما کے پھر شیو مہادیو کے اور پھر وشنو کے چہیتے ہوئے

ادھیایہ ۱۲ صفحہ ۱۸

بھاگوت پران میں پہلے انکی مذمت درج ہے اور پھر (غالبًا وشنوی ہونیکے بعد) تعریف۔ آپ فرماتے ہیں

۷۲ اُمرا دولت کے گھمنڈ اور بڑے خاندان کے غرور میں چور عیاشی کرتے ہیں، شرابیں پیتے ہیں تماشبینی کرتے ہیں، جُوا کھیلتے ہیں، اور اس فانی جسم کیلئے بیرحمی سے جانور ذبح کئے چلے جاتے ہیں اور اسکو خداوند کہلواتے ہیں، جو دراصل پاخانہ، مٹی اور کیڑوں کا ڈھیر ہے، ایسے جسم کو موٹا کرنے سے کیا فائدہ، انجام جہنم اور کچھ نہیں۔ قربانی کرنے والے اُمرا اور راجاؤں کا اس بُری طرح مضحکہ اُڑا، ناردرشی

۷۳ انکو یوں بددُعا دیتے ہیں:۔ بدکردار دولت کے نشہ میں مخمور قربانی کرنیوالے اندھے راجاؤں کیلئے افلاس ہی عُمدہ سرمہ ہے، اِسی سُرمہ سے انکی آنکھیں کھلیں گی (نہ روپیہ پیسہ ہوگا نہ قربانی کریں گے، کیونکہ مفلس ہی اپنے اُوپر قیاس کرکے اوروں کو شفقت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اور جانوروں کی ہنسا نہیں کرتا۔ (بھاگوت پران ۱۰ ادھیایہ ۱۰ صفحہ ۱۵ شلوک ۱۳)

نوٹ۔ ناردرشی تو بددُعا دیکر آسمان کو سدھارے، وہاں بیٹھے بیٹھے دیکھتے اور کہتے ہونگے "خوب ہوا میری بددُعا لگی، اور یہ قربانی کرنے والے کشتری دولت اور سلطنت کو کھو بیٹھے جسکے بل قربانیاں کرتے تھے۔ خوب ہوا، ہنسا بند ہوگئی"۔ آں قدح بشکست و آں ساقی نماند۔

۷۴ جیسے کیچڑ کا داغ کیچڑ ملنے سے نہیں چھُٹتا، جیسے شراب سے شراب کا دھبّہ نہیں جاتا ویسے ہی قربانی میں خون بہانے سے کئے ہوئے خون کا گناہ معاف نہیں ہوتا۔ (بھاگوت پران ۱۰۔ ادھیایہ ۱۰۔)

نوٹ۔ یوگیوں کے اِس قول کو دیکھئے، اور انکے معبود یوگیشور شری کرشن کے اِس حکم کو دیکھئے

۷۵ یدنیہ، دان اور تپہ (قربانی، خیرات اور ریاضت) یہ تینوں عبادتیں کبھی ترک نہ کرنی چاہئیں، یہ انسان کے گناہوں کو دھوتی رہتی ہیں (بھیشمہ پروہ گیتا۔ ادھیایہ ۱۸ صفحہ ۶۶)

۷۶ اور قربانی کرنے کے حکم کی اہمیت جتانے کے لئے شری کرشن وشنو فرماتے ہیں:۔ میرا قطعی فیصلہ اور حکم ہے کہ ان تینوں کو کبھی چھوڑنا نہیں چاہیئے، بتاؤ تو کیا فرض کبھی چھوڑا جا سکتا ہے، جو کوئی چھوڑ دے وہ گمراہ ہے۔ (شلوک ۷۔ بھیشمہ پروہ گیتا۔ ادھیایہ ۱۸ صفحہ ۶۷)

ابھی ہم اُوپر پڑھ چکے ہیں ویاس مہاراج کا قول کہ یدنیہ، دان اور تپہ سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور یدنیہ کی عظمت کے ذیل میں ہم لکھ آئے ہیں کہ اِسی بھاگوت پران میں لکھا ہوا موجود ہے کہ اشومیدھ کرنے سے تمام دُنیا کے قتل کر دینے کا گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے۔

دیکھئے خود یوگیوں کی کتاب بھاگوت پران میں ایک یوگی اپنے یوگیشور شری کرشن کے قول کو رد کرتا ہے

اور کہتا ہی کہ خون کے دھبے نہیں چھٹتے جیسے کیچڑ سے کیچڑ کا داغ نہیں چھٹتا۔ خود شری کرشن فرماتے ہیں اور ویاس مہاراج بھی لکھتے ہیں کہ قربانی کرنیسے گناہ دھلجاتے ہیں، یعنی خون سے خون کے دھبے چھٹ جاتے ہیں۔ قربانی کے مخالف لوگ شری کرشن کے حالات دیکھتے ہیں، وہاں قربانی کرنیکی تاکید پر تاکید دیکھتے ہیں۔ بڑے بڑے راجاؤں اور برہمنوں کو دیکھتے ہیں تو انکو قربانی کے طرفدار اور وید کے حکموں کا مطیع اور گوشتخوار پاتے ہیں، معتبر کتابوں کو دیکھتے ہیں تو قربانی کی دلچسپ حکایتوں اور روایتوں سے پر پاتے ہیں۔ ایسی صورت میں لفظوں کے معنی بدلکر اور بزرگوں کی لکھی کتابوں کو غلط کہکر اپنی رائے کو درست بناتے ہیں۔ دیکھئے مہابھارت میں مذکور ہے کہ:۔ ملحدوں کی طرح بد اخلاق لوگ وید سے بھاگتے ہیں

۷۷ نوٹ۔ پس جو لوگ ویدک کہلاتے ہیں اور وید کے حکموں پر نہیں چلتے انکے ناستک ہونے میں کیا شک ہے

۷۸ اور ایسے لوگوں کی نسبت مہابھارت میں یہ حکم ہے:۔ جو کوئی موجودہ شرتی (حکم وید) شریعت حقہ کے خلاف دم مارے اُسکو برہما (پرمیشور اور وید دونوں) کا قاتل کہنا چاہئے۔ اور دیکھئے وید کے مخالفوں کے

۷۹ اقوال:۔ کیا کرنی ہیں ہمیں وید کی بتائی ہوئی مشکل قربانیاں، اور کس کام کی ہیں یہ دشوار گذار ریاضتیں اور کس مصرف کی ہیں یہ خیراتیں، اور کیا وقعت ہے ان روزوں کی جن سے بہشت ہی میسر آتا ہے جس کی لذتوں اور آسایشوں میں پڑکر انسان نارائن وشنو کی قدمبوسی کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔

نوٹ۔ دیکھئے تو اس آرام و آسایش کی زندگی کے عاشق کو جو محنت اور جانفشانی سے بچتا ہی، تن آسانی ڈھونڈھتا ہے، کنبہ پالنے کی ذمہ واری کے بوجھ سے بھاگتا ہے، روزہ رکھنے کی تکلیف سے ڈرتا ہے، خیرات دینے کی شریعت کو مصیبت سمجھتا ہے، اور بھیک کے ٹکڑوں پر زندگانی بسر کرنے کو ہی شرط انسانیت

۸۰ سمجھتا ہے، اور اسی کو وشنو کی عبادت کہتا ہے، اور یجر وید کے اِس منتر کو نہیں پڑھتا:۔ اے بزرگو ہمیں بہت رزق بخشئے تاکہ بہت سے مہمانوں کی خاطر تواضع کر سکیں، اور بھکمنگے ہم سے مانگنے آئیں اور ہم کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔ اور پھر دیکھئے یوگی کہتا ہے کہ "بہشت ہمیں کیا کرنا ہی" اور والمیکی مہاراج کا بیان دیکھئے جو رام مہاراجہ خود وشنو کے اوتار کے حق میں ہے:۔ اپنے بڑے خاندان کی شان کے موافق اپنے دھرم کی بڑی وقعت کرتا ہے تاکہ اسکے ذریعہ سے بہشت کی بڑی نعمت نصیب ہو (شانتی پرب، ادھیائے ...)

۸۱ اور اعتراض دیکھئے:۔ یوگ وید کے سبز باغ کے پھولوں کی بھینی خوشبو سے فریفتہ ہو کر اپنی عقل کو کند کرکے جانوروں کی قربانی جیسے سخت کام میں سنگدل بنکر مصروف رہتے ہیں، اُن کی ابتر حالت دیکھ کر عقلمند آدمی اپنی رائے بدلدیتا ہے، اور دشوار گذار وید کو چھوڑ کر آسانی سے بھگوان لوگیشنو شری کرشن کا پیرو بنجاتا ہی

(ردوم بردوم و ادھیائے ۱۰۱ صفحہ ۹۱)

(ایودھیا کانڈ سرگ ۱۰۹)

(ادھیائے ...)

یہ چند مثالیں نمونہ کے طور پر اس کتاب میں کافی ہیں، یہ سب ایسے لوگوں کے اقوال ہیں جنکو وید سے واسطہ نہیں، غلط بیان کرنے والے فرقہ کے لوگ ایسی مثالوں کو پیش کرکے کہتے ہیں کہ پہلے بھی لوگ قربانی کے خلاف تھے، ہم کہتے ہیں کہ بیشک تھے مگر وہ غیر دھرم کے تھے، اسلئے ان کو قربانی پر الزام لگانیکا حق حاصل تھا اور اب بھی ہے۔ مگر کسی وید پرست کا قول قربانی کے خلاف ہمنے نہیں پایا۔ مگر ایک شلوک بہت مشہور ہے:۔ "اگنی ہوترم کی رسوم۔ گائے کا ذبح کرنا، سنیاس، گوشت کا شرادھ، دیور سے اولاد پیدا کر لینے کی ترکیب۔ یہ پانچوں رسمیں کلی یگ میں بند کر دینی چاہئیں"۔ قربانی کے مخالف اسکو پراشر رشی کا بتاتے ہیں، جس کسی کا بھی ہو ہونے دو۔ اس سے بھی قدیم آریوں کے پچھلے تین یگوں میں گائے کی قربانی کا رواج بالکل ثابت ہے، پراشر رشی کی یہ ممانعت کلی یگ سے متعلق ہے۔ مگر ویاس مہاراج یا یوگیشور شری کرشن نے اسکے بند کر دینے کا حکم نہیں دیا، اور قربانی کے مخالف خود اس شلوک سے گویا یہ ثابت کرتے اور مانتے ہیں کہ کلی یگ سے پہلے گائے کی قربانی ہوا کرتی تھی۔ ہمارے زمانہ کے لکھے پڑھے مخالف عام طور پر کہتے ہیں کہ وید میں کہیں قربانی کا حکم نہیں، اور کسی نے بھی نہیں کی۔ جب بزرگوں کی تحریروں کو دیکھتے ہیں تو غلط معنی بتانے کی کوشش کرتے ہیں، یا کہتے ہیں کہ یہ شلوک کسی نے بعد میں یہاں لکھدیا اصل میں نہ تھا، ہمنے اسکے جواب میں اُنسے کہا کہ یہ اصل میں تھا اور جس مضمون کو آپ اصلی بتاتے ہیں وہ کسی نے بعد میں چسپاں کر دیا، کیا ثبوت ہے کہ آپ کا کہنا درست ہے۔ اگر صرف زبان سے کہدینے پر سچ منحصر ہو تو ہر کسی کا ہر قول سچا ہوگا۔ کوئی قدیم کتاب وید پرست کی لکھی ہوئی دکھائے جس نے قربانی کی مذمت کی ہو، اسکا کچھ جواب مہاتما نہیں دے سکتے۔ ۸۳

جو سچے لوگ قربانی کے مخالف ہیں وہ صاف صاف الفاظ میں وید کو رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں "یہ بھاگوت پران وید کا ہم پلہ ہے" (بھاگوت ۲ ادھیایہ ۲) اور یوں بھی کہتے ہیں کہ:۔ رگوید یجروید اور سام وید سے بہشت کے شہد کے حوض، گھی کے حوض، دودھ کے حوض حاصل ہوتے ہیں (شلوک ۶۲) لیکن بھگوان وشنو شری کرشن کے فرمودہ اس بھاگوت پران کو پڑھکر خود بھگوان وشنو کے درجہ میں داخل ہو جاتا ہے (۴۳) ایسے صاف گو لوگ قابل قدر ہیں کہ وہ سچ کی ہنسا نہیں کرتے۔ مگر یہ جھوٹے وید پرست جو وید پر فخر کرتے ہیں اور وید ہی کے احکام کو نہیں مانتے رد کئے جانے کے لائق ہیں، ان کا کچھ اعتبار نہیں، ان کا دھرم نہ اُنکے لئے اچھا ہے، نہ کسی اور کے لئے۔ فقط ۸۴ ۸۵ ۸۶

६८ यजन्त्यसृष्टान्नविधानदक्षिणं वृत्त्यै परं घ्नन्ति पशूनतद्विदः । ८

६९ स्वाहाकारवषट्कारौ मन्त्रः शूद्रे न विद्यते ३७तस्माच्छूद्रः पाकयज्ञैर्यजेताव्रतवान्स्वयम्

७० हिंसाविहारा ह्यालब्धैः पशुभिः स्वसुखेच्छया यजन्ते देवतायैश्च पितृभूतपतीन्खलाः३०

७१ एवं साधारणं देहमव्यक्तंप्रभवाप्ययम्।को विद्वानात्मसात्कृत्वा हन्ति जन्तूनृतेऽसतः

७२ श्रीमदादभि जात्यादियत्र स्त्री द्यूतमासः ।८। हन्यन्ते पशवो यत्र निर्दयैरजितात्मभिः
मन्यमानैरिमं देहमजरामृत्युनश्वरम् । ९ । देवसंज्ञितमप्यन्ते कृमिविड् भस्मसंज्ञितम् ।
भूतध्रुक् तत्कृते स्वार्थं किं वेद निरयोयतः । १०

७३ असतः श्रीमदान्धस्य दारिद्र्यं परमाञ्जनम् । आत्मौपम्येन भूतानि दरिद्रः परमीक्षते ।

७४ यथापंकेन पङ्काम्भः सुरया च सुराकृतम् । भूत हत्यां तथैवैतां न यज्ञैर्मार्ष्टुमर्हति ।

७५ यज्ञदानतपः कर्म न त्याज्यं कार्यमेवतत् । यज्ञो दानं तपश्चैव पावनानि मनीषिणाम् ।

७६ कर्तव्यानीतिमे पार्थ निश्चितं मतमुत्तमम् । नियतस्यतु सन्न्यासः कर्मणोनोपपद्यते ।
मोहात्तस्य परित्यागस्तामसः परिकीर्तितः । ७

७७ असन्तस्तु न्यवर्तन्ते वेदेभ्य इव नास्तिकाः ।

७८ यः प्रवृत्तां श्रुतिं सम्यक् शास्त्रं वा मुनिभिः कृतम् ।
दूषयत्यनभिज्ञाय तं विद्या द्ब्रह्मघातिनम् ॥ ८ ॥

७९ किंदुष्करैर्नः क्रतुभि स्तपोव्रतैर्दानादिभिर्वा द्युजयेन फल्गुना ।
न यत्र नारायणपादपङ्कजस्मृतिः प्रमुष्णातिशयेन्द्रियोत्सवात् । २२ ।

८० अन्नं चनोबहु भवेदतिथींश्चालभेमहि । याचितारश्चनो सन्तु माच याचिष्म कञ्चन ।
कुलोचितमतिः क्षात्रं स्वधर्मं बहुमन्यते । मन्यते प्रमया प्रीत्या महत्स्वर्गफलंततः । १६

८१ त्रैय्यां जडाकृतमतिर्मधु पुष्पितायां । वैतानिके महति कर्मणि युज्यमानः । २५ ।
एवं विमृश्य सुधियो भगवत्यनन्ते । सर्वात्मना विदधते खलु भावयोगम् । २६ ।

८३ अग्निहोत्रं गवालंभं सन्यासं पलपैतृकम् । देवराच्चसुतोत्पत्तिं कलौ पञ्च विवर्जयेत् ।

८४ इदं भागवतं नाम पुराणं ब्रह्मसम्मितम् ॥ ८ ॥

८५ ऋचोयजूंषि सामानि द्विजो धित्यानुविन्दते मधुकुल्या घृतकुल्याःपयःकुल्याश्चतत्फलम्

८६ पुराणसंहितामेतामधीत्य प्रयतो द्विजः । प्रोक्तं भगवता यत्तु तत्पदं परमं व्रजेत् ॥

ते तं भुक्त्वा स्वर्गलोकं विशालं क्षीणे पुण्ये मर्त्यलोकं विशन्ति ॥
एवं त्रयीधर्ममनुप्रपन्ना गतागतं कामकामा लभन्ते ॥ २१ ॥
अनन्यो श्चिन्तयन्तो मां येजनाः पर्युपासते । तेषां नित्याभि युक्तानां योगक्षेमं
वहाम्यहम् ॥ २२ ॥

६ त्रैविद्या मां सोमपाः पूतपापा यज्ञैरिष्ट्वा स्वर्गतिं प्रार्थयन्ते ।
ते पुण्यमासाद्य सुरेन्द्रलोकमश्नन्ति दिव्यान्दिवि देव भोगान् ॥ २० ॥

७ अहो भारतवर्षस्था मनुष्याः क्षीणकल्मषाः । अपवर्गप्रदो येषामाविरासीज्जनार्दनः ।

८ श्रुतिस्मृतीनां गहनः पन्थाः कर्मभिराकुलाः । येन याता भ्रमन्तीह घटीयन्त्रवदाकुलाः।

९ निर्व्यलीकपद प्राप्तिर्हेतुरेष स चिन्मयः ।

६० श्रुतिस्मृत्युक्तनियमा वर्तन्ते नेह पार्थिवः ॥ १४ ॥

६१ यथा तथा दृष्टिपथमाचाण्डालाद्विमुक्तिदः ॥ १५ ॥

६१। ध्यायन्कृते यजन्यज्ञैस्त्रेतायां द्वापरेर्चयन् ।
यदाप्नोति तदाप्नोति कलौ संकीर्त्य केशवम् ॥ ६४ ॥

६१॥ कृते यद्धयायतो विष्णुं त्रेतायां यजतो मखैः । द्वापरे परिचर्यायां कलौ तद्धरि-
कीर्तनात ॥ ५२ ॥

६१/३ यज्ञस्य कर्त्ता पुनरेति जन्म हरेः प्रणामो न पुनर्भवाय ॥ ३ ॥

६१/४ तस्मात्सर्वाणि संत्यज्य श्रौतास्मर्त्तानिमानवः। प्रयत्नान्निवसेत्पुण्ये क्षेत्रे श्रीपुरुषोत्तमे।
सर्वधर्मबहिर्भूतो निवसेर पुरुषोत्तमे ।

६२ सचापि भगवद्धर्माकाममूढः पराङ्मुखः । यजते क्रतुभिः र्देवान्पितृंश्च श्रद्धयान्वितः । २

६३ कामिनः कृपणा लुब्धा पुष्पेषु फलबुद्धयः अग्निमुग्धा धूमतांताः स्वलोकं न विदन्तिहि२७

६५ यमिमां पुष्पितां वाचं प्रवदन्त्यविपश्चितः । वेदवादरताः पार्थनान्यदस्तीति वादिनः ४२
कामात्मानः स्वर्गपरा जन्मकर्मफलप्रदाम् । क्रिया विशेष बहुलां भोगैश्वर्यगतं प्रति ४३

६५ फल श्रुतिरियं नृणां न श्रेयोरोचनं परम् । २३ उत्पत्त्यैवहिकामेषुप्राणेषु स्वजनेषु च ।

६६ आसक्तमनसो मर्त्यो आत्मनोनर्थहेतुषु । २४

६७ न तान्विदुषःस्वार्थं भ्राम्यतो वृजिनाध्वनि । कथं युंज्यात्पुनस्तेषु तांस्तमोविशतोबुधः

४५ अमूर्तस्तस्य कौन्तेयं सांख्यं मूर्तिरितिश्रुतिः ।

४६ ईश्वरः सर्वभूतानां हृद्देशेर्जुन तिष्ठति । भ्रामयन्सर्वभूतानि यन्त्रारूढ़ानिमायया ॥

४७ न कर्तृत्वां न कर्माणि लोकस्य सृजति प्रभुः। न कर्मफलसंयोगं स्वभावस्तु प्रवर्तते।१४

४८ हतो वा प्राप्स्यसि स्वर्गं जित्वा वा भोक्ष्यसे महीम् ॥ ३७ ॥

४९ ईश्वरेण नियुक्तो हि साध्वसाधु च भारत । कुरुते पुरुषः कर्म फलमीश्वरगामितत्।२६

यथाहि पुरुषश्छिन्द्याद्वृक्षं परशुना वने । छेत्तुरेव भवेत्पापं परशोर्न कथंचन ॥१४॥

५० श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् । स्वधर्मे निधनं श्रेयः परधर्मोभयावहः। ३५

५१ सुधादानं सुधायज्ञो सुधाधीतं सुधाव्रतम् । सुधाप्रतिग्रहश्चैव सुधाधर्मो सुधातपः।६

एवंवृत्तास्तु ये केचिल्लोकेस्मिन्सत्व संश्रयाः । ब्रह्मणा ब्रह्मयोनिस्थास्ते धीराः साधुदर्शिनः ॥ १० ॥

५२ न तत्र क्रमते बुद्धिर्नेन्द्रियाणि न देवताः ।

वेदा यज्ञाश्च लोकाश्च न तपो न व्रतानि च ॥ ५० ॥

यत्र ज्ञानवतां प्राप्तिरलिङ्गग्रहणस्मृता ॥ ५१ ॥

५३ यस्तु वेद निराधारं ज्ञानं तत्त्वविनिश्चयात् ।

सर्वभूतस्थमात्मानं स सर्वगतिरिष्यते ॥ ६ ॥

सर्वभूतस्थमात्मानं स सर्वगतिरिष्यते ॥ ६ ॥ पिबन्तः ॥ २३२ ॥

साकेत श्रद्धयैव स्ववरणसलिलं स्वीय गोष्ठ्यां पिबन्तः ॥ २३२ ॥

५४ तपस्विभ्योधिको योगी ज्ञानिभ्योपिमतोधिकः ।

कर्मिभ्याश्चाधिको योगी तस्माद्योगीभवार्जुन ॥ ४६ ॥

५५ ओंमित्येतदक्षरमुद्गीथमुपासीतमिति ह्युद्गायति तस्योपव्यानं देवा वै मृत्योर्बिभ्यत-स्त्रयीं विद्यां प्राविश ७ स्ते छन्दोभिरच्छाद । यन्यदेभिरच्छादय ७ स्तच्छन्दसां छन्दस्त्वंतानुतत्र मृत्युर्यथा मत्स्यमुदके परि-पश्येदेवं पर्यपश्यदृचि साम्नि यजुषि ते नु विदित्वोर्ध्वा ऋचः साम्नो यजुषः स्वरमेव प्राविशन्यदा वा ऋचमाप्नोत्योमित्ये वातिस्वरत्येव ँ सामैवं यजुरेषः उस्वरो यदेत-दक्षरमेतदमृतमभयं तत्प्रविश्य देवा अमृता अभया अभवन्तस ॥

॥ छान्दोग्य तृतीयस्य चतुर्थः खण्डः ॥

२९ यदिनैवं विधंजातु कुर्यां जिह्ममहंरणे । कुतोवो विजयोभूयः कुतोराज्यं कुतोधनम् ।

३० न सा सभा यत्र न सन्ति वृद्धा वृद्धा न ते ये न वदन्ति धर्मम् ।
ना सौ धर्मो यत्र न सत्यमस्ति न तत्सत्यं यच्छलेनानु विद्धम् ॥ ३३ ॥

३१ कस्य यास्याम्यहं वृत्तं केन वा स्वर्गमाप्नुयाम् ॥ ८ ॥

३२ कच्चित्ते सफला वेदाः कच्चिते सफलाः क्रियाः ॥ ७२ ॥

३३ कथं वै सफला वेदाः ।

३४ अग्निहोत्र फला वेदाः ।

३५ कथं स्युः सफला वेदाः कथं स्यात्सफलं श्रुतम् ।
कथंस्युः सफलादाराः कथं स्यात्सफलं धनम् ॥ १८ ॥
अग्निहोत्रफला वेदाः शीलवृत्तफलं श्रुतम् । रतिपुत्रफला दारा दत्तभुक्तं फलं धनम् ।१९

३६ हिंस्त्रं द्रव्यमयं काम्यमग्निहोत्रा द्यशान्तिदम् ॥ ४८ ॥

३७ ये त्वनेवंविदो सन्तः स्तब्धाः सदभिमानिनः । पशून्द्रुह्यन्ति विस्त्रब्धाःप्रेत्य खादन्ति ते च तान् ॥ १६ ॥

३८ यत्सांख्यैः प्राप्यते स्थानं तद्योगैरपि गम्यते । सांख्ययोगौ पृथग्बालाः प्रवदन्ति न पण्डिताः ॥ ४ ॥

३९ कर्दमाद्देवहूत्यां च भूत्वाथ कपिलाभिधः। प्रवर्तयिष्ये कालेन नष्टं सांख्यं विरागयुक्।

४० अस्माकं त्वं हि तुरगं यज्ञियं हृतवानसि । श्रुत्वा तद्वचनं तेषां कपिलो रघुनन्दन ।
रोषेण महताविष्टो हुंकारमकरोत्तदा । ततस्तेनाप्रमेयेण कपिले न महात्मना ॥
भस्मराशीकृताः सर्वेकाकुत्स्थ सगरात्मजाः ॥ ३० ॥
यस्येयं वसुधा कृत्स्ना वासुदेवस्य धीमतः ॥ २ ॥

४१ कपिलं रूपमास्थाय धारयत्यनिशं धराम्। तस्य कोपाग्निना दग्धा भविष्यन्ति नृपात्मजाः

४२ अत्र चक्रधनुर्नाम सूर्याज्जातो महानृषिः।१७।विदुर्यंकपिलं देवं येनार्त्ताः सगरात्मजाः।१८

४३ योसौ भूमिगतः श्रीमान विष्णुर्मधुनिषूदनः।कपिलोनाम देवोसौ भगवानजितोहरिः१८
येन पूर्वं महात्मानः खनमाना रसातलम्।दर्शनादेव विहताः सगरस्यात्मजा विभो१९

४४ ततः कोपेनमहता कपिलो मुनिसत्तमः।सागरानीक्षयामास तान्कोपाद्भस्मसात्करोत्३६

१७ युधिष्ठिर तव प्रज्ञा न सम्यगितिमे मतिः। नहि कश्चित्स्वयं मर्त्यःस्ववशः कुरुते क्रियाम्
ईश्वरेण च युक्तोयं साध्वसाधु च मानवः। करोति पुरुषः कर्म तत्र का परिदेवना ॥

आत्मा तपोभिः क्रतुभिश्च वै दानेन च युधिष्ठिर । तरन्ति नित्यं पुरुषा येस्म पापानि कुर्वते ॥ ४ ॥

यज्ञेन तपसा चैव दानेन च नराधिप । पूयन्ते नरशार्दूल नरा दुष्कृतकारिणः ॥ ५ ॥
यज्ञैरेव महात्मानो बभूवुरधिकाः सुराः ।७। राजसूयाश्वमेधौ च सर्वमेधं च भारत ।
नरमेधं च नृपते त्वमाहर युधिष्ठिर ।८। यजस्व वाजिमेधेन विधिवद्दक्षिणावता ॥
बहुकामान्नवित्तेन रामो दाशरथिर्यथा।९।यथा च भरतो राजा दौष्यन्तिः पृथिवीपतिः।
शाकुन्तलो महावीर्यस्तव पूर्वो पितामहः ॥ १० ॥

१८ महोपनिषदं चैव योगमास्थाय वीर्यवान् । जपन्शान्तनवो धीमान्कालाकांक्षी-स्थितोभवत् ॥ १२२ ॥

१९ एषहि प्रथमो धर्मः क्षत्रियस्याभिषेचनम् । येन शक्यं महाप्राज्ञ प्रजानां परिपालनम् ॥
सुजीवं नित्यशस्तस्य यः परैरुपजीव्यते । राम तेन तु दुर्जीवं यः परानुपजीवति ॥७॥

२१ राज्यं वा वनवासो वा वने वासो महोदयः ।

२२ यमाजीवन्ति पुरुषं सर्वभूतानि सञ्जय । पक्वं द्रुममिवासाद्य तस्य जीवितमर्थवत् ॥

२३ श्रियं हित्वा प्रदीप्तां त्वं श्ववत्संप्रतिवीक्षसे । अपुत्रा जननी तेद्यकौसल्या चापतिस्त्वया ।। १२ ।। नैव तेस्ति परो लोको नापरः पापकर्मणः ।
धर्म्यान्दारान्परित्यज्य यस्त्वमिच्छसि जीवितुम् ।।। १५ ।।
मिथिलायां प्रदीप्तायां न मे दह्यतिकिञ्चन। अनन्तंबत मे वित्तं यस्य मे नास्ति किञ्चन।

२४ अधिभूतं क्षरोभावः पुरुषश्चाधिदैवतम् । अधियज्ञोहमेवात्र देहे देहभृतांवर ॥ ४ ॥

२५ त्रैगुण्यविषया वेदाः निस्त्रैगुण्योभवार्जुन सर्वधर्मान्परित्यज्यमामेकं शरणं व्रज ।
अहंत्वा सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामिमा शुचः ॥ ६६ ॥

२६ धर्मादर्थः प्रभवति धर्मात्प्रभवति सुखम् । धर्मेण लभते सर्वं धर्मसारमिदं जगत् ।

२७ अर्थसिद्धिं परामिच्छन्धर्ममेवादितश्चरेत् । नहि धर्मादपत्यर्थः स्वर्गलोकादिवामृतम् ॥

२८ धर्मापेक्षी नरो नित्यं सर्वत्र लभते सुखम् । प्रेत्यभावे च कल्याणं प्रसादं प्रतिपद्यते ॥

श्रुतंवो वचनं धीराः सौहृदाद्यन्महात्मना। कुरुणां हितकामेन प्रोक्तं कृष्णेन धीमता ॥
तपो वृद्धेन महता सुहृदां भूतिमिच्छता। गुरुणा धर्म शीलेन व्यासेनाद्भुतकर्मणा ॥
भीष्मेणच महाप्राज्ञा गोविन्देनच धीमता। संस्मृत्य तदहं सम्यक्कर्तुमिच्छामिपाण्डवाः ॥

एतौहि नित्यं संयुक्तावितरेतर धारणे। क्षत्रं वै ब्रह्मणे योनिर्योनिः क्षत्रस्य वै द्विजाः ११

मज्जेत्त्रयो दण्डनीतौ हतायां सर्वे धर्माः प्रक्षयेयुर्विबुद्धाः सर्वे धर्माश्चाश्रमाणां हताःस्युः
क्षात्रेत्यक्ते राजधर्मे पुराणे ॥ २८ ॥

ऋत्विग्विशुद्धि विरहादतिशङ्कया चेत् केचित्कलौ जहाति नित्यमपि क्रतुं ते ॥
मुञ्चन्ति गुर्वशुचिताविशयेन किं न चक्राङ्कवैष्णवमनुग्रहणादि सर्वम् ॥ ३६८ ॥

सहस्राक्षेण राजा हि सर्वथैवोपमीयते। स प्रयाति च यं धर्मं स धर्मः पुरुषर्षभ । ४१

नमोब्राह्मणयज्ञाय ये च यज्ञविदोजनाः। स्वयज्ञं ब्राह्मणा हित्वा क्षत्रयज्ञमिहास्थिताः ।५

सहजं किल यद्विनिन्दितं न खलु तत्कर्मविवर्जनीयम्।
पशुमारणकर्म दारुणो ऽनुकम्पामृदुरेव श्रोत्रियः ॥ १ ॥

ध्यायन्कृते यजन्यज्ञैस्त्रेतायां द्वापरे चार्चयन्। यदाप्नोति तदाप्नोति कलौसंकीर्त्य
केशवम् । ६४ ।

कृते यद्ध्यायतो विष्णुं त्रेतायां यजतो मखैः। द्वापरे परिचर्यायां कलौ तद्धरिकीर्तनात्

० श्लाघ्यं कृते तपः प्रोक्तं त्रेतायां यज्ञकर्म च। द्वापरे यज्ञदाने च दानमेव कलौयुगे ॥

१ इदं कृतयुगं नाम कालः श्रेष्ठः प्रवर्तते। अहिंसा यज्ञपशवो युगेस्मिन्नतदन्यथा। ८२

२ ततस्त्रेता युगो धर्मो त्रयी यत्र भविष्यति ।८३। प्रोक्षिता यत्र पशवो वधं प्राप्स्यन्ति
वै मखे ॥ ८४ ॥ अदेवं दैवतं कुर्युर्दैवतं चाप्यदेवतम् ।१७।

अनाम्नातेषु धर्मेषु कथंस्यादिति चेद्भवेत्। यं शिष्टाब्राह्मणा ब्रुयुः सधर्मःस्यादशङ्कितः।

३ शैशवे भ्यस्तविद्यानां यौवने विषयैषिणाम्। वार्धके मुनिवृत्तीनां योगेनान्ते
तनुत्यजाम् ॥ ८ ॥

१ धिग्बलं क्षत्रियबलं ब्रह्मतेजोबलं बलम्। धिगस्तु क्षात्रधर्माचारं धिगस्तु बलपौरुषम्
६ विदिताः क्षात्रधर्मास्ते येषां युद्धेन जीविका ।१६।

التماس

اس "ریسرچ ورک" (علمی تحقیقات وانکشاف) کے نتیجہ کو ہمیشہ زیر نظر رکھیئے اور اس سے فائدہ اُٹھایئے۔ ہندستان کے باشندوں کو اپنے بزرگوں کی تہذیب کے سچے حالات دیکھ کر متاثر ہونا چاہیئے اور کوتاہ اندیشی اور اوچھے پن سے شرمانا چاہیئے۔ غلطی کا اعتراف کرنا اور اس سے بچنا انسان کا فرض ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے ملک کے لیڈر و مسلیڈر، ہیں لوگوں کو جھوٹا نظارہ دکھا کر لڑنے مرنے کے لیئے آمادہ کرتے ہیں، اسلیئے ہم نے یہ حالات شائع کیئے تاکہ اصل حال سب کو معلوم ہو جائے۔ اور کوئی دھوکہ میں نہ آئے ہم نے تعصب اور ہٹ دھرمی سے کام نہیں لیا، علمی تحقیقات میں طرفداری کی گنجائش نہیں، واقعات دیکھ کر شایقین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ ہم نے طرفداری اگر کی ہے تو ویدوں کی نہ جھوٹ کی جس سے ہر کسی کو نفرت ہونی چاہیئے۔ دوسروں پر جھوٹے الزام لگانے اور خلاف انصاف اپنی رائے کے جمانے سے بڑھ کر اور کوئی بداخلاقی نہیں۔ مگر یہی ہندی لیڈروں کا شیوہ ہے، ہر طرف منافقوں کی جماعت سچ کو دبانے اور زبان زوری سے جھوٹ کا میدان جیت لینے کی کوشش میں سرگرم ہے۔ اسلیئے ہم نے کہیں کہیں نوٹ لکھے ہیں تاکہ اصلیت کو سمجھنے میں سہولت ہو۔ کھینچ تان کر اپنے موافق نتیجہ نکالنے کی ہم نے کوشش نہیں کی، اصل روایت پر اکتفا کیا، وہی ہمارے دعوے کا ثبوت ہے، آریوں کا برتاؤ ہمارا آئینہ ہے جسمیں ہم ویدک زمانہ کو دیکھتے ہیں۔ منافقوں کی طرح خام خیالی اور مغالطہ دہی کو اپنا معیار نہیں بنایا سچ میں سے سچ کو چنا اور سچ کے پیروؤں کے نذر کیا ؎

ما عادت خود بہانہ جوئی نہ کنیم + جز راست روی و نیک خوئی نہ کنیم

میرٹھ

معین الدین احمد پروفیسر ولسن کالج بمبئی

۱۸ مئی سنہ ۱۹۲۸ء

ضروری اطلاع۔ ہر مضمون کے آخر میں سنسکرت کی اصل عبارت جس کا ترجمہ متن کتاب میں ہے نمبروار درج کی گئی ہے تاکہ حوالہ میں آسانی ہو جو نمبر متن میں ہو وہی نمبر سنسکرت میں نکال کر اصل عبارت دیکھئے